القانون

طب اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا

جلد اول

☆

شیخ الرئیس ابن سینا

ابو علی حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا۔ ایک معروف و مشہور شخصیت ہیں، ان کے حالات زندگی اور سیرت و سوانح پر اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ مزید بیان کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اپنی زندگی کے حالات کے بارے میں خود انہوں نے اور ان کے شاگرد ابو عبید جوزجانی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسے پیش کر دینے پر اکتفا کریں گے۔

شیخ الرئیس نے اپنے جو حالات زندگی بیان فرمائے ہیں اور ان کی روایت ابو عبیدہ جوزجانی نے کی ہے وہ حسب ذیل ہیں شیخ فرماتے ہیں:

''میرے والد بلخ کے رہنے والے تھے۔ نوح بن منصور کے عہد حکومت میں وہ بخارا منتقل ہو گئے جہاں وہ ملکی امور کی انجام دہی پر مامور ہوئے۔ بخارا کی جائیداد میں ایک علاقہ خرمیثن نامی ہے، یہ مرکزی بستیوں میں شمار ہوتا ہے، جس کے قریب میں افشنہ نامی بستی واقع ہے، والد صاحب کو نوح کے زمانہ حکومت میں اسی بستی پر مامور کیا گیا تھا، جہاں انہوں نے میری والدہ سے شادی کی یہیں میری ولادت ہوئی میرے بعد میرے بھائی کی ولادت ہوئی۔ اس کے بعد ہم بخارا آ گئے یہاں مجھے قرآن و ادب کے اساتذہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، چنانچہ دس سال کی عمر میں نے حیرت انگیز طور پر قرآن اور زبان و ادب کا بیشتر علم حاصل کر لیا والد نے مصری داعیوں کی تحریک پر لبیک کہا اور ان کا شمار اسماعیلیوں میں ہونے لگا ان سے انہوں نے نفس اور عقل پر وہ باتیں سنیں جن پر ان کا عقیدہ تھا۔ بھائی بھی والد کے نقش قدم پر تھا یہ لوگ باہم مذاکرہ کرتے تھے میں سنا کرتا تھا ان کی گفتگو سمجھتا تو تھا مگر دل قبول نہ کرتا تھا۔ انہوں نے مجھے بھی دعوت دینی شروع کی، ان کی زبانوں پر فلسفہ، ہندسہ اور ہندوستانی حساب کا تذکرہ بار بار آتا تھا والد نے مجھے ایک ایسے شخص کی جانب متوجہ کیا جو سبزیاں

پڑھنا شروع کیا یہ فن کوئی مشکل فن نہیں ہے میں نے انتہائی کم مدت میں اس فن کے اندر اتنا کمال پیدا کرلیا کہ فضلاء طب بھی مجھ سے علم طب کا درس لینے لگے میں نے مریضوں کو دیکھنا شروع کیا چنانچہ تجرباتی معالجات کے رموز مجھ پر ناقابل بیان حد تک منکشف ہونے لگے اسی کے ساتھ فقہ سے بھی دلچسپی رکھی اور اس فن پر مناظرہ کرنے لگا درآں حالیکہ اب تک عمر کی صرف سولہ منزلیں ہی طے کی تھیں اس کے بعد علم و مطالعہ میں ڈیڑھ سال مزید صرف کئے علم منطق اور فلسفہ کے تمام فنون کا اعادہ کیا اس مدت میں ایک شب بھی پوری طرح سو نہ سکا دن کا تمام حصہ بھی مطالعہ ہی میں گزرتا رہا اپنے روبرو مسائل جمع کرکے رکھتا پھر جس دلیل پر غور کرتا قیاسی مقدمات بنا کر اسے متعلقہ مسئلہ میں رکھ کر غور کرتا کہ کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے مقدمات کی شرطوں کا بھی لحاظ رکھتا حتیٰ کہ حقیقت حق مجھ پر منکشف ہو جاتی کسی مسئلہ کے اندر جب کبھی سرگرداں ہوتا اور کسی قیاس کے اندر حد اوسط کا سراغ نہ ملتا تو جامع مسجد جا کر نماز پڑھتا اور خالق کل موجودات کے روبرو گڑگڑا کر دعائیں مانگتا حتیٰ کہ گتھی سلجھ جاتی اور مشکل دور ہو جاتی۔ شب میں گھر واپس آکر چراغ کی روشنی میں لکھتا پڑھتا۔ نیند کا غلبہ ہوتا یا کمزوری کا احساس ہوتا تو شراب کا ایک پیالہ پی لیتا جس سے طاقت عود کر آتی اور دوبارہ مطالعہ میں مصروف ہو جاتا جب کبھی تھوڑی بہت نیند طاری ہو جاتی تو نیند ہی کے اندر بعینہ زیر مطالعہ مسائل نظر آنے لگتے حتیٰ کہ بکثرت مسائل خواب ہی کی حالت میں واضح ہوئے اور اس طرح تمام علوم مجھ پر واضح ہوتے گئے اور امکان کی حد تک ان سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس زمانہ میں جو کچھ علم حاصل ہو گیا بس وہی آج بھی باقی ہے' اس میں کوئی اور اضافہ نہیں ہوا منطق' طبیعی اور ریاضی علوم میں کمال پیدا ہو گیا تو علم الٰہی کی جانب توجہ دی کتاب مابعد الطبیعہ کا مطالعہ کیا مگر اس کے مضامین سمجھ میں نہیں آئے مصنف کا مقصود غیر واضح رہا چنانچہ اس کتاب کا چالیس بار مطالعہ کیا یہ زبانی یاد ہو گئی پھر بھی مضامین سمجھ میں آئے نہ مقصود کتاب ہاتھ لگا.......... مایوس ہو کر جی میں کہا کہ

میرا ہمسایہ ایک شخص ابوحسین عروضی نامی تھا اس نے مجھ سے درخواست کی کہ اس علم پر ایک جامع کتاب لکھوں چنانچہ مجموعہ کی تصنیف کی اور اسی شخص کے نام سے موسوم کیا ایک اور ہمسایہ ابوبکر برقی نامی تھا خوارزمی قومیت کا حامل، علم النفس کا ماہر، فقہ، تفسیر اور زہد میں یگانہ روزگار اور مذکورہ علوم کی جانب مائل تھا اس نے مجھ سے کتابوں کی شرح لکھنے کی درخواست کی چنانچہ اس کے لئے میں نے الحاصل والمحصول تقریباً بیس جلدوں میں لکھی، نیز اخلاق کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جسے کتاب البروالاثم کے نام سے موسوم کیا یہ دونوں کتابیں صرف اسی کے یہاں دستیاب ہیں اس نے کسی کو عاریتہً بھی نہیں دی کہ نقل کر سکے اس کے بعد والد کا انتقال ہو گیا۔ حالات میں انقلاب آیا۔ سلطنت کے کچھ کاموں کی ذمہ داری سنبھالنی پڑی ضرورت کے تحت بخارا چھوڑ کر کانج منتقل ہونا پڑا۔ یہاں ابوالحسین سہلی وزیر تھا جو مذکورہ علوم کا دلدادہ تھا یہاں کے امیر علی بن مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میں فقیہوں کی پوشاک پہنے ہوئے تھا یعنی جسم پر شال ڈالے ہوئے تھا جو تال سے نیچے تھی حکومت نے میرا مشاہرہ بقدر ضرورت مقرر کر دیا پھر ضرورت کے تحت یہاں سے نساء پھر باورد، طوس، شقان، سمنیقان، خراسان کی آخری سرحد جابرم اور جرجان پہنچا۔ میں امیر قابوس سے ملنا چاہتا تھا۔ اتفاق سے اس اثنا میں قابوس کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا تھا اور یہیں اس کا انتقال ہو گیا یہاں سے میں دہستان روانہ ہوا جہاں مجھے ایک سخت بیماری لاحق ہوئی پھر میں جرجان واپس آ گیا۔ یہاں ابوعبید جوزجانی میرے ساتھ ہوئے اس موقعہ پر میں نے اپنی حالت کا اظہار ایک قصیدہ سے کیا جس کا مطلع اس طرح تھا:

لما عظمت فلیس مصر واسعی
لما غلا ثمنی عدمت المشتری

جب عظمت کی بلندیوں پر بیٹھا تو کسی شہر کے اندر گنجائش نہ ملی قیمت گراں ہوئی تو

کوئی خریدار نہ رہا۔

شیخ الرئیس کے شاگرد ابوعبید جوزجانی فرماتے ہیں یہ تھے وہ واقعات جو شیخ نے مجھے اپنے الفاظ میں سنائے۔ میں نے ان کے جن حالات کا خود مشاہدہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

جرجان میں ابومحمد شیرازی نامی ایک شخص تھا جو شیخ الرئیس کے علوم کو پسند کرتا تھا اس نے شیخ کے لئے اپنے پڑوس میں ایک مکان خریدا جہاں وہ فروکش ہوئے میں روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا ان سے المجسطی پڑھتا اور منطق لکھتا تھا انہوں نے منطق میں المختصر الاوسط املا کرائی۔ ابومحمد شیرازی کے لئے کتاب المبدا والمعاد اور کتاب الارصاد الکلیہ لکھی نیز بکثرت کتابیں مثلاً القانون کا ابتدائی حصہ اور مختصر المجسطی اور بکثرت رسائل تصنیف کئے بعد ازاں سرزمین الجبل میں بقیہ کتابیں تصنیف کیں۔ تصنیفات کی فہرست حسب ذیل ہے:

کتاب المجموع ایک جلد الحاصل والمحصول بیس جلدیں' الانصاف بیس جلدیں' البروالاثم دو جلدیں' الشفاء اٹھارہ جلدیں' القانون چودہ جلدیں' الارصاد الکلیۃ ایک جلد' کتاب النجاۃ تین جلدیں' الھدایۃ ایک جلد' الاشارات ایک جلد' الادویۃ القلبیہ ایک جلد' الموجز ایک جلد' کتاب المختصر الاوسط ایک جلد' العلائی ایک جلد' القولنج ایک جلد' لسان العرب دس جلدیں' بعض الحکمۃ المشرقیہ ایک جلد' بیان ذوات الجہتہ ذوات الجہتہ ایک جلد کتاب المعاد ایک جلد' کتاب المبدا والمعاد ایک جلد' کتاب المباحثات ایک جلد' رسائل میں القضاء والقدر' الالتہ الرصدیۃ' غرض قاطیغوریاس المنطق نظم میں' القصائد فی العفۃ' الحکمۃ فی الحروف' تعقب المواضع الجدیۃ' مختصر اوقلیدس' مختصر فی النبض' عجمی زبان میں' الحدود' الاجرام المساویہ' الاشارۃ الی علم المنطق' اقسام الحکمۃ فی النہایۃ والانہایۃ' عہد کتبہ لنفسہ' حی بن یقظان' اس مسئلہ پر کہ جسم کے ابعاد غیر ذاتی ہیں' خطب الکلام' کاسنی کے موضوع پر' اس مسئلہ پر کہ ایک ہی شئے جوہری اور عرضی

نہیں ہوسکتی' اس مسئلہ پر کہ زید کا علم عمر کے علم کا غیر ہے اخوانی اور سلطانی رسائل شیخ اور بعض فضلاء کے مابین پیش آدہ مسائل' کتاب الحواشی علیٰ القانون' کتاب عیون الحکمتہ' کتاب الشبکتہ والطیر۔

شیخ پھر ری تشریف لے گئے اور وہاں سیدہ اور صاحبزادہ مجد الدولہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ یہاں ان کی شہرت ان کتابوں سے ہوئی جو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور جن سے ان کی قدرومنزلت کا اظہار ہو رہا تھا۔ اس وقت مجد الدولہ پر سودا کا غلبہ تھا چنانچہ آپ اس کے علاج میں مصروف ہوئے یہیں آپ نے کتاب المعاد تصنیف فرمائی۔ ہلال بن بدر بن حسنو یہ کا جب قتل ہو گیا اور بغدادی لشکر نے ہزیمت اٹھائی تو آپ نے شمس الدولہ کا قصد کیا مگر کچھ اسباب ایسے پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے آپ کو قزدین پھر ہمدان جا کر کذبانو یہ کی خدمت میں رہنا پڑا' بعد ازاں شمس الدولہ کو آپ کا علم ہوا اس زمانہ میں اسے قولنج کی شکایت پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اس نے شیخ کو طلب کیا علاج معالجہ سے اسے شفا ہوئی اور چالیس شب و روز قیام کرنے کے بعد شیخ یہاں سے بکثرت خلعتیں لے کر وطن تشریف لائے' اس وقت سے آپ کا شمار امیر کے ندیموں میں ہونے لگا اتفاق سے عناز کے خلاف معرکہ آرائی کی ضرورت پیش آئی تو امیر قرمسین (کرمان شاہ) روانہ ہوا شیخ بھی ہمراہ ہوئے مگر اس معرکہ میں شکست ہوئی تو ہمدان واپس آئے بعد ازاں ارکان سلطنت نے آپ کو وزارت کا عہدہ پیش کیا جسے آپ نے منظور فرمایا مگر فوج میں آپ کے خلاف بغاوت پیدا ہو گئی فوج کو آپ کی جانب سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا چنانچہ انہوں نے آپ کے تمام اسباب و سامان پر قبضہ کر لیا اور مقید کر دیا امیر سے قتل کا مطالبہ بھی ہوا مگر اس نے منظور نہ کیا البتہ فوج کو خوش رکھنے کے لئے جلاوطن کر دینے پر اکتفا کیا چنانچہ شیخ ابوسعد بن وخذوک کے گھر میں چالیس یوم روپوش رہے۔ اتفاق سے شمس الدولہ کو قولنج کی شکایت دوبارہ لاحق ہوئی چنانچہ شیخ کو طلب کیا وہ تشریف لائے تو ہر طرح کی معذرت کی آپ نے اس کا علاج

کیااور قدر و منزلت کا اعزاز ملا وزارت دوبارہ سپرد کی گئی اس عرصہ میں میں نے آپ سے ارسطو کی کتابوں کی شرح لکھنے کی درخواست کی تو فرمایا سردست اس کام کے لئے فرصت نہیں ہے۔ البتہ اگر پسند ہو تو ایک کتاب لکھ دوں جس میں علوم کی وہ باتیں تحریر کروں جو بلا اختلاف اور سوال و جواب سے مبرا میرے نزدیک صحیح ہیں میں نے رضا مندی ظاہر کی تو طبیعات پر آپ نے کتاب الشفاء لکھنی شروع کی اس سے پیشتر القانون کی پہلی کتاب تصنیف فرما چکے تھے۔ شب میں آپ کے مکان پر طلبائے علم حاضری دیتے' میں کتاب الشفاء اور دوسرے القانون باری باری سے پڑھتے فارغ ہونے کے بعد گلوکار بلا اختلاف مرتبہ حاضر ہوتے اور مجلس ناؤنوش تمام ساز و سامان کے ساتھ آراستہ ہوتی ہم اس سے شاد کام ہوتے درس و تدریس غلہ شب ہی میں شروع ہوتا کیوں کہ دن میں شیخ حکومت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے ایک زمانہ تک ہمارا یہی معمول رہا پھر شمس الدولہ نے امیر طارم کے خلاف لشکر کشی کی۔ طارم سے قریب اسے قولنج کی دوبارہ شکایت پیدا ہوئی۔ بیماری کی شدت کے ساتھ دیگر امراض کا بھی حملہ ہوا جو شمس الدولہ کی بدپرہیزی اور شیخ کی ہدایات کو قبول نہ کرنے کا نتیجہ تھیں فوج کو اس کی موت کا اندیشہ لاحق ہو گیا چنانچہ اسے بستر پر لے کر ہمدان واپس ہوئے' مگر راستہ ہی میں وفات ہوگئی اس کی جگہ اس کے صاحبزادہ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور شیخ سے درخواست کی کہ وہ وزارت قبول کرلیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور خفیہ طور پر علاء الدولہ سے مراسلت کی جس میں انہوں نے اس کی خدمت کرنے اور اس کے حاشیہ نشینوں میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا شیخ ابو غالب عطار کے مکان میں روپوش ہوئے اس عرصہ میں ہم نے کتاب الشفاء کی تکمیل کی درخواست کی چنانچہ آپ نے ابو غالب کو بلایا اور کاغذ اور روشنائی طلب کی ابو غالب نے وہ چیزیں فراہم کر دیں شیخ نے آٹھ آٹھ صفحات کے تقریباً بیس اجزاء اپنے قلم سے بنیادی مسائل پر تحریر کئے پھر دو یوم مزید صرف کر کے جملہ بنیادی مسائل سے

فارغ ہوئے حال یہ تھا کہ نہ کوئی موجود تھی نہ کوئی ماخذ وشیع بس اپنی یادداشت اور حافظہ سے کام لے کر یہ کارنامہ انجام دیا پھر ان تمام اجزا کو سامنے رکھا اور کاغذ لے کر ہر مسئلہ پر غور کرتے جاتے اور اس کی شرح لکھتے جاتے چنانچہ یومیہ پچاس ورق تحریر فرماتے حتی کہ کتاب الحیوان اور کتاب النبات کو چھوڑ کر طبیعات اور الہیات کے تمام مباحث قلمبند فرما دیئے منطق کی ابتداء کی اور اس کا ایک جز تحریر کیا اس اثناء میں تاج الملک نے آپ پر علاء الدولہ سے مراسلت کا الزام لگایا آپ کو گرفتار کر کے فروجان نامی قلعہ کے اندر نظر بند کر دیا گیا یہاں شیخ نے ایک قصیدہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے۔ (وافر)

دخولی بالیقین کما تراہ
وکل الشک فی امر الخروج

جیسا کہ دیکھتے ہو یقینی طور پر اندر ہوں' نکلنا بھی ہوگا یہ بات پوری طرح مشکوک ہے۔

قلعہ کے اندر شیخ چودہ مہینہ رہے۔ اس کے بعد علاء الدولہ نے حملہ کر کے ہمدان پر قبضہ کر لیا تاج الملک شکست کھا کر اسی قلعہ کے پاس آیا۔ بعد ازاں علاء الدولہ نے ہمدان سے رجعت کی' اور تاج الملک اور شمس الدولہ کا لڑکا دونوں ہمدان واپس آئے اور شیخ کو بھی اپنے ہمراہ لائے شیخ علوی کے گھر فروکش ہوئے اور یہاں کتاب الشفاء میں سے منطق کا حصہ تصنیف کرنے میں مصروف ہوئے اس سے پیشتر قلعہ کے اندر کتاب الہدایات' رسالہ حی بن یقظان اور کتاب القولنج تصنیف کر چکے تھے۔ الادویۃ القلبیہ کی تالیف انہوں نے ہمدان پہلی بار پہنچنے پر ہی کر ڈالی تھی۔ تالیف و تصنیف کا مشغلہ عرصہ تک جاری رہا اس دور میں تاج الملک شیخ سے حسین وعدے کرتا رہا مگر شیخ نے اصفہان رحلت کرنے کا عزم کر لیا۔ پوشیدہ طور پر وہ میں ان کے بھائی اور دو غلام صوفیوں کے لباس میں' نکل پڑے راستہ میں مختلف صعوبتیں اٹھاتے ہوئے

ہم لوگ اصفہان کے دروازہ یعنی طبران پہنچ گئے اس موقعہ پر شیخ کے دوستوں نے اور امیر علاء الدولہ کے ندیموں اور خواص نے ہمارا شاندار استقبال کیا۔ مخصوص قسم کی پوشاکیں اور سواریاں لائی گئیں اور آپ کو کونکبند نامی محلّہ کے اندر عبداللہ بن بابی کے گھر مہمان بنایا گیا۔ یہاں ضرورت کے مطابق فرش اور آلات موجود تھے۔ شیخ علاء الدولہ کے دربار میں پہنچے تو انہیں شایان شان اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ علاء الدولہ نے جمعہ کی راتوں کو اپنے روبرو تمام علماء کی موجودگی میں ایک علمی مجلس منعقد کرنی شروع کی شیخ بھی ان علماء میں شامل تھے مگر کسی بھی علم میں ان کا کوئی مدمقابل نہ تھا اصفہان میں آپ نے کتاب الشفاء کی تکمیل شروع کی، منطق اور مجسطی سے فارغ ہوئے اوقلیدس، اثماطیقی اور موسیقی مختصر کر چکے تھے ہر کتاب کے اندر ضرورت کے مطابق ریاضیات کے اضافے کئے مجسطی کے اندر اختلاف منظر پر دس اشکال اور اس کے آخر میں علم ہیئت کے ایسے مضامین داخل کئے جو بے نظیر تھے اوقلیدس میں بھی اسی طرح کے مضامین اثماطیقی میں عمدہ خواص اور موسیقی میں ایسی مسائل کا اضافہ فرمایا جو بزرگان قدیم پر مخفی رہ گئے تھے۔ چنانچہ الشفاء نامی کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ گئی کتاب الحیوان اور کتاب النبات کی تصنیف اس سال راستہ میں مکمل فرمائی جس سال علاء الدولہ سابور خواست روانہ ہوا تھا۔ راستہ ہی میں کتاب النجاۃ بھی تصنیف کی اس کے بعد شیخ علاء الدولہ کے خواص اور ندیموں میں داخل کئے گئے یہاں سے علاء الدولہ نے ہمدان کا قصد کیا۔ شیخ بھی ساتھ ہوئے ایک شب علاء الدولہ کے سامنے قدیم مشاہدات فلکیہ کے مطابق جو تقویمیں بنائی گئی تھیں ان کے نقائص کا تذکرہ ہوا تو امیر نے شیخ کو حکم دیا کہ وہ ان کواکب کا مشاہدہ کریں اور اس پر بقدر ضرورت رقم خرچ کرنے کی اجازت دی شیخ نے کام شروع کیا، مجھے رصدگاہوں کے آلات اور ان آلات کے کاریگروں سے کام لینے پر مامور کیا حتیٰ کہ بکثرت مسائل سامنے آ گئے کثرت اسفار اور سفر کی رکاوٹوں کے باعث رصد کے معاملہ میں خلل واقع ہوتا تھا شیخ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

خط اور وہ جزء ان کے سامنے پیش کیا شیخ نے خط پڑھ کر واپس کر دیا اور جزء اپنے روبرو رکھ کر اس پر غور کرنے لگے لوگ اپنی گفتگوؤں میں مصروف تھے اس کے بعد ابوالقاسم رخصت ہو گئے شیخ نے مجھے سفید کاغذ لانے اور اس کے اجزاء بنانے کا حکم دیا چنانچہ میں نے پانچ جز تیار کیے' ہر جز کے اندر فرعونی تقطیع کے دس اوراق تھے ہم نے عشاء کی نماز ادا کی پھر شمع لائی گئی' شیخ نے شراب حاضر کرنے کا حکم دیا مجھے اور اپنے بھائی کو بیٹھا یا اور شراب نوش کرنے کا حکم دیا پھر ان مسائل کے جوابات تحریر کرنا شروع کیے وہ نصف شب تک لکھتے اور پیتے گئے حتیٰ کہ ہم پر نیند کا غلبہ ہوا چنانچہ آپ نے ہمیں واپس چلے جانے کا حکم دیا صبح کو میرے دروازے پر دستک ہوئی دیکھا تو شیخ کا قاصد حاضر ہونے کا پروانہ لایا ہے خدمت میں حاضر ہوا تو شیخ مصلی پر تھے اور روبرو پانچوں اجزاء موجود تھے فرمایا انہیں شیخ ابوالقاسم کرمانی کو سپرد کر دو اور کہو کہ جوابات دینے میں عجلت اس لئے کی ہے کہ قاصد کو تاخیر نہ ہو۔ شیخ ابوالقاسم کو سخت حیرت ہوئی قاصد کو واپس کیا اور لوگوں کو اس حیرت انگیز واقعہ کی خبر دی شیخ کا یہ کارنامہ تاریخ کا ایک عنوان بن گیا۔

رصدگاہ کے باب میں ایسے آلات ایجاد کیے جو ماضی میں کسی نے نہیں بنائے تھے اس سلسلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا آٹھ سال تک میں رصدگاہ میں مصروف رہا مقصد ارصاد کے باب میں ان باتوں کی وضاحت مقصود تھی جو بطلیموس نے اس سلسلہ میں بیان کی ہیں چنانچہ بعض باتیں منکشف ہوئیں۔ شیخ نے کتاب الانصاف تصنیف فرمائی مگر جس دن سلطان مسعود اصفہان میں داخل ہوئے اس دن فوج نے شیخ کا مکان لوٹ لیا اسی میں یہ کتب بھی تھی اس کا پھر کوئی پتہ نہ چلا۔

شیخ کے تمام قویٰ نہایت مضبوط تھے خصوصاً قوت جماع سب سے زیادہ غالب تھی وہ اس قوت کو بکثرت استعمال کرتے تھے چنانچہ مزاج پر اس کا اثر تھا شیخ اپنی مزاجی قوت پر اعتماد رکھتے تھے حتیٰ کہ جس سال علاء الدولہ نے تاش فراش سے کرخ کے

انتقال ۴۲۸ اور ولادت ۳۷۵ کو ہوئی تھی یہ ہے شیخ الرئیس کا وہ تذکرہ جو ابو عبید نے لکھا ہے۔

قبر ہمدان سے قبلہ کی جانب فصیل کے نیچے واقع ہے ایک قول کے مطابق میت اصفہان لا کر باب کوں گنبد کے ایک مقام پر دفن کی گئی ہے۔

ابن سینا کی وفات قولنج سے ہوئی تو اس پر کسی ہمعصر نے یہ شعر کہا (متقارب)

رایت اب سینا یعادی الرجال
وبالحبس مات اخس الممات
فلم یشف ما نالہ بالشفا
ولم ینج من موتہ بالنجات

اب سینا لوگوں سے دشمنی کرتے رہے مگر حبس شکم کے باعث نہایت بری موت مرے۔

جو بیماری لاحق ہو چکی تھی اس میں نہ الشفاء کام آ سکی نہ النجاۃ۔

حبس شکم سے مراد قولنج اور الشفا اور النجاۃ سے مراد شیخ کی وہ تصنیفیں ہیں۔ شعر کے اندر مقصود مشابہت پیدا کرتا ہے۔

/

خدا کی حمد جولائق اس کی شان کے شلون غیر متناہیہ سے ہو بشر سے محال ہے اور اس کی ثنا اور توصیف مین بقدر لائق بہ شان ممدوح کے زبان گویائی لال بلکہ اگر فقط ایک خاص قسم کی نعمت کا حمد خواہ اسی خاص حکمت بالغہ اور صنعت بیچوں و چرا کی نظر سے محامد اور اوصاف بیان ہوں یعنی خلقت انسانی میں جو جو رموز اور حکمت غیر متناہی صانع سبحانہٗ وتعالیٰ برہانہٗ نے بمفاد و لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے مخلوق کیئے اس سے زیادہ معتدل طبی بھی کوئی حیوان مخلوق فرمایا اور نہ اس سے زیادہ شریف مخلوق کوئی اور براہ کمالات غیر بدنی کے ایجاد فرمایا و لقد کرمنا بنی ادم سے اس کا پتہ بخوبی لگتا ہے اور علم تشریح اعضاء اور اس کے بعد علم علاج یعنے طب جسمانی اور بعد اس کے علم اخلاق وطب روحانی ہے اکثر وجوہ فضیلت انسانی کو جو بمثل قطرہ از دریا ہے جان کرتے ہیں۔ بالجملہ اگر فقط اسی ایک نعمت کا حمد اور شکر کیا جاوے تو کیونکر ہوسکتا ہے اس لئے کہ ایک ایک نعمت ان نعمتہائے غیر متناہی سے ایسے ہے کہ دونوں عالم کا حمد اس کے مقابل میں بہت کم وزن معلوم ہوتا ہے بہر حال حمد اور شکر کے بعد لغت برگزیدہ کونین باعث ایجاد نشائتین مقدم الایجاد خاتم الوجود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتا ہوں جو در حقیقت علتہ غائی ہماری ایجاد اور آفرینش اور فی الواقع ذریعہ ہماری شرافت اور کرامت اور احسن تقویم کی ذات مقدس اسی جناب کی ہے اور درود نا محدود وافر اور ان ارواح مقدسہ پر جو خزانے ابواب مدینہ علم نبوی کے ہیں۔ من علیتهم الی مهدلبهم صلوة نامية ذاكية مادام يدوم الدوام ويكون ولا يكون كون الاكو ان بعد اس کے بمجد ان بجت العبد الراجی الی رحمتہ رب المشیر قیین سید غلام حسنین کنتوری بخدمت ارباب فطنت وذکا و صاحبان ذہن رسا کے گزارش کرتا ہے کہ اس خاکسار کو بعد فراغ علوم درسیہ حسیہ وعقلیہ اور بعد تحصیل

علوم دینیہ کے جس قدر اس زمانہ نے فرصت دی تھی جب متوجہ بطرف فن طب کے ہوا اور جو مبادی از قسم علوم اور فنون کے بطور مقدمات اس علم کے ہیں از قسم ریاضیات و طبعیات خواہ ان کے مسائل کلیہ خواہ اعمال جزئیہ اور نیز کس قدر فن کیمیا جس کا جاننا طبیب کو بنظر ترکیب اور تحلیل اجزا کے پر ضرور ہے اور بدون مشاقی اعمال کیمیائی از قسم حل وعقد و تعفین و تقطیر وغیرہ چارہ نہیں ہے کسی قدر حاصل کر چکا تب خیال اس کا ہوا کہ ہمارے اہل اسلام میں باوجودیکہ علم طب کی کتابیں ایسی عمدہ اور قواعد ایسے صحیح اور بے خطر اور مبرہن اور مدلل ہیں اس کی کیا وجہ ہے کہ اس فن خاص کے ماہر اور عامل بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ باوجود کثرت درس و تدریس کتب طب کے اونے اونے مسائل سے اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے لوگ واماندہ رہ جاتے ہیں۔ بعد کمال غور اور تامل کے ایسا گمان ہوا کہ جس قدر خلط مبحث اور علوم اور فنون میں متاثرین اہل اسلام نے کر دیا ہے فن طب مین بھی جس کی بنا اکثر تجربات پر ہے کیا ہے گو زمانہ جالینوس وغیرہ سے قیاس کے ذریعہ سے تقویت ان احکام کی کی گئی ہے مگر مدار کار بالکل قیاس فاسد اساس پر نہیں ہوسکتا اور اگر کسی قدر ہے تو اتنا نہیں ہے کہ بس اس کے پیچھے پڑ کے اصل غرض سے دور ہیں پھر درس و تدریس میں یہ کیفیت ہے کہ جو کتب بفضل مروج ہیں اکثر کیا بلکہ جمیع کا ماخذ قانون شیخ بوعلی ٹھہرا ہے اور اسی کا حوالہ کتابی اور زبانی دونوں طرح سے دیا جاتا ہے۔ اور جو جو نقصانات اس کتاب میں بوجہ غلطی کتاب اور ناقلین کے خواہ جو جو تناقض اور اغلاط اصل مولف سے اس کی خاص تحقیق میں بوجہ اخلاط مترجمین کے جنھوں نے یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا تھا اس کی اصلاح اور درستی انبار کتب کے تیار ہیں اور اس کی خبر ہے کہ شیخ گو محقق کامل ہے مگر خطا سے کیونکر معصوم ہوسکتا ہے قرشی کی شرح دیکھیے تو عجب گل کھلا ہوا ہے ایک مسئلہ نہیں چھوڑتے جو مخدوش نہ ہو اور گیلانی اور آملی کو دیکھے تو ان کی توجیہات نسبت مباحثہ لاطائل کے دفعا عن الشیخ وحمایۃ عنہ کیا ہو رہے ہیں میں ان کاملین کی توہین اور تہجین

نہیں کرتا ہوں بلکہ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ بھی ایک فن نہایت دقیق ہے اور مشاغبتہٗ اس کا چرچا خوب ہے مگر میرا مطلب یہ ہے کہ اصل غرض طبیب کی ایسی نزاع لفظی اور تحقیقات منطقی خواہ طبعی اور آلہی سے شاید پوری نہیں ہوسکتی اور شاید شیخ بھی جس وقت کسی مقام پر ترجیح قول بقراط اور جالینوس میں ایسی تقریر بانظر اراس کتاب میں کرتا ہے اس کی نظر مقصور نزاع لفظی پر نہیں ہوتی چنانچہ ناظرین کتاب قانون پر بخوبی واضح ہوگا۔ علاوہ بران اس اختلاف نسخ نے قانون ایسی عمدہ کتاب کو ایسا برباد کر دیا کہ نہمہ وخلوح اور سلامت بیانی جو خاص طریقہ برہانی ہے پہلی اور چشتیاں سے بھی زیادہ دقیق ہوگئی ہے اور اب اس زمانہ کے اطبائے محققین اور ماہرین جو منحصر چند انفاس میں سمجھے جاتے ہیں۔ اگر لفظ طبیب اور محقق کامل کلی غیر محصور ہے۔ ان کا قول تو برملا یہی ہے کہ شاید قانون کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا ہے کو شفا اور اشارات جو بہ نسبت قانون کی علوم کیسہ میں تصنیف ہوئی ہیں سمجھ میں آجائے اور اگر کوئی بیچارہ طالب علم مرتے کھپتے اس درجہ تک پہنچے تو اس کو درس قانون میں جو جو سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں اس کا بیان کیا ضروری ہے کہ عیان راچہ بیان ایک خاندان کے عقیدے کی بات میں نے یہ بھی سنی ہے کہ شیخ نے عمداً مقامات قانون کو مغلق کر دیا ہے جس میں ہر ناکس کی سمجھ میں نہ آئیں اور وہ رموز سینہ بسینہ انہیں لوگوں کو پہنچے آتے ہیں۔ جو حامل اسرار شیخ کے ہیں جیسے ارباب تصوف اور علم باطن کے غوامض اسرار کا یہی حال ہے وہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ جب شراح متقدمین بانہمہ علم وکمال جو اس زمانہ میں قریب بمحال ہے غرض اصلی شیخ کو نہ سمجھے تو اب کون سمجھ سکتا ہے بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب علم طب کا حاصل ہونا قطعاً محال ہے اس لئے کہ مدار کار جس کتاب پر ہے وہ تو بطور رموز اور چشتیاں کے ایسی ہے جیسے مصنفات جابر اور حلبی کی علم اکسیر میں خواہ مصنفات ابن عربی وغیرہ تصوف میں خواہ مصنفات علمائے حروف جفر اور جمل اوقاف میں پھر کس طرح سے یہ علم حاصل ہوسکے۔ راقم خاکسار کو یہ ظن فاسد بطرف شیخ کے جو معلم علوم

میں بیان کیا جائے گا ضرور غلط ہوگا اور زبان عربی میں اگر گنجائش غلطی کے کھپاؤ کی ہے تو شاید منشی امیر احمد صاحب لکھنوی کو تاویل اقوال شاہ جم جاہ دین پناہ کج کلاہ خاقان ابن الخاقان اعنی جناب واجد علیشاہ بہادر دوام اقبالہ کی بہت آسانی ہوئی ہوگی بہر حال ان اغلاط کے رفع کی امید میں معاصرین اور آئندہ کاملین سے ہر طرح یکسان رکھتا ہوں شاید اگر میرے عذر کم فہمی کو قبول فرمائیں گے تو اس کی صلاح ضرور کر دیں گے اور شاید جن مقامات میں جست عبارات اور بے تکلف ترجمہ جو آمد طبیعت پر دلالت کرے گا اگر پسند خاطر ارباب نظر ہوگا اس کے عوض یہ زحمت اختیار فرما کر اصلاح فرمائیں گے اس لئے گھوڑے سے گھوڑے کا سوار گرتا ہے اور آگ سے لوہار اور آتش باز زیادہ جلتا ہے اور پانی میں اکثر ملاح ہی ڈوبتا ہے اور تلوار سے اکثر سپاہی مرتا ہے اور علاج میں اکثر طبیب ہی خطا کرتا ہے تصنیف میں مصنف ہی غلط کرتا ہے جو جو نقصانات اس ترجمہ میں باوجود اجتماع نسخ عدیدہ اور شروح کثیرہ کے باقی رہ گئے اس کی واقفیت جس قدر راقم خاکسار کو ہے اتنی اگر ناظر کتاب کو ہوگی تو شاید میرے عذر کو زیادہ قبول کرے گا اور جس قدر نا مساعدت زمانہ نسبت راقم الحروف کے بروقت تحریر اوراق ہذا کے ہے اس کو اگر ہتمامہ ناظرین با تمکین جائیں گے شاید میرے ایک عذر کو ہزار عذر کے برابر تصور فرمائیں گے۔ ہم چونکہ قدردان علم و ہنر فیض رسان کرم گستر یکتاے عصر وحید دہر مجمع بذل و عطا کان جود و سخا فارس مضمار جود و کرم عالی گوہر والا ہمم عالی دماغ ہنر پرور منشی نولکشور صاحب جو بانی مبانی اس کے ہیں نہایت مستعجل تمام ہوے لہذا عجالتہ یہ اوراق خیز تحریر میں آئے اور اگر چہ بعض احباب نے اشارہ رجوع بطرف تراجم فارسی حکیم شریف خان دہلوی کے کیا تھا مگر یہ راقم الحروف کو کسی جلد کا اس ترجمہ کے اس وقت تک کا تمام جلد کلیات کر چکا ہوں اور حمیات کے بھی تا آخر مباحث بحران کے ترجمہ سے فارغ ہو گیا ہوں پتہ نہیں ملتا اور کچھ مجھے زیادہ پابندی بھی ایسی نہیں ہے ہاں اگر تا اختتام کتاب ہذا کوئی جلد ملے گی دیکھا جائے گا و کم

خاص مؤلف کے جو بہ نسبت امراض کے ہیں اور وہ مجربات اساطین اطبائے ہند و نیز کامل بید اور ماہران اہل تجربہ سے مجھے پہنچے اور معمول بہ فقیر کے ہیں وہ بھی اضافہ کر دیے ہیں۔ **نویں** اکثر مقامات پر تخمینہ قیاسی جو بہ نسبت اصول کیمیائی خواہ ضبط اوزان صنفی خواہ اندازہ کیفیات کے ضرورت ہوئی ہے مثلاً وزن پانی کا خواہ وزن حرارت اور جوش دینے کا اسے بنظر تحقیق حال کے جو آلات اس کے واسطے تیار ہوئے ہیں اور جو قواعد بالفعل مروج ہیں جیسے مقیاس الحریعنے تھرما میٹر وغیرہ حتی الوسع ان سے اس کے مقدار کو ضبط کر دیا ہے۔ **دسویں** حساب اوزان اور تخصیص اور جمع تفریق ضرب اور قسمت وغیرہ کی اگر کہیں ضرورت پڑی ہے جو علامات بالفعل باختصار اور تسہیل مروج ہیں اور جن قواعد سہل سے اب اعمال حسابی کیے جاتے ہیں اسی طور پر لکھا ہے چنانچہ علامت جمع کی اور علامت تفریق کی اور علامت ضرب کی اور علامت قسمت کی اور علامت مساوی خواہ حاصل عمل کی لکھ دی ہے۔ **گیارھویں** کسی مقام پر اگر ضرورت زیادہ توضیح کی ہوئی تو بذکر امثلہ خواہ عبارت جداگانہ جس میں پابندی ترجمہ کی وجہ سے زیادتی اور کمی کا اختیار رہے کچھ عبارت بڑھا بھی دی ہے اور اضافہ اور اصل کا تفرقہ یہ رکھا ہے۔ مترجم کہتا ہے اور پھر جب عبارت زائد تمام ہوئی جلی قلم سے لفظ متن کی لکھ دی ہے۔ **بارھویں** اگر کسی مقام پر قیاس منطقی سے کسی مقدمہ پر شیخ نے کچھ نظر کی ہے خواہ عکس مستوی خواہ عکس نقیض خواہ تلازم شرطیات سے کوئی مقدمہ ثابت خواہ منع کیا ہے۔ بالاجمال اشارہ اسی قاعدہ میزانی کی طرف بھی کر دیا ہے کہ طالب علم کو جودت زیادہ ہو اور خود شیخ کے استدلال برہانی خواہ جدلی میں جو نقصان اور خلل تھا اسے ذکر نہیں کیا اس لئے کہ منصب ترجمہ اور توضیح کا درستی اصل اور متن کی مہما آئن ہے نہ اس کو خراب کرنا جیسے قرشی وغیرہ کا شعار ہے۔ **تیرھویں** جس مسئلہ خواہ تدبیر علاج خواہ اور کسی قسم کا حوالہ اجمالی شیخ نے دیا ہے اس کی تصریح مع نشان فصل اور جملہ اور تعلیم اور فن کے بخوبی کر دی ہے تا کہ وقت نہ ہے۔

چودھویں امور مفصلہ بالا کے سوا اور امور جزوی جو بنظر توضیح کے کسی خاص مقام پر مناسب معلوم ہوئے کہ ان کی تفصیل دشوار ہے مرعی رہے ہیں ناظرین باتمکین کو خود ہی بروقت ملاحظہ مقامات لائقہ کے واضع ہونگے اب پھر میں بطرف عذر تقصیر کے رجوع کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ابتدائے خلقت سے آج تک بہ نسبت ہر ایک امر غریب کے یہی معاملہ جاری ہے کہ جب تک اس شے میں فی الجملہ غرابت بوجہ تجدد کے باقی رہتی ہے جبلی نسان یہی ہے کہ اس کی نسبت تعصب کرتے ہیں اور یہ طریقہ کچھ خاص ہندوستانی لوگوں کا نہیں ہے۔ بلکہ علی العموم یہی قاعدہ مستمر ہے اس نظر سے اگر کوئی قصد ترک ایجاد اور اخفائے مافی الضمیر کا کرے سلسلہ تحقیقات اور ایجاد کا قطعاً مسدود ہو جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ ہمارا فعل جدید مطبوع عام اور مقبول انام ہو یہ تو اس سے بھی زیادہ دشوار بلکہ بنظر عادت محال ہے بایں خیال میں ناظرین کتاب ہذا سے درخواست اس امر کی نہیں کرسکتا کہ بالضرور میرے اس فعل کو پسند کریں لیکن اتنا خیال ضرور فرمائیں کہ آج تک کوئی شے ایسی موجود نہ ہوئی ہوگی صنعت انسانی میں کہ اس کے نقصانات کے رفع کے واسطے زمانہ ہزاروں خواہ سینکڑوں برس کا درکار نہ ہو اسی طرح اگر یہ ترجمہ بھی مقامات عدیدہ میں غلط خواہ کسی اور وجہ سے کہ منجملہ اس کے عدم تاویہ مراد بعینہ ہے برآمد ہوا امید کریں کہ آیندہ جب کثرت انظار سے اس کی ناہمواری درست ہوتی رہے گی آخر کو پاک صاف ہو کر جیسا چاہیے ویسا ہی ہو جائے گا اور میری گزارش خاص بہ نسبت اطباء اور ماہران فن کے یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی غلطی جس میں کسی اور مقدم شارح سے برابر ہوں خواہ وہ تناقض جو اصل کتاب میں بموجب بیان مندرجہ بالا پڑا ہے۔ اس کی برائی سے مجھے معذور فرمائیں اور اگر بالضرور فقط الزام ہی لگانے کا منشا ہو تو اس کا بھی لحاظ فرمائیں کہ ایسی کوئی غلط بات نہیں ہے کہ بتاویل صحیح نہ ہو سکے یعنے علوم غیر تعلیمی کے پس شاید جو بات ان کے قیاسات کے ذریعہ سے غلط ہوتی ہے کسی اور کے مقدمات برہانی خواہ جدلی کے ذریعہ سے صحیح بھی

ہو جائے۔ تاہم مجھے اپنے خاص احباب سے امید ہے کہ اگر اس کتاب کو بنظر اصلاح دیکھیں اور اس کی غلطی کی اصلاح مہما امکن فرمائیں بعید از الطاف دوستانہ اور اقتضائے نصفت سے نہ ہوگا اور خاص اہل علم خصوصاً مطبین سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ اختلاف نسخ اصل کتاب کا اس درجہ تھا کہ اگر میں متعرض حوالہ ان اختلافات کا ہوتا حجم کتاب زیادہ ضخیم ہوتا اس لئے سوائے مقامات غیر ضروری خواہ ایسے مقامات کے جن کا اختلاف نسخ مثل اختلاف وقوع اشکال ہندسی کے ہے یعنی باوجود تغیر الفاظ کے اصل معنی میں چنداں فرق نہیں ہوتا ہے اور قسم کے اختلافات کا نا امکان تعرض کر دیا ہے اور ترجیح کی علامت یہ قرار دی ہے کہ جو نسخہ تحقیق مترجم میں انسب تھا پہلے اس کا ترجمہ کرکے بلفظ تردید دوسرے نسخہ کا ذکر کیا ہے مگر اس میں رعایت اس کی ضرور رہی ہے کہ مطلب کتاب میں خبط پیدا نہ ہو چونکہ خطبہ اور دیباچہ قانون کا مختلف طور پر دیکھا گیا ایک یہ بھی طرز ہے کہ فہرست ہر حصہ کی داخل اسی حصہ میں مذکور ہوتی ہے راقم خاکسار نے فہرست حصہ اول کا ترجمہ دیباچہ سے اوپر بہت توضیح اور تصریح کے ساتھ مع نشان صفحہ وغیرہ کے لگا دیا ہے کہ ہر فصل اور جملہ اور تعلیم اور فن کے دیکھنے کی ضرورت کے وقت زیادہ دقت نہ ہو اور جہاں کہیں اصل کتاب میں لفظ فصل سرخی سے نہ تھی اور مقام کے نظر سے اس کا فصل جداگانہ ہونا مناسب تھا جیسے اکثر مقامات میں کتاب امراض جزویہ خواہ حمیات کی جلد میں ہے وہاں لفظ فصل لکھ دی ہے اس قدر اختلاف کو محمول غلط پر نفرمائیں گے اس لئے کہ خاکسار نے جو تہذیب مناسب تعلیم سمجھی ہے اس کے لحاظ سے ترتیب مقرر کی ہے اور نزاع لفظی کے درپے ہونا شان تحقیق سے بعید ہے اور خلاف وصایائے متقدمین اور کاملین کے ہے فصل ہوئی تو کیا اور بیان اور ذکر ہوا تو کیا اصل مطلب اور نفس مسئلہ سمجھنا چاہیے ہاں اگر اس تبدیل سے کوئی خرابی معنوی جیسے اقلیدس کی اشکال اور مقامات کی الٹ پلٹ خواہ اور فروغ مہندی کی اشکال کے عکس اور تبدیل سے لازم آتی ہو اور میں نے براہ غلط فہمی عکس

متقضی نہیں ہے کہ اس کا استعمال بھی عیاذاً باللہ جائز کیا جائے دوم بنظر تقلید ترجمہ کے کچھ ان منافع کا اقرار اور اعتقاد بھی لازم نہیں اکثر علمائے اہل اسلام جو پابند ترجمہ کے ہوئے ہیں وہ بھی اس وجہ سے معذور رکھے گئے اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی وغیرہ مع دیگر کتب طبیہ اس کی گواہ ہیں اس مختصر اعتذار کے بعد اب وقت اس کا آیا ہے کہ میں ترجمہ اصل کتاب کا خطبہ سے شروع کروں واسال اللہ الاعانة والتوفیق بالاتمام انه خیر موفق ومعین وعلیه ثقتی فی الدرایة منه بدایتی والیه لینهایة.

/

خدا سے اعانت چاہتا ہوں اور خدا ہی پر توکل کرتا ہوں حمد خدا کی اس قدر کرتا ہوں جو لائق اس کی شان کے ہو اور مناسب خدا کے شیع احسان کے ہو اور درود نامحدود خدا کا اس کے نبی پر جن کا نام نامی محمدﷺ ہے اور ان کے آل اور اصحاب پر نازل ہو بعد حمد اور صلوٰۃ کے واضح ہو کہ مجھے میرے ایسے بعض خاص احباب نے کہ جن کے سوال کو میں رد نہیں کرسکتا اور اس کی حاجت روائی مجھ پر بقدر میری وسعت اور امکان کے لازم تھی خواست کی اسبات کی کہ اس کے لئے میں ایک کتاب فن طب میں ایسی تصنیف کروں جو شامل طب کے قواعد کلیہ اور جزئیہ پر اس لطف سے ہو کہ باوجود اختصار کے جتنے مسائل اور احکام اس میں مندرج ہوں مشرح بھی ہوں اور باوجودیکہ بیان مسائل اور احکام کا جو حق ہے بخوبی ادا ہو جائے اور پھر ایجاز کی رعایت ہے اجابت اس کی التماس کے نظر سے میں نے قصد تصنیف کا کیا اور تجویز مناسب اس کتاب کی ترتیب میں یہ ٹھہری کہ پہلے میں امور عامتہ کلیہ دونوں قسم نظری اور عملی طب کے بیان کروں اس کے بعد ادویہ مفردہ کی قوتوں میں جو احکام کلی ہیں اور ان کے بعد احکام جزئی ادویہ کے بیان کروں اس کے بعد امراض خاص ہر ایک عضو کے اس طرح بیان کروں کہ پہلے اس عضو خاص کی تشریح اور جو منفعت اس کی خلقت میں ہے لکھ کر بعد ازاں اکثر مقامات میں اس عضو کی حفظ صحت کے اسباب بھی لکھوں مگر یہ تشریح اعضائے مرکبہ کی ہے جو کتاب امراض جزئیہ میں درج ہوگی اور اعضائے مفردہ کی تشریح کتاب اول یعنے فن کلیات میں درج کی ہے اور اسی طرح منافع اعضائے مفردہ کے اسی کتاب اول میں بیان کردوں گا پھر کتاب امراض جزئی میں بعد ذکر حفظ صحت عضو خاص کے بطور عام امراض عضو مخصوص اور اسباب امراض اور طرق استدلال اوپر انہیں امراض کے اور معالجہ ان امراض کا بطور کلی اور عام طریقہ سے لکھوں گا جب ان

سب امور سے فراغت ہو جائے امراض جزئیہ اس عضو کے مذکور ہونگے اور اس مقام پر بھی اکثر حکم کلی تعریف مرض اور اسباب عام اور دلائل کلیہ کا پہلے ذکر کر کے اس کے بعد خاص احکام جزئی کا ذکر کروں گا پھر معالجہ کا قانون عام پہلے ذکر کر کے معالجہ جزئی کو دوائے بسیط خواہ مرکب سے بیان کروں گا اور معالجہ عام خواہ علاج خاص میں۔ اگر انہیں دواؤں کا استعمال مناسب ہے جن کا ذکر کتاب ادویہ مفردہ کی جدول اور نقشہ جات میں کرلیا ہے جن سے طالب علم اس مقام پر پہنچ کر واقف ہو سکتا ہے بہر حال ایسے ادویہ کو مکرر ہر ایک مقام پر بیان نہ کروں گا بلکہ اسی مقام پر حوالہ کر دیا جائے گا مگر کوئی ضروری دوا کہ جس کا ذکر ضرور ہے البتہ مکرر لکھی جائیں گی اور جو دوائے مرکب ایسی ہے کہ اس کے منافع اور اس کے بنانے کا طریقہ لائق اسی کے ہے کہ اس کا ذکر قرابادین میں کیا جائے اس کی نسبت بھی یہی طریقہ ملحوظ ہے پھر اس کتاب میں امراض جزئی کے اتمام کے بعد مجھے ایسا مناسب معلوم ہوا کہ ایک اور کتاب ان امراض کے بیان میں لکھوں جو امراض خصوصیت کسی خاص عضو سے نہیں رکھتے جیسے حمیات وغیرہ اور انہیں امراض کے بعد قواعد زینت کے ذکر کروں گا اور اس کتاب میں بھی وہی طریقہ بیان کا مرعی ہے جو ترتیب امراض خاصہ کے باب میں مذکور ہوا ہے پھر اگر خدائے توفیق اتمام اس کتاب کی دے اس کے بعد قرابادین میں مرکبات ادویہ کو حسب خواہش جمع کروں اور یہ تمام کتاب اول سے آخر تک چونکہ شامل بیان ضروری اور لابدی مسائل اور احکام طب پر باختصار ہے بایں نظر ایسی نہیں ہے کہ جو طبیب قصد معالجہ امراض کا بالفعل کرے اس کو اکثر مسائل مندرجہ کتاب ہذا معلوم خواہ یاد نہ ہوں یعنی کم سے کم جس قدر علم طبیب کو ضرور ہے اس پر یہ کتاب شامل ہے اور اس سے زیادہ جو اور چیزیں بکار آمد طبیب کی ہیں ان کا حصر دشوار ہے لیکن اگر بحکم خدائے تعالی مرگ نے مجھے مہلت دی بعد اتمام اس کتاب کے دوبارہ ایک اور کتاب جو زائد پر شامل ہو تصنیف کروں گا اور اب اسی کتاب کے ابواب اور فصول کو جمع کرتا ہوں۔

اس کتاب کو پانچ کتابوں پر قسمت کرتا ہوں **کتاب اول میں** طب کے امور کلیہ کا بیان ہے **کتاب دوم میں** ادویہ مفردہ کا بیان ہے **کتاب سوم میں** امراض جزئیہ جو انسان کے اعضائے جسمانی میں سر سے پانوں تک عارض ہوتے ہیں وہ اعضائے ظاہری ہوں خواہ باطنی ان کا بیان ہے **کتاب چھارم میں** ان امراض کا بیان جو کسی خاص عضو سے تخصیص نہیں رکھتے اسی کتاب میں احکام زینت کے بھی مذکور ہوں گے **کتاب پنجم میں** ادویہ مرکبہ کا بیان ہے اور یہی قرابادین ہے **کتاب اول میں** چار فن ہیں **فن اول** میں چھ تعلیمیں ہیں **تعلیم پهلی** میں دو فصلیں ہیں۔ **فصل اول** علم طب کی تعریف۔ **طب** ایسا علم ہے کہ جس سے انسان کے بدن کے حالات از قبیل صحت اور زوال صحت دریافت ہوتے ہیں فائدہ اس علم سے یہ ہے کہ صحیح آدمی کی صحت کا حفظ کیا جائے۔اور بیمار کی صحت جو زائل ہو چکی ہے وہ پھر لائی جائے۔اس تعریف پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ علم طب کی دو قسمیں ہیں ایک قسم نظری دوسری علمی اور جب ہم نے کہا کہ طب ایک علم ہے یعنی ایک ادراک ہے تو تمام علم طب نظری ٹھہرا مترجم کہتا ہے علم نظری اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کی قوت باطنی اس میں کارگر ہو اور قوت حواس خمسہ ظاہری کی کوئی تصرف اس میں نہ کر سکے جیسے منطق خواہ فلسفہ اولی خواہ اصول طبیعات اور علم علمی وہ ہے کہ جس میں حواس خمسہ ظاہری سے کام کیا جائے جیسے فلاحت جرثقیل کیمیا وغیرہ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ہر ایک صناعت میں نظری اور عملی دونوں قسمیں ہوتی ہیں اور ہر علم میں لفظ نظری اور عملی سے جو مراد ہوتی ہے ان سب کے بیان کی ہم کو اس مقام پر کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ علم طب میں جو دو قسمیں نظری اور عملی کی ٹھہرائی گئی ہیں ان سے جو غرض ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں جب کوئی کہے کہ طب کی بعض قسمیں نظری ہیں اور بعض عملی تو یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ قسم نظری طب کی وہ ہے کہ جس کا سیکھ لینا درکار ہے اور قسم عملی وہ ہے کہ جس میں مباشرت عمل کی بھی

درکار ہے جیسا کہ اکثر لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ اس مقام پر یہ سمجھنا لائق ہے کہ یہاں پر نظری سے کچھ اور مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ درحقیقت دونوں قسمیں علم طب کی عملی باتیں ہیں اور عملی اور نظری میں فرق یہ ہے کہ جس قسم کو ہم نظری کہتے ہیں اس میں بیان اصول قواعد کا ہوتا ہے اور دوسری قسم جسے عملی کہتے ہیں اس میں بیان کیفیت مباشرت اور استعمال تھیں قواعد کا ہوتا ہے پھر ایک کو نظری اور دوسرے کو عملی جو قرار دیتے ہیں مراد یہ ہے کہ قسم نظری وہ ہے کہ اس کی تعلیمی فقط مفید اعتقاد اور ادراک قواعد کی ہوتی ہے اور کیفیت عمل کے بیان سے تعرض نہیں کیا جاتا مثلاً کہتے ہیں کہ حمیات کی تین قسمیں ہیں یا مزاج انسان کی نو قسمیں ہیں اور عملی قسم میں علم طب کے یہ مقصود نہیں ہوتا ہے کہ بالفعل یہ عمل کرنا چاہیے یا مزاولت حرکات بدنیہ کی بالفعل اس میں درکار ہے بلکہ اس میں بیان ایک قسم کی رائے اور تجویز کا ہوتا ہے کہ یہ تجویز اور رائے متعلق بیان کیفیت اور عمل سے ہوتی ہے جیسے طب میں بیان کرتے ہیں کہ جتنے ورم گرم ہیں ابتدائے علاج میں ضرور ہے کہ ایسی چیزیں استعمال کی جائیں کہ جو رادع ہوں اور برودت پیدا کریں اور تکثیف مسامات کریں اس کے بعد رادعات کے ساتھ مرخیات ملائے جائیں اس کے بعد انتہا میں بوقت انحطاط مرض کے مرخیات محللہ پر اقتصار کیا جائے سوائے ان ورموں کے جن کے مادے کو اعضائے رئیسہ نے اعضائے خیسہ کی طرف دفع کیا ہو۔ پس یہ تعلیم ایک رائے اور تجویز کا فائدہ دیتی ہے کہ وہ بیان کیفیت عمل کی ہے نہ کہ نفس عمل ہے پس جب ان دونوں قسموں کو متعلم نے جانا تو ایک سے علم نظری اور دوسرے سے علم عملی حاصل ہوگا گو کبھی عمل نہ کرے۔

دوسرا اعتراض:

اس مقام پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ حالات بدن انسان کے تین ہیں صحت اور مرض اور حالت متوسط کی نہ وہ صحت ہے اور نہ مرض اوپر پر علم طب کی تعریف میں فقط دو ہی حالتوں کا ذکر کیا گیا یہ اعتراض اگر معترض بخوبی غور کرے ہماری عبارت پر وارد نہ ہوگا

اس لئے کہ جب وہ فکر کرے گا تو نہ تین حالتوں کا بدن انسان میں قائل ہونا اسے درست معلوم ہوگا اور نہ یہ بات اسے صحیح معلوم ہوگی کہ اگر واقع میں کوئی حالت ثالثہ بدن انسان میں ہوتی ہے اور ہم نے اس کو تعریف علم طب میں ترک کردیا اور ذکر نہیں کیا اب ہم فرض کرتے ہیں کہ اگر مذہب تثلیث صحیح بھی ہو تو ہمارا قول زوال صحت شامل ہے مرض اور حالت ثالثہ دونوں کو اس لئے کہ حالت ثالثہ جوان لوگوں نے نئی نکالی ہے اس پر تعریف صحت تو صادق نہیں آتی یعنی حالت ثالثہ کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ایک حالت ہے یا ایک **ملک** ہے کہ اس کی موجودگی میں افعال سلیمہ موضوع خواہ صاحب حالت سے صادر ہوں اور نہ حالت ثالثہ کی تعریف مقیس علیہ تعریف صحت کی کرسکتے ہیں جیسے کہ مرض کی تعریف کی جاتی ہے ہاں اگر صحت کی تعریف میں ایسی قیدیں اور شرطیں بڑھائیں جن کی کچھ حاجت نہیں ہے اس وقت ہماری تعریف علم طب کی البتہ حالت ثالثہ کے شمول میں کوتاہی کرے گی مگر ہم کو اس وقت اطبا سے کسی طرح کا مناقشہ نہ ہوگا اس لئے کہ تجویز تعریف اور حدود ایک امر اصطلاحی ہے اور نزاع لفظی سے کوئی فائدہ طبیبوں کو نہیں ہے نہ تو نزاع لفظی مناسب ان کی شان کے ہے اور نہ علم طب میں نزاع لفظی کچھ فائدہ دے سکتی ہے حالت ثالثہ کا موجود ہونا بدن انسان میں یا نہ ہونا۔ یہ امر علم طب میں محقق نہیں ہوسکتا ہے بلکہ طبعیات میں اس کی تحقیق بخوبی کی گئی ہے وہاں سمجھنا چاہیے۔

فصل دوسری:

علم طب کے موضوعات کے بیان میں چونکہ علم طب میں بدن انسان کے حالات سے بنظر حصول صحت و زوال صحت بحث ہوتی ہے اور ہر ایک چیز کا علم جبھی پورا حاصل ہوتا ہے جب اس چیز کے اسباب جانے جائیں بشرطیکہ اس چیز کے واسطے واقع میں کچھ اسباب بھی ہوں اسی جہت سے طب میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اسباب صحت و مرض کے پہلے دریافت کیے جائیں صحت و مرض کے اسباب ظاہر بھی ہوتے

ہیں اور پوشیدہ بھی ہوتے ہیں کہ ان کو حس نہیں دریافت کرسکتی ہے بلکہ استدلال عقلی عوارض سے کرکے وہ اسباب دریافت کئے جاتے ہیں اسی سبب سے طب میں پہنچاننا ان عوارض کا جو صحت و مرض کو مخصوص ہیں بھی ضرور ہے۔ علوم حکمیہ میں یہ بات بھی ثابت ہوچکی ہے کہ جس شے کا ادراک اور علم اس کے اسباب اور مبادی پر موقوف ہوتا ہے اس شے پر علم اسباب اور مبادی مقدم ہوتا ہے اور اگر اس شے کے واسطے اسباب اور مبادی نہ ہوں تو اس کے عوارض اور لوازم ذاتی کے دریافت کرنے سے اس شے کا علم پورا ہوتا ہے۔ اسباب کی اس مقام پر چار قسم کی ہیں مادی صوری فاعلی غائی مادی اسباب وہ چیزیں ہیں کہ جن میں صحت یا مرض حاصل ہوتی ہے۔ خواہ حصول اس کا بوضع قریب ہو جیسے عضو یا روح یا بوضع بعید ہو جیسے اخلاط یا اس سے زیادہ تر بعید از قیاس کہا جائے جس طرح سے ارکان اربعہ ارکان اور اخلاط کو بحسب ترکیب موضوعات میں سے علم طب کے ٹھہرایا ہے اگرچہ بعد ترکیب کے جو استحالہ ہوتا ہے اور کیفیت ارکان اور اخلاط کی بدل کر ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس استحالہ کو بھی ان کے موضوع علم طب کے ہونے میں دخل ہے اور جو چیز کہ بنظر ترکیب و استحالہ موضوع کسی علم کے قرار دی جاتی ہے۔ وہاں اس ترکیب اور استحالہ کے بعد جو وحدت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے اور یہاں پر وہ وحدت کہ جو ان اخلاط اور ارکان کثیر کو عارض ہوتی ہے یا تو وہ مزاج ہے یا ہیئت ہے مزاج تو بعد استحالہ کے ہوتا ہے اور ہیئت بحسب اجتماع و ترکیب پیدا ہوتی ہے۔ اسباب فاعلی صحت و مرض کی دو قسمیں ہیں مغیرہ و حافظ۔ مغیرہ۔ وہ چیزیں ہیں کہ جو کیفیات اور حالات بدن انسانی کو تغیر دیا کرتی ہیں۔ اور حافظہ وہ چیزیں ہیں کہ محافظت کرتی ہیں بدن انسان کی خواہ از قسم ہواؤں کے ہیں یا وہ چیزیں کہ جو قریب بعنصر ہوا ہیں خواہ کھانے کی چیزیں اور پانی اور پینے کی چیزیں اور جو قریب المزاج ان چیزوں کے ہو خواہ استفراغ یا احتقان یا مخصوص بلاد و مساکن اور ان سے متصل بفوائد اور چیزیں خواہ حرکات و سکنات بدنیہ یا نفسانی حرکت

وسکون کہ جس میں خواب وبیداری بھی داخل ہے یا ایک سن سے دوسرے سن میں پہنچنا مثلاً لڑکے سے جوان ہونا خواہ ایک ہی سن میں اختلاف بنظر اوقات اربعہ کے پیدا ہونا یا اجناس اور صناعات اور عادات میں استحالہ پیدا ہونا یہ سب اسباب مغیرہ وحافظہ شمار کیے جاتے ہیں اور اسی طرح وہ چیزیں جو بدن انسان پر وارد اور اس کے متصل ہوتی ہیں ضماد اور طلا خواہ آگ اور پانی اور برف اور روئی وغیرہ کے خواہ طبیعت کے مخالف نہ ہوں یا مخالف ہوں اسباب صوری صحت ومرض کی وہ قوتیں ہیں کہ جو بعد حاصل ہونے مزاج کے حادث ہوتی ہیں اور بعد ترکیب کے پیدا ہوتی ہیں اسباب تمامی وغائی صحت ومرض کے وہ افعال ہیں جو بدن انسان سے صادر ہوتے ہیں جن کے شناخت میں معرفت قوی اور شناخت ان ارواح کی جو حامل قویٰ کی ہیں ضرور داخل ہے چنانچہ ہم آگے بیان کریں گے یہ جتنے موضعات علم طب کے اوپر بیان کئے گئے فقط اس نظر سے موضوع قرار دیے گئے ہیں کہ علم طب بیان کرتا ہے کہ بدن انسان کیونکر صحیح رہتا ہے اور کیونکر مبتلائے مرض ہو جاتا ہے اب اگر تمام وکمال مباحث علم طب کے خیال کیے جائیں اور قواعد حفظ صحت وازالہ مرض کے موضوعات کا بھی لحاظ کیا جائے تو ضرور موضوعات میں کچھ اور چیزیں بنظر اسباب وآلات حفظ صحت وازالہ مرض کے بڑھیں گی حفظ صحت وازالہ مرض کے اسباب جیسے تدبیر ماکول و مشروب یا اختیار کرنا ہوائے مناسب کا خواہ مقدار معین پر حرکت وسکون کرنا خواہ کسی دوا سے علاج کرنا یا علاج بعمل بد کرنا یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو اطبا تینوں قسم حالات انسان کے اسباب تجویز کرتے ہیں یعنی صحت ومرض اور تیسری قسم وہ ہے کہ جو حالت ثالثہ سے موصوف ہے کہ اس کا ہم آگے ذکر کریں گے اور یہ بھی بیان کریں گے کہ باوجودیکہ حقیقتاً درمیان صحت ومرض کے واسطہ نہیں ہے پھر کیونکر یہ لوگ تیسری قسم کے قرار دیے جاتے ہیں اور کیا سبب ہے کہ ہم ان کو متوسط درمیان صحت ومرض کے قرار دیتے ہیں یہ تھوڑی سی تفصیل جو اوپر بیان کی گئی اس سے ہم کو اجمالاً اس قدر

دریافت ہوا کہ علم طب میں اتنی چیزوں پر نظر کی جاتی ہے ارکان مزاج اخلاط اعضائے بسیط اعضائے مرکبہ ارواح قوای طبعی قوای حیوانی قوائے نفسانی افعال حالات ثلاثہ بدنیہ یعنی صحت ومرض وحالت ثالثہ اوران تینوں کے اسباب ماکولات اور مشروبات یا ہوائیں اور پانی یا مخصوص بلااور مساکن اور استفراغ اور احتقان اور صناعات اور عادات اور حرکات بدنی ونفسانی اوراسی طرح سکون اوراسنان اوراجناس اور جو چیزیں بدن پر وارد ہونے والی ہیں امور غریبہ سے اور تدبیر طعام اور مشربات اور اختیار کرنا ہوا سے مناسب کا اور مقرر کرنا حرکات اور سکنات کا اور استعمال دواؤں کا عمل بالید اور احتقان اور صناعات اور عادات واسطے حفظ صحت کے اور علاج کرنا ایک ایک مرض کا جداگانہ ان میں سے بعض چیزوں کا جاننا طبیب پر بنظر منصب طبابت اس طرح پر واجب ہے کہ ان چیزوں کی ماہیات کا تصور اور تصدیق ان کے وجودگی کرے اور ان کو واقعی معلوم کرے اور یہ سمجھے کہ ان چیزوں کا ماننا ہم کو ضرور ہے اور یہ چیزیں ہمارے اصول موضوعہ میں داخل ہیں۔ علم طبعی میں یہ چیزیں بدلیل ثابت کی جاتی ہیں اوراس کو اعتقاد ان چیزوں کے وجود کا اس بنا پر کرنا چاہئے کہ گویا کسی معتمد حکیم طبعی نے اس کے واسطے یہ موضوعات مقرر کئے ہیں۔ ان موضوعات میں کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں کہ جن دلیل و برہان لانا طبیب کو اسی فن میں درکار ہے۔ ان موضوعات میں جو چیزیں از قسم مبادی ٹھہرائی جائیں ان کے نسبت طبیب کو یہی لازم ہے کہ تقلیداً ان کے وجود کو مانے اس لئے کہ مبادی جملہ علوم جزئیہ ان علوم میں مسلمات قرار دیئے جاتے ہیں اور علوم کلیہ میں ان پر برہان لائی جاتی ہے اوراس طرح ہر علم جو بہ نسبت کسی دوسرے علم کے فرع یا جزئی قرار دیا جاتا ہے اس کے مبادی کا ثبوت جو علم اس پر مقدم ہے یا جن کا یہ علم جزئی یا فرع قرار دیا گیا ہے اس میں بیان کیا جاتا ہے یہاں تک کہ چڑھتے چڑھتے جمیع علوم کے مبادی فلسفہ اولیٰ میں ثابت کئے جاتے ہیں اوراس علم کو علم امابعد الطبعتیہ بھی کہتے ہیں۔ بعض طبیبوں کا یہ طریقہ جو ٹھہر گیا ہے کہ شروع میں علم

طب کے اثبات عناصر اور مزاج وغیرہ بدلائل طبعیہ کرتے ہیں اور اس طرح وہ باتیں کہ جو طبیب کے واسطے طبعیات میں اصول موضوعہ قرار دیے گئے ہیں۔ ان کا ثبوت بھی علم طب میں بدلائل کرنے لگتے ہیں ان لوگوں کو اس طریقہ میں دو قسم کی غلطیاں درپیش ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ جو باتیں علم طب میں داخل نہیں ہیں انہیں بطور خلط مبحث طب میں ذکر کرتے ہیں اور دوسری غلطی یہ ہوتی ہے کہ اپنے گمان میں وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم نے ان چیزوں کو بدلیل ثابت کر دیا ہے حالانکہ ان سے کوئی چیز ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی جہت سے طبیب پر واجب ہے کہ ان چیزوں کی ماہیت کا تصور کر کے جو باتیں ان میں سے بدیہی خواہ میں الثبوت نہیں ہیں ان کے وجود کو تقلیداً مانے اور ان کا اثبات حکیم طبعی کو سپرد کرے۔ موضوعات علم طب میں جو نیں الثبوت امور ہیں منجملہ ان کے نو ارکان اربعہ ہیں کہ آیا یہ موجود ہیں یا نہیں اور موجود ہیں تو کتنے ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے دوسرے مزاج ہے کہ اس کا وجود بھی ثابت ہے یا نہیں اور ہے تو کس طرح ہے اور کتنی قسمیں ہیں تیسرے اخلاط ہیں کہ ان کا وجود اور تعداد اور کیفیت اور اسی طرح قویٰ کا وجود اور مقدار اور امکان وجود ان کا خواہ ارواح کا وجود اور تعداد اور محل وجود یہ سب باتیں طبیب کو اصول موضوع میں داخل کرنی چاہئیں اور یہ بھی کہ ہر ایک تغیر حال کو خواہ اثبات اور استمرار شے کو بحال واحد ایک سبب درکار ہوتا ہے۔ پھر وہ سبب کتنے ہیں یہ بھی اصول موضوعہ میں داخل ہے لیکن اعضائے جسمانی اور ان کے منافع اور فوائد کو بطور حس دیکھنا چاہئے اور بذریعہ تشریح کے دریافت کرنا چاہئے وہ چیزیں کہ جن کا تصور کرنا طبیب پر واجب ہے اور اس کے بعد ان کا وجود بدلیل ثابت کرنا بھی لازم ہے وہ امراض اور اسباب جزئیہ اور علامات امراض کے ہیں اور کیفیت طریقہ ازالہ مرض اور حفظ صحت کے ان باتوں میں جو بدیہی نہ ہو طبیب کو اسے بدلیل اور برہان تفصیلی ثابت کرنا چاہیے اور اس کی مقدار اور وقت مقرر کرنا چاہیے جالینوس کا دستور ہے کہ جب وہ قصد کرتا ہے کہ قسم اول پر اقامت برہان کرے یعنی جن چیزوں

پر دلیل لانا ہم نے علم طب میں ناجائز قرار دیا ہے جالینوس جب ان کے دلائل کا ذکر کرتا ہے اس وقت اپنی تئیں طبیب نہیں سمجھتا ہے بلکہ وہ حکیم فلیسوف بن کر ان دلائل کو ذکر کرتا ہے اور اسے اس وقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ علم طبعی میں بحث کر رہا ہے اور طب سے بالکل الگ ہو گیا جیسے کوئی فقیہ کامل جس وقت قصد کرتا ہے کہ وجوب متابعت اجماع کی صحت ثابت کرے تو اس وقت وہ فقیہ اپنے کو فقیہ نہیں سمجھتا ہے بلکہ اپنے تئیں متکلم جان کر درپے اثبات اس مسئلہ کے ہوتا ہے اس لئے کہ طبیب بحیثیت طبیب ہونے کے اور فقیہ بنظر فقیہ ہونے کے اس کی قدرت نہیں رکھتا ہے کہ ان باتوں کو بدلیل ثابت کرے اور اگر باوجود لحاظ اپنے اپنے منصب کے یہ دونوں درپے اثبات ایسے امور کے ہوں بیشک دور محال لازم آئے گا۔

تعلیم دوسری ارکان کے بیان میں :

اور وہ ایک ہی فصل ہے۔ ارکان چند اقسام بسیط کو کہتے ہیں جو بدن انسان کے اجزائے اولیہ ہیں ان کی تقسیم مختلف صورتوں کے اجسام کی طرف ممکن نہیں ہے اور ان کے ملنے اور مرکب ہونے سے انواع مختلفہ کائنات کے پیدا ہوتے ہیں۔ طبیب اس بات کو مسلم مانے کہ وہ چار میں زیادہ نہیں دو ان میں سے سبک اور خفیف اور دو ثقیل اور بھاری ہیں خفیف تو آگ اور ہوا اور ثقیل پانی اور مٹی زمین کی زمین ایک جسم بسیط ہے کروی اشکل موضع طبعی اس کے ٹھہرنے کا بیچ میں تمامی کرات عالم کے ہے کہ وہ اس مقام میں بالطبع ٹھہری ہوئی ہے اور اگر بیچ میں کل کے نہ ہوتی تو بالطبع حرکت کر کے اسی مقام پر آ جاتی بسبب ثقل مطلق اپنی کے طبیعت اس کی سرد خشک ہے مراد یہ ہے کہ اگر طبیعت اس کی بحال خود باقی رہے اور کوئی سبب خارجی بغیر اس کے اصل طبیعت میں پیدا نہ کرے تو اس سے برودت اور یبس محسوس ہوگا۔ زمین کا وجود کائنات کے واسطے چسپیدگی اور ثبات اور حفظ اشکال اور ہیات کا فائدہ دیتا ہے۔ پانی جسم بسیط ہے موضع طبعی اس کا یہ ہے کہ زمین کو وہ شامل ہو اور ہوا اس کو شامل ہو یعنی وہ اس طرح

پر واقع ہو کہ سطح مقعر یا اندورنی اس کی متصل ہو سطح محدب یا بیرونی زمین سے اور سطح محدب پانی کی متصل سطح مقعر ہوا سے بشرطیکہ کرہٗ زمین اور ہوا دونوں اپنی وضع طبعی پر باقی ہوں اور یہ وضع مخصوص پانی کی ثقل اضافی کہلاتی ہے۔ **مترجم کہتا ہے** زمین کے واسطے از روے قیاس اور مشاہدہ کے دو مرکز پائے گئے ہیں ایک مرکز حجم جو بنظر ثقل مطلق کے ہے اور ایک مرکز ثقل کہ وہ مرکز حجم سے ہٹا ہوا ہے یہ اس کا ثقل اضافی ہے بہ نسبت اتصال کرہٗ آب و ہوا کے پیدا ہوا ہے تفصیل اس مسئلہ کی اور مقدار فاصلہ کی درمیان دونوں مرکزوں کے فروع طبعیات میں دیکھنی چاہیے اور ملاحظہ ہیئت کرات عالم سے بخوبی دریافت ہوسکتا ہے کہ مرکز ثقل مرکز حجم سے کتنا ہٹا ہوا ہے **متن** پانی کی طبیعت سرد و تر ہے یعنی جس وقت پانی کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہ ہو اور نہ کوئی سبب خارجی مخالف طبیعت کے پانی میں اثر کرے برودت اس کی محسوس ہوگی اور ہمراہ برودت کے ایک حالت جسے ہم رطوبت کہتے ہیں بھی محسوس ہو گی رطوبت اس حالت کا نام ہے کہ پانی اپنی اصل خلقت میں اس کیفیت پر ہے کہ ادنیٰ سبب سے صور مختلفہ کو بسہولت قبول کرتا ہو اور بہت آسانی سے اس کے اجزا کا اتصال زائل ہو جاتا ہے اور بآسانی پھر متصل واحد ہو جاتا ہے اور ہر ایک شکل کو با آسانی قبول پھر کر لیتا ہے اور اس شکل کی حفاظت نہیں کرسکتا ہے بلکہ بسہولت اسے ترک کر دیتا ہے۔ پانی جو ایک جزو مادی کائنات کا ٹھہرا ہے فائدہ اس کا یہ ہے کہ اجسام مرکبہ بآسانی ان ہیئات کو قبول کریں جو ان کے اجزا میں بوجہ تشکیل اور تخلیط اور تعدیل کے درکار ہے اس لئے کہ جسم رطب اگرچہ بسہولت ہیئات شکلیہ کو ترک کرسکتا ہے لیکن قبول اشکال بھی با آسانی کرتا ہے جیسے کہ جسم یابس بدشواری قبول ہیئات شکلیہ کرتا ہے مگر بعد قبول کسی شکل کے پھر اس شکل کا چھوڑنا بھی اسے دشوار ہوتا ہے۔

مترجم کہتا ہے لوہار خوب جانتا ہے کہ لوہے کی گولی سے کیل یا پتر بنانا کتنا دشوار ہے کہ اس دشواری کی نسبت سے موم کی گولی سے صورت کیل اور پتر کی بنانی

بہت کم وقت رکھتی ہے جب کسی جسم یابس کو جسم رطب کے ساتھ خمیر کریں تو جسم یابس جسم رطب سے مل کر استفادہ قابلیت تحدید اور تشکیل کی پاتا ہے اور جسم رطب کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ بہ نسبت اپنی ذاتی خاصیت کے اس میں حفظ شکل کی قوت بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ جسم رطب کو ایک استواری اور تعدیل قوی حاصل ہوتی ہے اور جسم یابس بجہت آمیزش جسم رطب کے اپنی پراگندگی اجزا سے محفوظ رہتا ہے اور جسم رطب بسبب آمیزش جسم یابس کے ایک چسپیدگی پیدا کر کے اپنے سیلان سے محفوظ رہتا ہے۔ ہو اایک جسم بسیط ہے اس کا موضع طبعی پانی کے اوپر اور آگ کے نیچے ہے اور یہ خفت ہوا کی اضافی ہے طبیعت اس کی گرم تر ہے اس طرح جیسے طبیعت زمین اور پانی کی بیان ہوئی یعنی بدون آمیزش کسی دوسرے جسم کے یا بدون حادث ہونے کسی سبب خارجی کے اس کی حرارت اور رطوبت محسوس ہوتی ہے۔ ہوا جو کائنات کا ایک جز مادی قرار دیا گیا فائدہ یہ ہے کہ پانی اور مٹی کے جو اجزا نہایت متصل ہیں ان کا اتصال دور کر کے تخلخل پیدا کرے اور مسامات باقی رہیں اور لطافت اور خفت اس وجہ سے حاصل ہو اس لئے کہ جسم جس قدر قلیل المسامات ہوتا ہے مثل سونے وغیرہ کے اتنا ہی ثقیل اور وزنی ہوتا ہے اور جس قدر مسامات زیادہ ہوتے ہیں اس قدر سبک ہوتا ہے جیسے دھنی ہوئی روئی آگ جرم بسیط ہے اس کا موضع طبعی کل اجرام عنصریہ کے اوپر ہے اور مکان اس کا سطح مقعر اس فلک کی ہے جہاں تک کون وفساد منتہی ہوتا ہے اور یہ مکان اس کا بنظر خفت مطلقہ کے ہے طبیعت آگ کی گرم وخشک اور اس کی موجودگی کائنات میں جز مادی ہو کر فائدہ نضج اور تلطیف کا دیتی ہے اور عناصر کو آپس میں ملا دیتی ہے۔ اگر حرارت آگ ی معین ومددگار نہ ہو تو نفوذ جوہر ہوا کا جوہر ارضی اور مائی میں نہ ہو سکے ۔ آگ سے ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ برودت ارض اور ماء کی ٹوٹ جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے اور اس انکسار برودت کا فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ دونوں جسم ثقیل محض عنصریب سے نکل کر قابلیت آمیزش کی پیدا کرتے ہیں پانی اور مٹی یہ دونوں ارکان بوجہ ثقل کے

خلقت اعضا میں بہت بکار آمد ہیں اور سکون اعضا کو ان سے مدد ملتی ہے اور ہوا اور آگ بوجہ خفت کے ارواح کی پیدائش کی معین ہیں اور ان کے متحرک ہونے میں فائدہ دیتی ہیں اور اعضا کا حرکت دینا انہیں دونوں سے متعلق ہے اگر چہ محرک اول اعضا کا نفس ہے یہ چیزیں جو اوپر مذکور ہوئیں یہی ارکان اربعہ ہیں تعلیم ثالث اور اس میں تین فصلیں ہیں۔

فصل اول مزاج کا بیان:

مزاج ایک نئی کیفیت ہے جو کیفیات متضادہ کے آپس میں فعل وانفعال سے پیدا ہوتی ہے یعنی جس وقت عناصر جن کے اجزا چھوٹے چھوٹے ہیں اپس میں ملتے ہیں اور اکثر جرم ہر ایک عنصر کا اکثر جرم دوسرے عنصر سے مماس ہوتا ہے اور اپنی اپنی قوتوں سے ہر ایک کوئی فعل پیدا کرتا ہے نتیجہ اس فعل وانفعال کا یہ ہوتا ہے کہ ایک کیفیت متشابہ جو مناسب جمیع عناصر کے ہو پیدا ہوتی ہے۔ اسی کیفیت کا نام مزاج قرار دیا گیا ہے ازانجا کہ اولی قوتیں ارکان اربعہ مذکور کی حرارت وبرودت و یبوست ورطوبت ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مزاج ان اجسام کا جو ان ارکان سے نہیں مجموعہ انہیں کیفیات کا ہوگا۔ ہم اگر بحسب قسمت عقلی مزاج کو سوچیں اور کسی چیز کا سوائے ارکان مخصوصہ کے تصور نہ کریں تو مزاج کی دو قسمیں نظر آتی ہیں۔

پہلی قسم:

یہ ہے کہ مقدار کیفیات اربعہ کی برابر ہو اس صورت میں کیفیات متضادہ متساوی ہو کر مقاومت ایک دوسری کی علی السویہ کرکے جو کسر وانکسار ہوگا اس سے وہ کیفیت متوسط واقع جسے معتدل حقیقی کہتے ہیں پیدا ہوگی اور اس قسم کا مزاج معتدل حقیقی کہلاتا ہے۔

دوسری قسم:

یہ ہے کہ مقدار کیفیات اربعہ کی برابر نہ ہو اس صورت میں کیفیات متضادہ کے فعل

انفعال سے مزاج وسط مطلق خواہ معتدل حقیقی پیدا نہ ہوگا بلکہ جس کیفیت کی مقدار زیادہ ہے مزاج میں وہ کیفیت غالب ہوگی خواہ رطوبت ویبوست میں سے کوئی کیفیت غالب ہو خواہ حرارت وبرودت میں ایک کیفیت زائدہ ہوگی۔ خواہ اضداد واربعہ میں سے دو کیفیتیں یکجا زائد ہوں گی۔ **مترجم کھتا ھے** تساوی کیفیات اربعہ سے جو معتدل حقیقی پیدا ہوتا ہے منحصر ہے دو صورت میں پہلی صورت یہ ہے کہ مقادیر ارکان اربعہ کے برابر ہوں۔ **دوسری صورت** یہ ہے کہ مقدار کان اربعہ کی برابر نہ ہو مگر دو دو رکن جو اضداد حقیقی ہیں۔ وہ آپس میں برابر ہوں جیسے نار اور ماء آپس میں برابر ہوں۔ اور ہوا اور ارض آپس میں برابر ہوں مگر بہ نسبت نار اور ماء کے ہر ایک ارض اور تراب کی مقدار کم ہو خواہ زیادہ مثال اس کی جیسے کسی مرکب عنصری کے اجزاء ناری دو اور مائی بھی دو ہوں اور اجزائے ترابی اور ہوئی ایک ایک اس صورت میں بھی کیفیات چہارگانہ متساوی ہوں گے کیونکہ حرارت ناری دو اور حرارت ہوائی ایک مجموع مقدار حرکت کی تین ہے اسی طرح برودت مائی دو اور برودت ارضی ایک مل کر تین ہے اور یبوست ناری اور ارضی بھی مل کر تین ہیں اور رطوبت مائی اور ہوائی بھی مل کر تین ہے آپس باوجود اختلاف مقادیر ارکان عناصر اربعہ کے کیفیات اربعہ برابر پیدا ہیں اس لئے یہ مرکب معتدل ہوگا واسطے توضیح اس مثال فرضی کے ایک نظیر ہر جسم مرکب کی بموجب تصریح بحیرہ جلد کے مصنف رسالہ دو قائق المیز ان کے لکھتے ہیں مثلاً سونا اور چاندی جس وقت معدن سے برآمد ہوتے ہیں اور عبیط کہلاتے ہیں یعنی غیر مصفی اس وقت سونے میں اجزائے ناری تین اور ترابی دو اور مائی دو اور ہوائی تین ہوتے ہیں اور چاندی میں اجزائے ناری ایک اور ترابی چار اور مائی دو اور ہوائی تین ہیں بعد ترکیب ان دونوں کے مجموع اجزائے ناری چار اور مائی چار اور ترابی چھ اور ہوائی چھ ہونگے پس چونکہ اجزائے ناری اور مائی آپس میں برابر ہیں اور ترابی اور ہوائی بھی برابر ہیں اور مجموع اجزائے حارہ ناری اور ہوائی دس ہیں اسی طرح مجموعہ اجزائے ترابی اور مائی

بھی دس ہیں اور مجموعہ اجزائے رطبہ ہوائی اور مائی بھی دس ہیں اور مجموعہ اجزائے یابسہ ناری اور ترابی بھی دس ہیں اس سبب سے کیفیات اربعہ اس مرکب کے متساوی ہیں پس یہ معتدل ہے اگرچہ مقدار بسائط کے متساوی نہیں جیسا اس بیان سے واضح ہوا اور جس وقت کیفیات اربعہ متساوی نہ ہوں معتدل حقیقی نہ ہوگا اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ زیادتی خواہ کمی عنصر واحد میں ہو اس صورت میں مزاج یقیناً غیر معتدل ہوگا اور اس	نام	نار	تراب	ماء	ہواء
صورت کی ایک مثال یہ ہے کہ ہم ایک جسم مرکب حدید اور قلعی سے فرض کریں چونکہ حدید	ذہب	۳	۲	۲	۳
میں اجزاء ناری ایک اور مائی دو اور ترابی تین اور ہوائی ایک ہے اور قلعی میں اجزائے ناری دو	فضہ	۱	۴	۲	۳
اور مائی دو اور ترابی ایک اور ہوائی تین ہیں پس مجموع اجزائے ناری تین اور باقی چار چار	میزان	۴	۶	۴	۶

ہیں اور یہ مزاج بارد رطب درجہ اول کا ہے۔

پہلی صورت

دوسری صورت:

	نام	نار	تراب	ماء	ہواء
یہ ہے کہ زیادتی خواہ کی دو عنصر میں علی السویہ ہو مگر وہ دونوں عنصر اضداد حقیقی نہ ہوں					
بلکہ اضداد مشہوری ہوں جیسے سونا کہ اجزائے ناری اور ہوائی اس کے دو دو ہیں اور اجزاء	جدید	۱	۳	۲	۱
مائی اور ترابی ایک ایک ہیں جیسا کہ جدول ذیل سے واضع ہوگا۔	قلعی	۲	۱	۲	۳
	میزان	۳	۴	۴	۴

دوسری صورت

تیسری صورت:

یہ ہے کہ زیادتی دو عنصر میں ہو جو اضداد حقیقی نہیں ہیں مگر زیادتی غیر متساوی ہو اس میں

نام	نار	تراب	ماء	ہواء

بھی اعتدال حقیقی نہ ہوگا جیسے تانبا کہ اجزائے ناری اس کے تین اور مائی ایک اور ترابی	ذہب	۲	۱	۱	۲
تین اور ہوائی دو ہیں۔					

تیسری صورت

چوتھی صورت:

یہ ہے کہ زیادتی خواہ کمی دو عنصر میں ہو جو اضداد حقیقی ہیں مگر زیادتی غیر متساوی ہو اور اس	نام	نار	تراب	ماء	ہواء
صورت میں بھی مزاج غیر معتدل ہوگا۔	نحاس	۳	۳	۱	۲

چوتھی صورت

پانچویں صورت:

یہ ہے کہ زیادتی تین عنصر میں بمقدار غیر متساوی ہو اس کی مثال اس جدول سے واضح ہوگی	نام	نار	تراب	ماء	ہواء

اور تفصیلی بیان اس قاعدے کا انشاء اللہ تعالی بحث استخراج مزاج ادویہ بسیطہ یا مرکبہ میں کیا جائے گا یہ مقام استطرادی ہے زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے **متن** معتبر فن طب میں معتدل اور غیر معتدل یہ دونوں قسمیں جو اوپر بیان ہوئیں ہیں ان میں سے کوئی نہیں ہے بلکہ طبیب کو واجب ہے کہ وہ اپنے مسلمات اور اصول موضوعہ میں یہ بھی داخل کرے کہ معتدل حقیقی کا موجود ہونا محال ہے چہ جائیکہ کسی انسان کا مزاج یا انسان کے کسی عضو خاص کا مزاج معتدل حقیقی ہو۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ لفظ معتدل جسے اطباء اپنے فن میں استعمال کرتے ہیں وہ مشتق تعادل سے نہیں ہے جس کے معنے ہموزن اور برابر ہونے کے

نام	نار	تراب	ماء	ہواء
اسرب	۱	۳	۲	۲
نحاس	۳	۳	۱	۲
نحاس سنبی	۳	۴	۱	۱
میزان	۶	۷	۲	۳

ہیں بلکہ معتدل مشتق ہے عدل فی القسمت سے بایں معنے کہ وہ مرکب جسے اطباء معتدل کہتے ہیں خواہ تمام بدن فرض کیا جائے یا عضو مخصوص اس کو عناصر کی کیفیات اور کمیات سے ایسا پورا حصہ ملا ہے جو نہایت مناسب بدن انسانی کے ہے کبھی ایسی قسمت معتدل اور نسبت مناسب جو انسان کے حصہ میں آتی ہے نہایت قریب ہو جاتی ہے اس اعتدال حقیقی سے جس کا اوپر ذکر کیا گیا اور یہ بات شاذ و نادر بعض افراد انسان میں پائی جاتی ہے یہ اعتدال جس کا طب میں اعتبار ہے بہ نسبت بدن انسان کے یہ بھی اعتدال اضافی ہے یقیناً پس طرف غیر انسان کے کہ جسے یہ اعتدال نہیں ہے اور نہ مزاج اس کا قریب بمزاج انسان ہے بہ نظر اعتدال حقیقی کے اس اعتدال اضافی انسان کی آٹھ صورتیں معتبر ہوتی ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ نوع انسانی میں یہ معتدل قیاس کیا جائے اور مقیس بنایا جائے بہ نسبت اس چیز کے کہ جو مختلف اعتدال میں ہے اور خارج از نوع انسانی ہے۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ مقلیس گردانا جائے بہ نسبت اپنی نوع کے ان اشخاص سے جن کے مزاج کا اعتدال مختلف ہے۔

تیسری صورت:

نوع انسانی کی ایک صنف کی نسبت اس کا اعتدال مقیس ہو بہ نسبت ان لوگوں کے جو اس صنف سے خارج ہیں اور نوع انسانی میں داخل ہیں۔

چوتھی صورت:

ایک صنف خاص نوع انسانی کا مقیس ہو بہ نسبت ان لوگوں کے جو اسی صنف میں داخل ہیں اور مختلف الاعتدال ہیں۔

پانچویں صورت:

ایک شخص خاص ایک صنف نوع انسانی میں سے ایسا معتدل ہو کہ مقیس گردانا جائے بہ نسبت مختلف الاعتدل کے جو خارج ہے اس شخص سے اور صنف اور نوع میں داخلی ہے۔

چھٹی صورت:

شخص واحد بنظر اختلاف احوال اور اوقات اپنے کے کبھی معتدل ہو اور کبھی غیر معتدل۔

ساتویں صورت:

ایک ہی شخص بہ نسبت ایک عضو خاص کے معتدل ہو بہ نسبت ان اعضا کے جو اس عضو سے خارج ہیں اور اس کے بدن میں داخل ہیں غیر معتدل ہو۔

آٹھویں صورت:

ایک ہی شخص بحسب عضو خاص کے معتدل ہو اور مقیس ہو اپنے ذاتی احوال اسی عضو کی نسبت میں۔

پہلی صورت:

یعنی انسان کا اعتدال مزاج نسبت سائر موجودات کائنات کے ایک ایسی بات ہے کہ اس کو وقت گنجائش ہے اور کسی عدد خاص میں محدود نہیں اور بھی کوئی امر اتفاقی نہیں ہے بلکہ اس صورت کی دو حدیں افراط اور تفریط کی ہیں۔ کہ ان میں سے جس کسی حد کو تجاوز کرنے سے مزاج انسانی باطل ہو جائے گا ایک جانب تفریط کی ہے کہ اس کے تجاوز سے بہائم میں شمار کیا جائے گا۔ دوسری جانب افراط اعتدال کی ہے کہ بساطت اب تجرد عن المادۃ کے خواص اس حد کے تجاوز سے پیدا ہوتے ہیں۔ عالم کون وفساد سے نکل کر روحانیات اور ملکوتیات میں داخل ہو جائے گا۔ بیچ میں ان وحدون

افراط اور تفریط کے متوسطات بیشمار ہیں کہ تفاوت مراتب انسانی ان مراتب کو ظاہر کرتا ہے۔

دوسری صورت:

وہ درمیانی مزاج ہے اعتدال میں دو حدوں افراط اور تفریط کے جن کا پہلی صورت میں بیان کیا گیا مگر یہ اعتدال ایسے شخص میں پایا جاتا ہے جس کا مزاج نہایت معتدل ہو اور وہ صنف بہ نسبت اور اصناف کے غایت اعتدال پر ہو اور سن بھی ایسا ہو کہ اس سے بڑھ کر نشوونما اور سن میں نہ ہو سکے۔ اگرچہ یہ معتدل وہ اعتدال حقیقی نہیں رکھتا جس کا وجود ابتدائے مفصل میں محال بیان کر چکے تاہم ایسا معتدل نہایت عزیز الوجود ہے اگر بالفرض ایسا انسان کسی اقلیم کے کسی شہر معتدل میں پایا جائے تو اس کا اعتدال قریب بہ اعتدال حقیقی بطور قضیہ اتفاقیہ کے نہ ہوگا بلکہ اس کے اعضائے حارہ مثل قلب و اعضائے باردہ مثل دماغ و رطبہ مثل جگر و یابسہ مثل استخوان کے آپس میں متکافی ہونگے اور جتنا ان اعضا کے موازنہ میں تعاول زیادہ ہوگا اسی قدر یہ شخص مزاج میں معتدل حقیقی کے قریب تر ہوگا ایک عضو کاص کے اعتبار سے کوئی آدمی ایسا معتدل نہیں ہوسکتا ہاں جلد ایک ایسا عضو ہے کہ وہ تنہا اس درجہ اعتدال کو پہنچ سکتا ہے چنانچہ ذکر اس کا ہم باب تشریح میں اور کچھ آخر فصل ہذا میں بھی کریں گے۔ ارواح اور اعضاء رئیسہ کے اعتبار سے کوئی فرد بشر قریب بہ اعتدال حقیقی نہیں ہوسکتی بلکہ ان دونوں کے اعتبار سے خارج اعتدال سے ہوکر مائل بجانب حرارت و رطوبت ہوگا اس لئے کہ مبد حیات قلب اور روح ہے اور یہ دونوں نہایت گرم اور بافراط مائل بجانب حرارت ہیں بقائے حیات بجہت حرارت کے اور نشوونما بوجہ رطوبت کے ہے بلکہ حرارت رطوبت سے قوام پاتی ہے اور غذا لیتی ہے۔ اعضائے رئیسہ تین ہیں جیسا آگے بیان کریں گے ان میں سے ایک دماغ ہے سرد مزاج پر اس کی برودت اس قدر نہیں ہے کہ حرارت قلب و جگر کی تعدیل کرے اور خشک مزاج اعضائے رئیسہ میں فقط قلب ہے لیکن اس کی خشکی

اتنی نہیں ہے کہ رطوبت دماغ وجگر کی تعدیل کرے اور دماغ بھی اس قدر بارد نہیں ہے اور قلب بھی اس قدر یابس نہیں قلب بہ نسبت دماغ وجگر کے یابس ہے اور دماغ بہ نسبت قلب وجگر کے بارد ہے۔

تیسری صورت:

معتدل کی بہت گنجائش کم رکھتی ہے۔ بہ نسبت قسم اول یعنی اعتدال نزعی کے مگر اس سے ایک غرض صالح اور سود مند نکلتی ہے کہ وہ مزاج صالح ہے ایک گروہ کا چند گردوں سے بقیاس طرف ایک اقلیم کے اور اقالیم سے یا بہ نسبت ایک ہوا کے باقی ہواؤں سے مثلاً اہل ہند کا ایک مزاج ہے کہ وہ تمام ہندوستانیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ان کی صحت اسی مزاج سے قائم رہتی ہے۔ یا صقالیہ کے واسطے ایک مزاج مناسب ہے کہ ان کی صحت اسی پر موقوف ہے ہر ایک مزاج ان دونوں اقلیموں کا بقیاس اپنی صنف کے معتدل ہے اور بقیاس دوسری صنف کے غیر معتدل ہندوستانی کسی آدمی کے بدن کی کیفیت مزاجی اگر مثل مزاج صقلابی کے ہو جاوے تو وہ شخص یا بیمار ہو گا یا مر جائے گا۔ اسی طرح صقلابی کے مزاج کی کیفیت اگر مثل مزاج ہندی کے ہو تو یہ بھی یا مریض ہو گا یا ہلاک ہو گا۔ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ ہر ایک صنف اس کا معمورہ کے واسطے ایک مزاج خاص ہے کہ وہاں کی ہوا کے موافق وہی مزاج ہے اور اس مزاج کے واسطے عرض اور گنجائش بھی ہے اور اس عرض کے واسطے دونوں جانب افراط اور تفریط کے بھی

۔

چوتھی صورت:

درمیانی مزاج ہی اور واسطہ ہے بیچ میں عرض قلیم کے جس کا تیسری قسم میں ذکر ہوا اس چوتھی قسم کے مزاج کے اعتدال سے یہ مراد ہے کہ اس صنف میں اس سے زیادہ کوئی معتدل نہیں ہے۔

پانچویں صورت:

نہایت تنگ تر ہے بہ نسبت قسم اول اور ثالث کے اس سے وہ مزاج مراد ہے کہ ایک شخص معین کے واسطے تاوقتیکہ وہ زندہ اور صحیح موجود ہے اس کے واسطے ایسے مزاج کی ضرورت ہے۔ اس مزاج کے لئے بھی عرض ہے جس سے دو طرفین افرا دو تفریط کی محدود کرتے ہیں بہت ضروری اس مقام پر یہ امر جاننا چاہیے کہ ہر شخص ایک مزاج خاص کا مستحق ہے کہ اس میں دوسرے کی شرکت ممکن نہیں ہے یا عمادر ہے۔

چھٹی صورت:

یہ وہ مزاج واسطہ ہے درمیان دو حدوں افراط وتفریط صورت پنجم کے وہ مزاج ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو حاصل ہو تو افضل حال پر ان حالات سے ہوگا جن حالات پر اسے ہونا چاہیے یعنی جتنے حالات اس کے لائق بحال ہیں ان میں سے افضل حالات سے متصف ہوگا۔

ساتویں صورت:

یہ وہ مزاج ہے کہ ہر ایک نوع عضو اور اعضا سے اس پر ہونا واجب ہے اور دوسری نوع کو اس کے مخالف مزاج درکار ہے۔ مثلاً استخوان کو واجب ہے کہ اس کا مزاج یا بس زیادہ ہو اور دماغ کو ضرور ہے کہ اس میں رطوبت زیادہ ہو اور قلب میں حرارت کی زیادہ ضرورت ہے اور پٹھ میں برودت کی ضرورت زیادہ ہے کہ اس مزاج کے واسطے بھی عرض ہے۔ جسے دو طرفین افراط وتفریط کی محدود کرتی ہیں مگر یہ عرض بہ نسبت عروض امزجہ متقدمہ کے کمتر ہے۔

آٹھویں صورت:

یہ مزاج واسطہ ہے ساتویں صورت کی افرا دو تفریط کے درمیان میں یہ مزاج ایک

خاص عضو کا ہے ایسا کہ جس وقت اس عضو کو یہ مزاج حاصل ہو تو اس کا حال افضل حالات لائقہ پر ہو گا جب لحاظ انواع کائنات کے مزاجوں کا کیا جائے تو ان میں سے نوع انسان مزاج اقرب یا عتدال حقیقی ٹھہرے گا پھر اگر اعتبار اصناف کا بھی کریں تو ہمارے نزدیک یہ بات صحیح ہے کہ جو آبادی موازی معدل النہار کے واقع ہے اور اس آبادی میں اسباب ارضیہ کے سبب سے کوئی اگر امر مخالف باعتدال نہیں عارض ہوا مثلاً پہاڑ یا دریا وغیرہ اس میں نہیں واقع ہیں اس مقام کے رہنے والوں کا مزاج واجب ہے کہ قریب باعتدال حقیقی ہو اور ہماری تحقیق میں یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جو لوگ گمان کرتے ہیں خط استوا پر بجہت قرب شمس کے چونکہ حرارت زیادہ ہوتی ہے اعتدال حقیقی باقی نہیں رہتا ہے ان کا یہ گمان فاسد ہے ہمنے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مسامت شمس کی اس مقام پر کمتر مضر ہے اور کمتر ہوا کو تغیر دیتی ہے بہ نسبت ان مقامات کے کہ تنکا عرض بلد اس مقام سے زیادہ ہے اگر چہ وہاں پر مسامت شمس نہیں ہوتی ہے لیکن جس وقت آفتاب ان کے سمت الراس کے قریب آتا ہے ان کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور ہوا میں وہاں کے تغیر زیادہ ہوتا ہے خط استوا کے رہنے والوں کے سب حالات اچھے ہوتے ہیں اور ان کے حالات کی فضیلت یکساں رہتی ہے اور کسی فصل کی ہوا ان کے مزاج کے ایسی مخالف نہیں ہوتی ہے جس کا ضرر نمایاں ہو بلکہ ان کا مزاج ہمیشہ یکساں رہتا ہے ہم نے اس مسئلہ خاص میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں اپنی اس رائے کو بدلیل ثابت کیا ہے بعد سکان خط استوا کے معتدل مزاج اصناف انسان میں چوتھی اقلیم کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگ ایسی جگہ ہیں کہ ہمیشہ مسامت آفتاب چونکہ ان کے سروں پر نہیں رہتی ہے۔ لہذا اس گرمی سے وہ نہیں جلتے ہیں جیسے رہنے والے آخر اقلیم ثانی اور اقلیم ثالث کے اور بھی یہ لوگ یعنی اقلیم رابع کے رہنے والوں کے اخلاط میں خامی اور بدن میں زیادتی چربی کی نہیں ہے بجہت ہمیشہ دور رہنے آفتاب کے ان کے سمت الراس سے جیسے اقلیم پنجم کے رہنے والے یا جو اقلیم

اس سے زیادہ عرض رکھتی ہے ۔ایک شخص خاص معتدل وہی ہوتا ہے جو فی نفسہ معتدل ہواور اس کی صنف بھی سب سے زیادہ معتدل ہو اس نوع سے کہ جو سب انواع سے معتدل ہے اعضائے انسانی کا حال تو اوپر ظاہر ہوا کہ اعضائے رئیسہ کبھی قریب اعتدال حقیقی سے نہیں رکھتے بلکہ یہ بات جاننی ضرور ہے کہ جملہ اعضا کی بہ نسبت گوشت اعتدال حقیقی سے قریب ہے اس سے زیادہ جلد معتدل ہے جلد کا تو یہ حال ہے کہ اگر ایک پانی جس میں برابر برف اور کھولتا ہوا پانی ملائیں اور اس کا اثر جلد تک پہنچے گا شاید کہ جلد جس قدر گرمی خون اور رگوں کی پہنچتی ہے اور جتنی تبرید عصب کی پہنچتی ہے برابر ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر ایک جسم نہایت خشک اور دوسرا نہایت تر دونوں بخوبی ملا کر جلد سے ملائیں ظاہر جلد پر کچھ بھی اثر نہ ہوگا اسبات کی شناخت کی جلد متاثر نہیں ہوتی ہے یہ کہ وہ اپنی جس سے ان چیزوں کا ادراک نہیں کرتی ہے یہ دو معتدل صورتیں اجسام کی جو اوپر لکھی گئیں کہ جن کا جلد احساس نہیں کرتی اور منشا عدم انفعال کا ہم نے اعتدال جلد کا ٹھہرایا اور دعویٰ کیا ہم نے کہ جلد مثل انہیں چیزوں کے معتدل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر جلد معتدل نہ ہوتی بلکہ ان معتدل چیزوں کے مخالف ہوتی تو بیشک ان کا کچھ اثر جلد کو پہنچتا اور محسوس ہوتا اس لئے کہ جو چیزیں متفق عناصر سے مرکب ہوتی ہیں اور طبیعت میں مخالف ہوئیں ضرور ایک عنصر دوسرے سے منفعل ہوتا ہے ایک چیز دوسری چیز سے اس وقت متاثر اور منفعل نہیں ہوتی ہے جب کہ دونوں کسی ایک کیفیت میں شریک ہوں اور یہ مشارکت کیفیت کی ان میں تشابہ ہو

مترجم کھتا ھے اکثر امتحان ہوا ہے کہ طبیب اور مریض جس وقت دونوں ایک ہی درجے کی تپ رکھتے ہوں اس وقت مریض کا ملمس طبیب کو گرم نہیں معلوم ہوتا ہے یا کسی سبب کارجی سے اگر ہتھیلیاں سرد ہو جاتی ہیں تو صحیح آدمی بذریعہ ملمس کے محموم تجویز کیا جاتا ہے غرض اس سے یہ ہے کہ وہ چیزیں جس کیفیت میں برابر ہوتی ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے متاثر نہیں ہوتا اختلاف کیفیات میں

البتہ انفعال بھی ہوتا ہے اور احساس بھی۔

متن:

جلد کا بھی یہ حال ہے کہ مختلف مقامات کی جلد مختلف قسم کا اعتدال رکھتی ہے ہاتھ کی جلد تمام جسم کی جلد سے زیادہ معتدل ہے اور ہاتھ میں کف کی جلد سب سے زیادہ معتدل ہے اور اس سے زیادہ راحت کی جلد معتدل ہے اس سے زیادہ انگلیوں پر جتنی جلد ہے وہ معتدل ہے اس سے زیادہ سبابہ کی جلد معتدل ہے اور اس سے زیادہ سبابہ کے اوپر کا جو پور ہے اس کی جلد معتدل ہے اور انگلیوں کی پور گویا کہ بالطبع حاکم ہیں ملموسات کی مقدار دریافت کرنے میں جس طرح حاکم کو واجب ہوتا ہے کہ دونوں جانبین افراط اور تفریط رعایا کو سنبھالے رہے تاکہ جو کوئی توسط اور میانہ روی سے باہر ہو فوراً اسے پہچان لے اسی طرح ان انگلیوں کا حال ہے کہ جو شے از قسم ملموسات اعتدال سے خارج ہوا سے فوراً پہچان لیتے ہیں۔ جو چیزیں اوپر بیان ہو چکیں ان کے جاننے کے بعد یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ ہم جس وقت کسی دوا کو معتدل کہیں تو ہماری یہ مراد نہیں ہوتی ہے کہ وہ دوا معتدل حقیقی ہے اس لئے کہ یہ تو غیر ممکن ہے اور نہ یہ مطلب ہے کہ جیسے انسان اپنے مزاج میں معتدل ہے اتنی یہ دوا بھی معتدل ہے نہیں تو یہ دوا خاص جوہر انسانی سے عینیت رکھتی بلکہ ہماری غرض اعتدال دوا سے یہ ہے کہ جس وقت حار غریزی یعنی روح یا خون انسان کے بدن سے یہ دوا منفعل ہو تو ایک ایسی کیفیت اسے لاحق ہو گی کہ وہ کیفیت مخالف اعتدال اور خارج ایک دو طرفوں مساوات بدن انسانی سے نہ ہو گی یعنی حار غریزی سے وہ دوا کچھ متاثر نہ ہو گی بجہت تشابہ کیفیت کے پس گویا کہ یہ دوا بھی معتدل ہے بہ نسبت اس اثر کے جو بدن انسان کی نسبت ذکر کیا گیا اسی طرح کسی دوا کو جب حار یا بارد ہم کہیں تو یہ غرض نہیں ہے کہ وہ اپنے جوہر ذاتی میں نہایت حرارت و برودت رکھتی ہے یا اس کا جوہر ذاتی بدن انسان سے زیادہ حار یا زیادہ بارد ہے ورنہ دوائے معتدل سے پھر یہ مراد ہو گی کہ اس کا مزاج

مثل مزاج انسان کے معتدل ہے بلکہ حرارت و برودت مزاج دوا سے یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ جس قدر حرارت خواہ برودت انسان کے بدن میں پیدا کرتی ہے حرارت اور برودت اصلیہ بدن انسانی سے زیادہ ہوتی ہے اس جہت سے بعضی دوا بقیاس مزاج انسان کے سرد ہوتی ہے اور عقرب کے مزاج میں وہی دوا گرمی پیدا کرتی ہے ایک دوا بہ نسبت مزاج انسان کے گرم ہوتی ہے۔ اور سانپ کے مزاج کی نسبت وہی دوا سرد قرار دے جاتی ہے بلکہ انسان میں خاص ایک دوا بہ نسبت زید کے جس قدر گرم ہوتی ہے اتنی گرم بہ نسبت عمرو کے نہیں ہوتی اسی فائدہ پر بنا کر کے معالجین کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب کسی شخص کی تبدیل مزاج کرنا چاہیں ایک دوا پر اقتصار کریں جس وقت کہ اثر اس کا ظاہر نہ ہوتا ہو بلکہ دوسری دوا بدل دیں مزاج معتدل میں ہم کو جو کچھ بیان کرنا تھا۔ جب کر چکے تو اب غیر معتدل کا بھی بیان کرنا چاہیے اب ہم کہتے ہیں کہ غیر معتدل مزاج خواہ بقیاس کسی نوع کے فرض کیا جائے یا کسی صنف یا شخص یا عضو سے نسبت دیا جائے اس کی بھی آٹھ صورتیں ہوسکتی ہیں مگر یہ آٹھویں صورتیں ہوسکتی ہیں مگر یہ آٹھوں صورتیں اسبات میں تو مساوی اور مشترک ہیں کہ مزاج معتدل کے مخالف اور مقابل ہیں اور خروج اعتدال میں مختلف ہیں ان کا اختلاف اسی طرح پر حادث ہوتا ہے کہ یا تو خروج اعتدال سے بوجہ بساطت ہو اور علی الاطلاق غیر معتدل ہو یہ بات اسی صورت میں ہوتی ہیں کہ جس معتدل سے اس مزاج کو نسبت دی جائے اس سے اس کو ایک ہی طرح کی مخالفت خواہ مضادت واقع ہو مثلاً فقط حرارت میں تضاد ہو یا فقط برودت میں علی ہذا القیاس دوسری صورت یہ ہے کہ اس مزاج کا خروج اعتدال سے بسیط نہ ہو بلکہ مرکب ہو کہ دو کیفیتوں متضادہ میں خروج اعتدال سے ہو۔ اور بسیط غیر معتدل جو ایک ہی قسم کی مضاوت رکھتا ہے یا وہ مضادت کیفیت فاعلہ میں رکھتا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں یا زیادہ گرم ہو مقدار مناسب سے مگر رطوبت اور یبوست مقدار مناسب سے زیادہ رکھتا ہو اس کی ہو یا زیادہ سرد ہو مقدار مناسب سے مگر

رطوبت اور یبوست مقدار مناسب سے زیادہ رکھتا نہ رکھتا ہو اور اگر مضاوت کیفیت منفعلہ میں رکھتا ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں یا خشکی اور چپیں مقدار مناسب سے زیادہ رکھتا ہو لیکن حرارت اور برودت اس کی مقدار مناسب سے زیادہ نہیں ہے خواہ رطوبت اس میں مقدار مناسب سے زیادہ ہے اور برودت اور حرارت مقدار مناسب سے زیادہ نہیں ہے یہ چاروں قسمیں مضادت بسیط کی ایسی نہیں ہیں کہ ایک زمانہ معین تک ان کی کفیت کا اثر واحد باقی رہے اور جو اثر ان میں مانع اثر اصلی کا ہوتا ہے پہلا نہ ہو مثلاً غیر معتدل بسیط جس کی حرارت مقدار مناسب سے زیادہ ہے اگر چہ بعد استعمال کے کسی بدن میں پہلے حرارت ہی پیدا کرتا ہے تھوڑے زمانہ کے بعد بیس بھی پیدا کرتا ہے اسی طرح غیر معتدل بسیط جو بارو زیادہ ہو مقدار مناسب سے بعد تھوڑے زمانے کے بدن میں رطوبت بھی مقدار مناسب سے زیادہ پیدا کرتا ہے اور یہ رطوبت غریبہ کہلاتی ہے اور اسی طرح غیر معتدل بسیط جس میں بیس اندازہ لائق سے زیادہ ہو وہ بھی برودت غیر مانسب پیدا کرتا ہے اور غیر معتدل بسیط جس میں رطوبت غیر مناسب ہو اگر یہ رطوبت بافراط ہے تو بہ نسبت غیر معتدل یابس کے تبرید زیادہ کرتا ہے اور اگر بافراط رطوبت نہ ہو البتہ حفاظت بدن کی دیر تک کر کے آخر کو پھر ایسی برودت پیدا کرتا ہے جو مقدار مناسب سے زیادہ ہو۔

فائدہ:

ان بیانات سے اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ اعتدال اور صحت کو جس قدر مناسبت حرارت سے ہے اتنی برودت سے نہیں ہے۔ غیر معتدل بسیط کی تو یہ چارون قسمیں بیان ہو چکیں اب باقی رہا غیر معتدل جو دو کیفیتوں میں مضادت کسی مزاج معتدل سے رکھے اس کی بھی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ حرارت اور رطوبت ساتھ ہی حد اعتدال سے زیادہ ہوں۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ حرارت اور یبوست دونوں میں اعتدال سے خارج ہو۔

تیسری صورت:

کہ برودت اور رطوبت میں ساتھ ہی غیر معتدل ہو۔

چوتھی صورت:

برودت اور یبوست میں معاً خارج از اعتدال ہو۔ اب چونکہ حرارت اور برودت کی زیادتی معاً خواہ رطوبت اور یبوست کی زیادتی معاً ایک مزاج میں جمع نہیں ہوسکتی اس لئے یہ دونوں صورتیں ترکیب واجتماع دو کیفیتوں متضادہ کی شمار اقسام سے ساقط کردی گئیں اگرچہ قسمت عقلی ان کو شامل تھی۔ ان آٹھوں صورتوں میں ہرایک صورت کا یہ حال ضرور ہے کہ یا بلا مادہ ہوگی یا مع مادہ ہوگی بلا مادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مزاج اس غیر معتدل کا بدن انسان میں محض ایک کیفیت پیدا کرے وہ کیفیت اس درجہ کی نہ ہو کہ اس کی جہت سے کسی خلط کے نفوذ کی قابلیت اس بدن کو حاصل ہوکر پھر وہ خلط اسی کیفیت غیر معتدلہ سے مختلف ہوکر بدن انسان کو متغیر کرے جیسے حرارت مدقوق کی خواہ برودت تگرگ زدہ یا برف زدہ کی کہ یہ غیر معتدل بلا مادہ کی پوری مثال ہے اور با مادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن انسان کی ایسی کیفیت یہ غیر معتدل کردے کہ اس سے ایک خلط مناسب اسی کیفیت کے اس بدن میں نافذ ہو اور یہی کیفیت غیر معتدلہ اس پر غالب ہو جیسے بلغم زجاجی سے تبرید جسم انسانی کو حاصل ہوتی ہے خواہ صفراء کراثی وزنجاری سے جو تسخین پیدا ہوتی ہے اس کے بعد نفوذ میں ان دونوں خلطوں کے جو کیفیت ہوتی ہے وہ ظاہر ہے اور کتاب ثالث وکتاب رابع میں انشاءاللہ تعالیٰ ہر واحد مزاج شانزدہ گانہ کی مثالیں بہ تفصیل بیان کی جائیں گی جاننا چاہیے کہ مزاج مادہ کے ساتھ دو طرح سے خیال کیا جاتا ہے اس لئے یہ عضو کبھی تو تر ہوتا ہے کہ مادہ میں بھیگ جاتا ہے اور کبھی مجاری اور بطون میں یہ مادہ محتبس ہو جاتا ہے اور یہ احتباس

بھی کبھی تو اس عضو میں ورم پیدا کرتا ہے اور کبھی نہیں پیدا کرتا ہے اس مقام کے مناسب مزاج میں بحث اسی قدر تھی جو اس فصل میں کی گئی ان بیانات میں جو باتیں غیر واضح ہیں طبیب کو چاہیے کہ ان کو مسلم جانے اور ان کا بدلیل ثابت کرنا حکیم طبعی کے سپرد کرے۔

فصل دوسری:

تعلیم ثالث مزاج اعضا کے بیان میں خالق تبارک وتعالیٰ نے ہر حیوان اور ہر عضو حیوان کو ایک مزاج خاص عطا فرمایا ہو جو اس کے لائق اور مناسب تھا اور جس میں اس مخلوق کے احوال اور افعال کی مصلحت تھی اور جتنا اس حیوان یا عضو کو تحمل ممکن تھا تحقیق اس مسئلہ کی حکیم فلیسوف پر واجب ہے طبیب کو اس سے کچھ واسطہ نہیں ہے انسان کو خالق عالم نے ایسا مزاج معتدل عطا فرمایا جو معتدل اس عالم کون وفساد میں ممکن تھا اور باوجود اعتدال مزاج کے اس مزاج کو مناسبت اس کے قویٰ سے ایسی عطا فرمائی کہ ان کا فعل و انفعال تمام ہوتا ہے اور ہر عضو خاص کو جو مزاج اس کے لائق تھا عطا فرمایا اسی بنا پر بعض اعضا کا مزاج نہایت گرم اور بعض کا نہایت سرد اور بعض کا نہایت خشک اور بعض کا نہایت تر پیدا کیا۔ نہایت گرم مزاج بدن انسان میں روح اور دل ہے کہ جو منشاء روح کا ہے اس کے بعد خون اگر چہ وہ جگر میں پیدا ہوتا ہے لیکن بوجہ اتصال قلب کے استفادہ اس قدر حرارت کا کرتا ہے جو کبد مین نہیں ہے خون کے بعد حرارت میں درجہ کبد کا ہے اس لئے کہ جگر مثل خون بستہ کے ہے اس کے بعد عضو حارریہ ہے بعد اس کے گوشت ہے کہ اس کی گرمی ریہ کی گرمی سے بھی کم ہے اس جہت سے کہ ریشہ ہائے عصب جو سرد مزاج ہے گوشت میں لپٹے ہوتے ہیں اس کے بعد حار مزاج عضل یعنی پے کہ وہ گوشت سے بھی کمتر گرم ہے اس لئے کہ اس میں عصب اور رباط کی بھی آمیزش ہوتی ہے اس کے بعد طحال یعنی تلی کی حرارت ہے کہ اس میں وہ درد خون کا ہوتا ہے اس کے بعد گردوں کی گرمی ہے کہ ان میں کم ہوتا ہے اس کے بعد گوشت دونوں

پستان اور انثیین کا اس کے بعد طبقات جور گہائے جہند ہ میں ہوتے ہیں بنظر ان کے جو ہر عصبی کے جسے بذریعہ اس خون اور روح کے جوان میں رہتے ہیں گرمی پہنچتی ہے بعد اس کے طبقات ان رگوں کے جو ساکن ہیں اور ان میں فقط خون موجود ہے بعد اس کے جلد تمام بدن کی بعد اس کے جلد کف دست کی جسے ہم اوپر معتدل لکھ چکے ہیں سب سے زیادہ سرد چیز بدن انسان میں بلغم ہے اس کے بعد بالوں کی سردی ہے بعد اس کے ہڈی اس کے بعد غضروف یعنی کری اور اس کے بعد رباط اس کے بعد وتر یعنی رودہ اس کے بعد عشا یعنی جھلی بعد اس کے عصب یعنی پٹھہ بعد اس کے نخاع یعنی حرام مغز بعد اس کے دماغ یعنی بھیجا بعد اس کے شحم یعنی چربی اس کے سمیں یعنی ذہنیت بدن انسان کی اس کے بعد جلد سب سے رطب چیز بدن انسان میں بلغم ہے اس کے بعد خون بعد اس کے ذہنیت اس کے بعد چربی بعد اس کے دماغ اس کے بعد حرام مغز بعد اس کے گوشت پستان و انثیین اس کے بعد پھیپھڑا بعد اس کے جگر پھر طحال بعد اس کے گردے اس کے بعد عضل اس کے بعد کری بعد اس کے جلد یہ ترتیب وہ ہے جسے جالینوس نے مقرر کیا ہے لیکن اس بات کا جاننا بہت ضروری ہے کہ پھیپھڑا اپنے جوہر ذاتی خواہ طبیعت میں زیادہ تری نہیں رکھتا اس لئے کہ ہر عضو اپنے مزاج اصلی میں مشابہ اپنی غذا کے ہوتا ہے اور مزاج عارضی میں مشابہ اس چیز کے ہوتا ہے جو اس کی غذا سے بڑھے پھر چونکہ پھیپھڑے کی غذا نہایت گرم خون سے ہے جس میں صفرے کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے یہ بات ہم کو قول جالینوس سے ظاہر ہوئی اس غذا کا متقضا تو یہی تھا کہ مزاج پھیپھڑے کا گرم مائل بخش کی ہوتا لیکن چونکہ بہت سے فضول رطوبت کے ان بخارات سے جو بدن میں اٹھتے ہیں اور پھیپھڑے کی طرف از قسم نزلات گرتے ہیں اس جہت سے اس کی یبوست جاتی رہی اور شدید الرطوبت بھی نہ رہا جگر بہ نسبت ریہ کے زیادہ رطب ہے اور اس کی رطوبت غریزی بہ نسبت ریہ کے بہت زیادہ ہے اور یہ رطوبات سے بھیگنے اور تر رہنے ہیں جگر سے زیادہ ہے اور اگرچہ ہمیشہ تر

رہنا اس کا رطوبت ذاتی کو بھی بڑھاتا ہے اسی طرح ضرور ہے کہ حال بلغم کا سمجھا جائے اور خون کا بھی لحاظ کیا جائے ایک خاص جہت سے وہ یہ ہے کہ بلغم جو کسی چیز کی ترطیب کرتا ہے اکثر اوپر ہی اوپر بھگو دیتا ہے اور تر کرتا ہے اور خون کی ترطیب جس چیز میں ہوتی ہے اس کے جوہر ذاتی میں رطوبت بڑھتی ہے علاوہ برآن بلغم طبعی مائی کبھی فی نفسہ رطوبت میں زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ خون چونکہ نضج اس کا پورا ہوتا ہے باتجہت بہت سی رطوبت اس کی متحلل ہو جاتی ہے یعنی بلغم مائی سے جس وقت خون بنتا ہے بوجہ نضج کے اس کی رطوبت متحلل ہو جاتی ہے پندرہ بہت قریب معلوم ہوگا کہ بلغم طبعی درحقیقت خون ہے کہ بعض قسم کے استحالہ کی وجہ سے بلغم ہو گیا ہے سب سے زیادہ خشک انسان کے بدن میں بال ہے جو بخار دخانی سے پیدا ہوتا ہے اس طرح پر کہ خلط بخاری متحلل ہو کر محض دخانیت بستہ ہو جاتی ہے بعد اس کے ہڈی کی پیوست ہے کہ وہ سب اعضا میں سختی اور صلابت زیادہ رکھتی ہے لیکن ہڈی بال کے بہ نسبت رطوبت زیادہ رکھتی ہے اس لئے کہ اس کی پیدائش خون سے ہوتی ہے اور اس کی ساخت ایسی ہے کہ رطوبت اصلی کو جذب کر لیتی ہے اور اس پر قدرت رکھتی ہے اسی جہت سے بعض ہڈیوں سے اکثر حیوانات کو غذائے کثیر ملتی ہے اور بالوں سے کسی قدر بھی غذا نہیں ملتی ہے ہاں شاذونادر شاید کسی حیوان کو اس سے تغذیہ ہوتا ہو جیسا بعضوں نے گمان کیا ہے کہ شپرہ بالون کو ہضم بھی کر لیتا ہے اور باآسانی حلق سے اتار لیتا ہے مگر ہم جس وقت دو مقدارین برابر ہڈی اور بال سے ہموزن لے کر قرع انبیق میں تقطیر کریں ہڈی سے پانی اور ذہنیت زیادہ ٹپکے گی اتنی بالوں سے نہ ٹپکے گی اور ثقل ہڈی کی تقطیر میں کم رہے گا اور بالوں کی تقطیر میں زیادہ اس تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈی میں بالوں سے زیادہ رطوبت ہے بعد ہڈی کے پبوست غضروف کی ہے اس کے بعد رباط کی بعد اس کے وتر کی بعد اس کے جھلی کی اس کے بعد شرائین اس کے بعد اوروہ اس کے بعد ان پٹھوں کی جو آلہ حرکت ہیں بعد اس کے پبوست قلب کی ہے اس کے بعد پبوست ان

پٹھوں کی ہے جو کہ آلہ حس ہیں اس لئے کہ جو پٹھے آلہ حرکت ہیں ان کی برودت اور خشکی معاً زیادہ ہے معتدل سے اور اعصاب حس کے برودت میں تو زیادہ ہیں مگر یبس میں بہ نسبت معتدل کے ان کو زیادتی نہیں ہے بلکہ شاید پیوست میں قریب بمعتدل ہیں اگر چہ برودت میں بھی معتدل سے ان کو اس قدر بعد نہیں ہے بعد ان پٹھوں کے پیوست جلد کی ہے۔

فصل تیسری تعلیم ثالث سے امزجہ اسنان اور اجناس کے بیان میں:

انسان کی عمر طبعی کے جو چار حصہ مقرر کیئے گئے ان میں سے ہر ایک حصہ کا ایک نام جداگانہ ہے اور لفظ سن کی ہر ایک حصہ پر ایک ہی معنے میں بولی جاتی ہے۔ پہلا حصہ سن نمو اور سن حداثت کہلاتا ہے تیس برس کے قریب تک اس کا زمانہ ہے اس کے بعد سن وقوف جسے سن شباب بھی کہتے ہیں اس کی حد پینتیس یا چالیس برس تک ہے بعد اس کے سن انحطاط ہے مگر اس سن میں قوت اصلی باقی رہتی ہے یہ سن ارباب کہولت کا ہے ساٹھ برس تک اس کی نہایت ہے اور پھر سن انحطاط کا کہ جس میں ظہور ضعف قوت کا بھی ہوتا ہے اور یہ سن مشائخ کا ہے آخر عمر تک مگر سن حداثت کی پانچ قسمیں کی جاتی ہیں ان میں سے **پہلا حصہ** سن طفولیت ہے جب تک لڑکے کے اعضا مستعد حرکات نشست و برخاست کے نہیں ہوتے ہیں سن طفولیت کہلاتا ہے **دوسرا حصہ** سن صبی ہے کہ لڑکا چلنے پھرنے لگتا ہے مگر ابھی اعضا مین شدت توانائی کی نہیں ہوتی اس سن کے زمانہ کی حد جب تک ہے کہ سب دانت جنہیں عوام دودھ کے دانت کہتے ہیں گر نہ جائیں اور ان کے عوض نئے دانت سب نہ نکل آئیں **تیسرا حصہ** سن ترعرع ہے جو بعد شدت اور روشنی اعضا اور سب دانت نکلنے کے اور قبل بلوغ کے ہوتا ہے **چوتھا حصہ** سن غلامیت اور بلوغ ہے اس کا زمانہ جب تک ریش و بروت برآمد ہوں رہتا ہے **پانچواں حصہ** سن فتیٰ ہے اس کا زمانہ جب تک کہ نمو ٹھہر جاتا ہے باقی رہتا ہے صبیان یعنے طفولیت سے لے کر

سن حداثت تک وان کامزاج حرارت میں قریب باعتدال ہوتا ہے اور رطوبت میں گویا کہ اعتدال سے زائد ہوتا ہے **مترجم کھتا ھے** اگر چہ اس سن میں حرارت بہت زائد ہوتی ہے مگر زیادتی رطوبت کی جسے برودت لازم ہے اس حرارت کا کسر او رانکسار کر کے اسکو قریب باعتدال کر دیتی ہے۔ **متن** قدمائے اطباء میں صبی اور شباب کی حرارت میں اختلاف واقع ہے بعضوں کی یہ رائے ہے کہ صبی کے مزاج میں حرارت زیادہ ہے اسی جہت سے اس میں نمو بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس کے افعال طبعیہ مثل خواہش طعام اور ہضم وغیرہ بھی اکثر اور ہمیشہ پائدار رہتے ہیں یہ دلیل زیادتی حرارت کی سن صبی میں آتی ہے اور لمی دلیل یہ ہے کہ اس سن میں چونکہ حرارت غریزی اصلی جو مادہ منی سے ان کو ملتی ہے تازہ اور مجتمع ہوتی ہے اس جہت سے ان کی حرارت بہ نسبت شبان کے زیادہ ہوتی ہے بعضوں کی یہ رائے ہے کہ حرارت غریزی جوانوں میں بہت قوی ہوتی ہے اور خون ان میں زیادہ اور متین یعنی پختہ اور معتدل القوام ہوتا ہے اور اسی جہت سے ان کی نکسیر زیادہ پھوٹتی ہے ایک یہ بھی دلیل کثرت حرارت جوانوں کی تجویز کرتے ہیں کہ مزاج ان کا مائل بصفرادیت ہوتا ہے اور لڑکوں کا مزاج مائل بہ بلغمیت ہوتا ہے اور چونکہ جوانوں کے حرکات قوی تر ہوتے ہیں اور حرکت کو حرارت لازم ہے اور استمراء اور ہضم طعام ان کا قوی ہوتا ہے اس کا بھی منشاء حرارت ہے لڑکوں میں زیادتی شہوت طعام کی جو منشاء حرارت ٹھہرائی ہے یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ کثرت شہوت طعام کا منشاء برودت ہوتی ہے اسی وجہ سے اکثر شہوت کلبی بوجہ برودت کے پیدا ہوتی ہے جوانوں میں جو ہم نے شدت ہضم طعام کا دعویٰ کیا دلیل اس کی یہ ہے کہ انہیں متلی اور قے اور تخمہ کمتر عارض ہوتا ہے جیسا لڑکوں کو اکثر بوجہ سو ہضم کے عارض ہوتا ہے مزاج جوانوں کا ہم نے جو مائل بصفرادیت کہا اس کا ثبوت یہ ہے کہ اکثر امراض حارہ میں مبتلا ہوتے ہیں مثل حمائے غب کے اور قے ان کی صفراوی ہوتی ہے بخلاف اس کے لڑکوں کے امراض بارد رطب ہوتے ہیں کہ ان

رطوبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ نمو میں بھی بکار آمد ہوتی ہے اور حفاظت حرارت غریزی یہ بھی کرتی ہے بعد اس کے جوانوں میں اتنی باقی رہ جاتی ہے کہ دونوں باتوں کو تو کافی نہیں ہو سکتی ہے مگر ایسا نہیں کہ ایک بات کو بھی کافی نہ ہو سکے اسی جہت سے واجب ہوا کہ رطوبت جوانوں کی بدرجہ اوسط ہوتا کہ ایک دو باتوں میں ضرور بکار آمد ہو یہ بات تو محال عقلی ہے کہ رطوبت کی مقدار اتنی ہو کہ تمیہ کو تو کفایت کرے اور حفظ حرارت غریزیہ نہ کر سکے اس لئے کہ جو چیز اصل کی حفاظت نہیں کر سکتی وہ اس پر کسی چیز کو بڑھانے کی کیا طاقت رکھے گی پس یہی بات باقی رہی کہ جوانوں کی رطوبت اس قدر کم ہوتی ہے کہ حفظ حرارت کر سکتی ہے اور نمو کے واسطے کافی نہیں ہوتی یہ بھی معلوم رہے کہ جس سن کا ذکر ہو رہا ہے وہ سن شباب ہے جسے ہم اوپر سن وقوف کہہ آئے ہیں۔ **مترجم کہتا ہے** اس فقرے سے شیخ یا دوہی کرتا ہے کہ سن وقوف میں چونکہ نمو ٹھہر جاتا ہے انحطاط کسی وقت کا نہیں ہوتا یہ بات صریح دلیل ہو کہ حرارت غریزی اپنی اصل پر محفوظ رہتی ہے **متن** فریق ثانی کا یہ قول ہے کہ نمو صبیان میں بوجہ رطوبت نہ بسبب حرارت کے یہ قول محض باطل ہے اس لئے کہ رطوبت واسطے نمو کے بمنزلہ مادہ کے ہے اور مادہ بہ نفس خود نہ منفعل ہوتا ہے نہ متخلق ہوتا ہے جب تک کہ کوئی قوت فاعلہ اس میں اثر نہ کرے اور قوت فاعلہ نمو کے واسطے یا نفس ہے یا طبیعت ہے باذن پروردگار تعالیٰ شانہ کے مگر نفس یا طبیعت بے کسی آلہ کے کچھ فعل نہیں کر سکتی وہ آلہ یہی حرارت غریزیہ ہے اس سے ظاہر ہوا کہ نمو کا سبب فاعلی حرارت ہو سکتی ہے نہ رطوبت یہ بات جو ان لوگوں نے کہی کہ قوت اشتہائے طعام لڑکوں میں بوجہ برودت مزاج کے ہوتی ہے یہ بھی محض باطل ہے کہ وہ شہوت فاسد جو بوجہ برودت مزاج کے ہوتی ہے اس کے ساتھ ہضم جید اور اغتذا یعنی جزو بدن کب ہوتی ہے حالانکہ لڑکوں میں اکثر اوقات استمراء بہت اچھی طرح پر ہوتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کی غذا سے جس قدر جزو بدن ہو کر نمو میں کام آتی ہے وہ بہ نسبت جزو

متحلل کے زیادہ نہ ہوتی کبھی لڑکوں کو جو سوء ہضم عارض ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ حرص ان کی غالب ہوتی ہے اور ترتیب طعام میں بداطواری کرتے ہیں اور بے قاعدہ تقدیم وتاخیر غذاؤں کی واقع ہوتی ہے اور اکثر وہ غذائیں جوردی الکیموس خواہ مرطوب ہیں بمقدار کثیر کھاتے ہیں اور ان کے بعد حرکات فساد انگیز ان سے سرزد ہوتے ہیں بایں وجہ بکثرت چونکہ فضول ان کے معدے میں مجتمع ہوتے ہیں کہ محتاج کثرت تنقیہ کے ہوتے ہیں خصوصاً ان کے پھیپھڑوں میں اجتماع فضول بہت ہوتا ہے اس جہت سے ان کی سانس میں بشدت تواتر اور سرعت پیدا ہوتی ہے اور ان کی نبض میں عظم نہیں ہوتا کیونکہ ان کی قوتیں ابھی تمام نہیں ہوئیں یہاں تک بیان مزاج صبی اور شباب کا تھا جس طریقے پر جالینوس نے کیا اور ہم نے اپنی عبارت میں اس کے مطابق تحریر کیا **اب یہ بھی جاننا بہت ضروری ہے** کہ حرارت غریزی بعد مدت سن وقوف کے نقصان شروع کرتی ہے اس سبب سے کہ اس کے مادہ رطوبت کو وہ ہوا کہ جو محیط بدن انسان ہے جذب کرتی ہے اور حرارت غریزی ہوا کے جذب کو اندر سے معین ہوتی ہے اور اس کے ساتھ حرکات بدنی اور نفسانی جو ضروری ہیں یہ بھی مددگار ہوتے ہیں اور طبیعت اس سن میں مقابلہ سے ان سب باتوں کے عاجز ہوتی ہے اس واسطے کہ بہت سا زمانہ اس کو مقابلہ میں ان امور کے گزر چکا اور قوت جسمانی متناہی ہے اس کی برہان علم طبعی میں مذکور ہو چکی ہے اس قوت کا فعل خواہ طبیعت کا ایراد بدل ماتحلل میں یکساں نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر یہ قوت غیر متناہی ہوتی اور ہمیشہ ایراد بدل ماتحلل برابر مقدار واحد کرتی (یہ مراد ہماری نہیں ہے کہ تحلل ہمیشہ بمقدار واحد ہوتا) بلکہ زیادتی تحلل کی ہر روز برابر ہوتی جب ایسا ہوتا تو بدل مقاومت اور مقابلہ تحلل کا نہ کرسکتا بلکہ تحلل بالکل فنائے رطوبت کر دیتا اور جبکہ فقط تحلل فنائے رطوبت کرنے میں کافی ہے پس جب کہ اس کے ساتھ حرکات بدنی اور نفسانی ملیں اور دونوں مل کر نقصان قوت پر آمادہ اور مستعد ہوں پھر نقصان قوت کی کیا کیفیت ہوگی

اس وقت ضرور ہو گا کہ مادہ فنا ہو جائے اور حرارت منطفی ہو خصوصاً جس وقت کہ انطفائے حرارت پر علاوہ کمی مادہ کے ایک سبب دوسرا معین ہو کہ وہ رطوبت غریبہ ہے جو ہمیشہ بسبب غیر منہضم ہونے غذا کے پیدا ہوتی جاتی ہے اور اطفائے حرارت پر معین ہوتی رہتی ہے دو وجہوں سے **ایک وجہ** یہ ہے کہ اس رطوبت کی وجہ سے حرارت کے مکان میں تنگی ہے گویا کہ حرارت اس رطوبت میں غریبہ میں ڈوبتی جاتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رطوبت اپنی کیفیت میں حرارت کی ضد واقع ہے اس واسطے کہ یہ رطوبت بلغمی بارد ہے۔ یہی نقصان حرارت کا رفتہ رفتہ موت طبعی تک پہنچتا ہے جس کا زمانہ ہر شخص کے واسطے بحسب اس کے مزاج اولی کے مقرر ہے۔ عام حد اس زمانہ کی جب تک ہے کہ قوت طبعی حفظ رطوبت کر سکے انسان میں ہر شخص کے واسطے اجل مسمی مقرر کی گئی ہے کہ وہ اشخاص انسانی میں بنظر اختلاف امزجہ کے مختلف ہوتی ہے اور یہ اجلین طبعی ہیں اور اس عالم میں غیر طبعی بھی اجل واقع ہوتی ہے کہ وہ طبعی سے الگ ہے اور ہر ایک کی ایک مقدار جدگانہ ہے حاصل اس بیان سے یہ ہوا کہ بدن صبیان اور شبان کا حار باعتدال ہے اور بدن کہول اور مشائخ کے بارد ہیں لیکن صبیان کے بدن میں رطوبت حد اعتدال سے زیادہ ہے کہ نمو کی ضرورت ہے اور اس زیادتی پر تجربہ دلالت کرتا ہے کہ ان کی ہڈیاں اور اعضا سب نرم ہوتے ہیں اور قیاس عقلی بھی زیادتی رطوبت پر اعانت کرتا ہے اس لئے کہ ان کے اجسام کا استحالہ منی اجسام سے ہونے کو تھوڑا زمانہ گزرا ہے اور خون اور روح بخاری کی حرارت ابھی ان سے بخوبی برطرف نہیں ہوئی ہے۔ کہول اور خصوصاً مشائخ جس طرح ان کے مزاج میں برودت زیادہ ہے یبوست بھی زیادہ ہے اس پر تجربہ شاہد ہے کہ ان کی ہڈیاں سخت ہوتی ہیں اور جلد ان کی سمٹی ہوئی کہ اس پر جھریاں پڑی ہوتی ہیں اور قیاس عقلی بھی یہی تجویز کرتا ہے کہ زمانہ دراز گزر چکا منی اور خون اور روح بخاری سے ان کے جسم کے استحالہ کا اجزاء ناری شبان اور صبیان میں برابر ہیں اجزاء مائی اور ہوائی صبیان میں

زیادہ ہیں اجزائے ارضی کہول اور مشائخ میں زیادہ ہیں اور شاب کا مزاج بہ نسبت مزاج صبی کے زیادہ معتدل ہے لیکن یبوست اس میں بہ نسبت مزاج صبی کے زیادہ ہے اور بہ نسبت مزاج شیخ اور کہل کے جوان حار مزاج ہے اور شیخ بہ نسبت جوان اور کہل کے اپنے اعضائے اصلی کے مزاج میں یبوست زیادہ رکھتا ہے اور بنظر رطوبت غریبہ کے شیخ ان دونوں سے مرطوب زیادہ ہے۔ انسان کا بنظر اصناف کے یہ حال ہے کہ عورتوں کا مزاج بہ نسبت مردوں کے سرد زیادہ ہے اس وجہ سے صفت مروی سے اصل خلقت میں قاصر رہی ہیں اور رطوبت بھی ان کے مزاج میں بہ نسبت مردوں کے بہت ہے بسبب برودت مزاج کے عورتوں میں فضول بکثرت ہوتے ہیں اور قلت ریاضت بھی اس کا ایک سبب تجویز کیا گیا ہے اور جوہر لحمی عورتوں کا ضعف ترکیب زیادہ رکھتا ہے بایں لحاظ کہ متخلخل اور نرم ہوتا ہے اگر چہ جوہر لحمی مرد کا بجہت ترکیب اور مخالطت کے زیادہ ترنحیف ہے اس لئے کہ اس کا گوشت بوجہ کثافت کے زیادہ برودت سے متاثر ہوتا ہے کہ اس میں رگیں اور ریشہ ہائے عصب نفوذ کئے ہوتے ہیں سکان بلاد شمالی کا مزاج نہایت مرطوب ہے اور پانی میں رہنے والے ملاح اور دھوبی وغیرہ جن کے پیشے پانی میں رہنے سے تمام ہوتے ہیں یہ بھی مرطوب المزاج ہیں اور جوان دونوں قسموں کے خلاف ہیں یعنی خواہ بلاد جنوبی میں رہتے ہیں یا خشکی کے پیشہ ور ہیں ان کے مزاج بخلاف مزاج ان دونوں قسموں کے یابس ہیں علامات ہر قسم کے مزاج کی قریب ہے کہ ہم ذکر کریں جہاں ذکر علامات کلیہ اور جزئیہ کا ہوگا **تعلیم چوتھی** میں دو فصلیں ہیں **فصل پہلی** ماہیت خلط اور اقسام خلط کے بیان میں خلط ایک جسم تر رواں ہے کہ پہلے استحالہ غذا کا اس کی طرف ہوتا ہے اقسام خلط میں ایک خلط محمود ہوتی ہے وہ ایسی چیز ہے کہ جزو ہو جاتی ہے جوہر مغتذی سے خواہ تنہا خلط یا اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز اور مشابہ ہو جاتی ہے جوہر مغتذی سے تنہا یا دوسری چیز سے مل کر الغرض یہ خلط قائم مقام بدل شے کے ہوتی ہے اس چیز سے کہ جو

متحلل ہوتی ہے اور اسی میں سے فضول بھی پیدا ہوتے ہیں اور ایک خلط ردی ہوتی ہے جسے یہ لیاقت نہیں ہے جو خلط محمود بیان کی گئی شاذ و نادر کبھی خلط ردی سے وہ خلط محمود بنتی ہے خلط ردی کے حق میں لائق یہ بات ہے کہ اگر خلط محمود نہ بنے تو بدن سے دفع ہو جائے اور متفرق ہو کر بدن سے دور ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ رطوبات بدن کے بعض اقسام اولی ہیں اور بعض ثانوی اقسام اولی یہی اخلاط اربعہ ہیں جن کا ہم ذکر کرتے ہیں اور اقسام ثانوی کی دو قسمیں ہیں فضول یا غیر فضول، فضول کا بھی عنقریب ذکر کریں گے غیر فضول وہ چیزیں ہیں کہ حالت ابتدائی سے مستحیل ہو کر اور صورت بدل کر اعضا میں نفوذ کرتی ہیں ابھی کسی جزو اعضاء مفردہ کے جزو نہیں ہونے پاتی ہیں اور فعل نفوذ کا تمام ہو جاتا ہے ان کی چار قسمیں ہیں **ایک قسم** وہ رطوبت ہے جو اندرون اطراف چھوٹی رگوں کے جو گرد اعضائے اصلیہ کے واقع ہیں محصور ہوتی ہے اور یہ رگیں بوجہ اس رطوبت کے اعضائے اصلی کو رطوبت پہنچانے والی ہیں **دوسری قسم** وہ رطوبت ہے کہ جو اعضائے اصلی میں مثل شبنم پھیلی ہوئی ہے اس کو یہ استعداد ہے کہ غذا اعضا کی ہو جائے جس وقت بدن کو کوئی اور غذا نہ پہنچے اور اس کی بھی استعداد رکھتی ہے کہ اعضائے اصلی کو تری پہنچائے جس وقت بسبب کسی درشت حرکت وغیرہ کے خشکی عارض ہو **تیسری قسم** وہ رطوبت ہے جس کے بستہ ہونے کا زمانہ قریب ہوتا ہے اور یہ رطوبت غذا ہے کہ جو مستحیل بجوہر اعضا ہوتی ہے بجہت مشابہت مزاج کے لیکن ابھی بطور قوام استحالہ تام نہیں پاتی ہے اس لئے کہ قوام تام کے بعد تو اعضا میں شمار کی جائے گی پھر رطوبت اس کو نہ کہہ سکیں گے **چوتھی قسم** وہ رطوبت ہے جو اعضائے اصلی میں داخل ہے ابتدائے نشو سے اسی رطوبت کی جہت سے اتصال اجزاء کا آپس میں ہوتا ہے مبداء اس رطوبت کا نطفہ سے ہے اور مبداء نطفہ کا اخلاط سے اب ہم کہتے ہیں کہ رطوبات خلطیہ محمودہ اور وہ رطوبات جن کو ہم نے فضول تجویز کیا ہے ان کا بھی چار قسموں میں انحصار ہے **ایک قسم** جس

خاص مثل سانچے کے ڈھلا ہوا ہو نہیں آمادہ کیا خصوصاً جیسا کہ مرہ صفرا اور سودا کے واسطے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بلغم نہایت قریب ہے خون سے کل اعضا اس کے محتاج ہیں اس لئے قائم مقام خون کے گردانا گیا اور کوئی عضو کاص کہ جس کی فقط یہی غذا ہو نہیں مخلوق ہوا۔ میں جالینوس کے قول کی شرح اس طرح پر کرتا ہوں کہ اس بلغم کی طرف حاجت دو وجہوں سے ہے ایک تو ضرورت ہے اور دوسرے منفعت ہے ضرورت دو سبب سے ہوتی ہے **ایک سبب** ان میں سے یہ ہے کہ یہ بلغم قریب اعضا کے موجود ہے جس وقت غذا بہم نہ پہنچے وہ غذا جو آمادہ خون صالح ہونے کے ہوتی ہے اور مفقود ہونا اس غذا کا یا بوجہ کسی قدر احتباس کے معدہ اور جگر میں خواہ بذریعہ اور اسباب عارضیہ کے ایسے وقت فقدان غذا میں قوتیں اعضا کی بذریعہ اپنی حرارت غریزی کے متوجہ بطرف اس بلغم کے ہو کر اسے نضج دیگر ہضم کرنے گی اور اس بلغم سے غذائے صالح بنائیں گی اور جس طرح حرارت غریزی اس بلغم کو نضج دیکر منہضم کر کے خون صالح بناتی ہے۔ اسی طرح حرارت غریبہ کبھی اس کو متعفن کر کے فاسد بھی کر دیتی ہے اور اس قسم کی ضرورت مرہ سودا اور صفرا کے واسطے نہیں ہے اس واسطے کہ یہ دونوں بلغم کے اسبات میں شریک نہیں ہیں کہ حرارت غریزی ان کو خون صالح بنا دے اگرچہ اسبات میں ان کو شرکت ضرور ہے کہ حرارت غریبہ دونوں کو مثل بلغم مذکور کے فاسد اور متعفن کر دیتی ہے۔ **دوسرا سبب** یہ ہے کہ یہ بلغم خون سے ملے تا کہ تغذیہ ان اعضا کا جو بلغمی مزاج ہیں کرے وہ اعضا کہ جو خون ان کی غذا ہوتا ہے اس میں ایک معلوم حصہ بلغم کا ہونا واجب ہے مثل دماغ کے اور یہ بات مرہ صفرا اور سود کے واسطے بھی موجود ہے اور منفعت اس بلغم کی یہ ہے کہ اعضا اور مفاصل جو کثیر الحرکت ہیں۔ بذریعہ اس بلغم کے تر رہیں اور ان کو بسبب حرارت اور احتکاک (یعنی ٹکرانے کے) خشکی عارض نہ ہو اور یہ منفعت دراصل منتہائے ضرورت پر واقع ہے۔ بلغم جو غیر طبعی ہوتا ہے کچھ اس میں سے فضلہ مختلف القوام ہوتا ہے یہاں تک کہ حس بھی اس

ہوتا ہے کہ بجائے لفظ (او) کہ جو تقسیم کے معنے پیدا کرتا ہے اصل عبارت جالینوس میں لفظ (داؤ) ہے اب اس وقت معنے عبارت کے یہ ہوں گے کہ یہ بلغم بجہت اپنی عفونت کے مع ایک مائیت کے جواس میں ملتی ہے نمکین ہو جاتا ہے اس وقت کلام جالینوس کا صحیح المعنے اورتام ہو جاتا ہے ایک بلغم ترش بھی ہوتا ہے جیسے بلغم حلو کی دو قسمیں بیان ہوئیں ایک تو وہ کہ جس کی حلاوت لذاتہ ہوتی ہے دوسرا وہ کہ اس کی حلاوت کسی امر خارجی کی وجہ سے ہوتی ہے اسی طرح ترش بلغم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ **ایک قسم** تو بسبب ملنے ایک شے غریب کے حاصل ہوتی ہے یعنی سودائے حامض جس کا ذکر ہم آگے کریں گے وہ ملتا ہے۔ **دوسری قسم** میں ترشی کسی امر ذاتی کی وجہ سے ہوتی ہے وہ امر ذاتی یہ ہے کہ اس بلغم شیریں کو یا جو بلغم کہ شیریں ہونے والا ہے ایک قسم کا غلیان اور جوش عارض ہو جیسے اور عصارات شیریں میں جوش آتا ہے بعد اس کے ترشی پیدا ہو ایک قسم بلغم کی عفص یعنی بکھٹی ہوتی ہے یہ عفوصت کبھی بسبب برودت ذاتی کے جو بلغم کو عارض ہوتی ہے پیدا ہوتی ہے اس کا مزہ مائل بعفوصت ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس کی مائیت منجمد ہو کر بجہت یبس کے اس کا استحالہ تھوڑا سا ارضیت کی طرف ہو جاتا ہے اور اس وقت حرارت اتنی ضعیف تو ہوتی نہیں جو اس کو جوش میں لاکر ترش کردے ورنہ حرارت ایسی قوی ہوتی ہے جو اس کو نضج تام دے اسی جہت سے وہ عفص رہ جاتا ہے۔ بلغم کی ایک قسم زجاجی بھی ہے جو ثخین اور غلیظ مثال زجاج گداختہ کے ہوتا ہے لزوجت اور ثقل میں اور کبھی ترش ہوتا ہے اور کبھی نہایت بے مزہ اور شاید اس بے مزہ بلغم میں سے غلیظ وہی بلغم خام ہے یا اس کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے یہ قسم بلغم کی وہ ہے کہ پہلے مائی اور بارد تھی اور عفونت اس میں پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ اس میں کوئی اور چیز ملی تھی بلکہ الگ الگ ایک جگہ بند پڑا تھا یہاں تک کہ غلیظ اور گاڑھا ہو گیا اور برودت اس کی بڑھ گئی اوپر کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ بلغم فاسد کی بلحاظ طعم کے چار قسمیں ہیں مالح حامض عفص مسیخ یعنی نمکین ترش بکھٹا بے مزہ اور بجہت قوام

کے بھی بلغم کی چار قسمیں ہیں مائی زجاجی مخاطی جصی اور بلغم خام مخاطی میں داخل ہے

صفرا بھی طبعی ہوتا ہے اور ایک بطور فضلہ کے غیر طبعی بھی ہوتا ہے صفرا طبعی خون کا رغوہ یعنی کف ہے سرخ رنگ ناصع یعنے خالص اور سبک اور تیز ہوتا ہے جس قدر اس خلط میں گرمی زیادہ پہنچتی ہے سرخی زیادہ بڑھتی ہے جس وقت جگر میں پیدا ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔**ایک قسم** اس کے ہمراہ خون کی رگوں میں چلی جاتی ہے۔

دوسری قسم صاف ہو کر مرارہ کو پہنچتی ہے اور جو حصہ خون کے ساتھ جاتا ہے اس کے جانے کی ایک ضرورت ہے اور ایک منفعت ضرورت تو یہ ہے کہ خون کے ساتھ مل کر جو اعضا بنظر اپنے مزاج کے مستحق اس بات کی ہیں کہ ان کی غذا میں ایک جزءصالح صفرا کا داخل ہو ان اعضا کا یہ جزو تغذیہ کرتا ہے جس قدر کہ تقسیم میں اس عضو کو اس سے حصہ پہنچتا ہے مثل ریہ کے اور منفعت اس کی یہ ہے کہ خون کو لطیف کر کے اس کو تنگ راہوں میں نفوذ کی قابلیت بخشے جس قدر صفرا صاف ہو کر مرارہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کا جانا بھی بنظر ضرورت اور منفعت کے ہے ضرورت بہ نسبت تمام بدن کے تو یہ ہے کہ فضول صفراوی سے تمام بدن کی تخلیص ہو جاتی ہے اور محفوظ رہتا ہے اور بحسب عضو خاص کے یہ ضرورت ہے کہ مرارہ کا تغذیہ کرتا ہے منفعت اس کے مرارہ میں جانے کی دو ہیں **ایک** یہ ہے کہ امعاء کو ثقل اور بلغم لزج سے دھو کر صاف کر دیتا ہے **دوسری** یہ ہے کہ امعاء میں لذع یعنے خلش پیدا کرتا ہے اور اسی طرح عضل مقصد میں لذع پیدا کرتا ہے تا کہ اس کو حاجت براز کی محسوس ہو اور واسطے قضائے حاجت کے اسے حاجت مند کر کے اٹھائے اسی وجہ سے اکثر جب سدہ اس مجرے میں پڑتا ہے جو مرارہ سے امعاء تک اترا ہے قولنج عارض ہوتا ہے صفرائے غیر طبعی اس کی ایک قسم یہ ہے کہ خروج اس کا طبیعت سے بہ سبب کسی غریب شے کے ہو جو اس سے ملے اور ایک قسم یہ ہے کہ سبب اس کے خروج کا مزاج طبعی سے خود اس کی ذات ہو بایں طور کہ وہ اپنے جوہر ذات میں غیر طبعی ہو۔**پہلی قسم** تو بہت

مشہور و معروف ہے کہ شئے غریب جو اس سے ملتی ہے وہ بلغم ہے اس صفرے کی پیدائش اکثر جگر میں ہوتی ہے اسی قسم اول سے ایک طرح کا صفرا وہ ہے جو بہت کم مشہور ہے اس میں جو شئے غریب ملتی ہے وہ سودا ہوتا ہے مشہور و معروف یا تو مرۂ محیہ ہے اس لئے کہ جو بلغم اس میں ملتا ہے اگر رقیق ہو تو اس سے مرۂ صفرا پیدا ہوتا ہے اور اگر بلغم غلیظ اس سے ملے تو مرۂ محیہ پیدا ہوتا ہے یعنی وہ صفرا کہ جو مشابہ ہے انڈے کی زردی سے اس صفرائے غیر طبعی کی جو غیر مشہور قسم ہے اس کا صفرائے محترقہ نام ہے اس کی پیدائش دو طرح سے ہوتی ہے ایک یہ ہے کہ صفرائی نفسہ سوختہ ہو جائے اور اس میں رمادیت پیدا ہو کہ اس کا جزو لطیف اس رمادیت سے جدا نہ ہو بلکہ رمادیت اس میں تحبس ہو جائے۔ اور یہ بدترین اخلاط ہے اسی کو صفرائے محترقہ کہتے ہیں دوسری صورت اس کی پیدائش کی یہ ہے کہ سودا خارج سے وارد ہو کر اس میں ملجائے یہ بہ نسبت قسم سابق کے اسلم ہے اور رنگ اس قسم کا سرخ ہے مگر خالص نہیں ہے اور نہ اس میں چمک ہوتی ہے بلکہ نہایت مشابہ خون سے ہے فرق اتنا ہے کہ رقیق ہوتا ہے اور کبھی اپنے رنگ سے تغیر بھی ہو جاتا ہے جیسے اسباب رنگ بدلنے والے پیدا ہوں۔ وہ صفرا جو اپنی طبیعت سے خود بخود خارج ہوتا ہے ایک قسم اس میں کی اکثر جب پیدا ہوتی ہے تو جگر میں پیدا ہوتی ہے اور دوسری قسم کی پیدائش جب ہوتی ہے تو معدے میں ہوتی ہے وہ قسم صفرا کہ جس کا تولد اکثر جگر میں ہوتا ہے صنف واحد ہے کہ لطیف خون جس وقت محترق ہو اس سے یہ صفرا پیدا ہوتا ہے اور جو مقدار خون کی احتراق سے کثیف ہو جاتی ہے اس سے سودا بنتا ہے اور جو قسم کہ اکثر معدے میں پیدا ہوتی ہیں اس کی دو قسمیں ہیں کراثی و زنجاری شاید کہ صفرائے کراثی محی کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ محی جس وقت محترق ہوتا ہے تو احتراق اس میں ایک سودا پیدا کرتا ہے اور یہ سیاہی جس وقت زردی سے ملتی ہے درمیانی رنگ ان دونوں کا سبز پیدا ہوتا ہے زنجاری کی پیدائش غالباً اس طرح پر ہوتی ہے کہ جب صفرائے کراثی کے احتراق میں شدت

ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے رطوبات جل کر فنا ہو جاتے ہیں اور رمائل بیاض کی طرف بوجہ خشکی کے ہو جاتا ہے اس لئے کہ حرارت پہلے جسم تر میں یہ اثر کرتی ہے کہ اسے سیاہ کر دیتی ہے پھر جتنی جتنی حرارت بڑھتی جاتی ہے سیاہی کو کم کرتی جاتی ہے اور اس کی رطوبت کو فنا کرتی ہے یہاں تک کہ سفید کر دیتی ہے اس مسئلہ کے ثبوت میں ترلکڑی کی مثال سمجھنی چاہئے کہ پہلے اس کا کوئلہ بنتا ہے اس کے بعد راکھ ہو جاتی ہے وجہ اس کی یہی ہے کہ حرارت جسم تر میں سیاہی پیدا کرتی ہے اور خشک میں سپیدی اور برودت جسم تر میں سفیدی پیدا کرتی ہے اور خشک میں سیاہی یہ دونوں حکم جو ہم نے کراثی اور زنجاری میں کئے ہیں محض تخمینی ہیں صفرے کی زنجاری قسم جمیع اقسام صفرا میں بہت گرم اور نہایت ردی اور بڑی قاتل ہے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قسم جو ہرسمی سے ہے سوداچوتھی خلط ہے طبعی بھی ہوتا ہے اور فضلہ غیر طبعی طبعی دم محمود کا درد ہے اور ثقل اور عکرالدم ہے مزہ اس کا شیریں اور عفص کے درمیان میں ہے جگر میں جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔ **ایک قسم** خون کے ساتھ اعضا میں نفوذ کرتی ہے **دوسری قسم** طحال کی طرف چلی جاتی ہے اور جو قسم کہ خون کے ساتھ نفوذ کرتی ہے اس کی ایک ضرورت ہے اور منفعت بھی ہے ضرورت تو یہ ہے کہ خون سے مل کر بمقدار واجب تغذیہ میں ہر ایک ایسے عضو کے اعضائے بدن سے بکارآمد ہو جس کی غذا میں جزءصالح سودا کا پڑنا ضرور ہے مثل ہڈیوں کے اور منفعت یہ ہے کہ خون کو مضبوط کرے اور تقویت دے اور کثیف کرے طحال کی طرف سودا کی جو قسم جاتی ہے وہ اسی قدر ہوتا ہے کہ جیسے خون اپنے ہمراہ لینے سے چھوڑ دیتا ہے اور اسے مستغنی ہوتا ہے اس کا نفوذ بھی طحال میں بنظر ضرورت اور منفعت دونوں کے ہوتا ہے۔ ضرورت بحسب تمام بدن کے تو یہ ہے کہ تنقیہ فضول کرے اور بحسب ایک عضو خاص کے یہ ہے کہ طحال کی غذا بنے اور منفعت اس کی جب ہوتی ہے کہ جب طحال سے کھنچ کر فم معدے پر پہنچے یہ منفعت دو طرح کی ہے۔ **ایک** تو یہ ہے کہ فم معدہ کو

مضبوط کرتا ہے اور تکثیف وتقویت اس کی کرتا ہے **دوسری** یہ کہ فم معدہ میں بوجہ اپنے مزۂ خاص کے خارش پیدا کرتا ہے اس وقت معدہ متنبہ گرسنگی پر ہوتا ہے اور بھوک معلوم ہوتی ہے۔ **یہ بھی ضرور جاننا چاہیے** کہ جو صفرا مرارہ کی طرف کھنچتا ہے وہی ہے کہ جس سے خون مستغنی ہوتا ہے اور اس کو اپنی اصلاح میں صفرے کی طرف کچھ حاجت نہیں ہوتی ہے اور جو صفرا مرارہ سے معاء کی طرف کھنچ کر جاتا ہے اس کی مرارہ کو کچھ پروانہیں ہوتی ہے اسی طرح سودا بھی جس قدر طحال کی طرف کھنچ کر جاتا ہے وہی ہے کہ جس کی خون کو کچھ ضرورت نہیں ہے اور جو سودا طحال سے کھنچ کر فم معدہ کی طرف جاتا ہے اس سے طحال بے پرواہوتی ہے اور جس طرح وہ صفرا کہ مرارہ سے امعا کو جاتا ہے قوت دافعہ پر آ گاہی دیتا ہے اسفل معاء سے اسی طرح یہ سودا جو فم معدہ کی طرف کھنچتا ہے قوت جاذبہ پر اوپر سے آ گاہی دیتا ہے۔ فسبحان اللہ احسن الخالقین سودائے غیر طبعی وہ ہے کہ جو بطریق رسوب اور ثقل کے نہیں ہوتا ہے بلکہ بطور خاکستر اور احتراق کے ہوتا ہے اس لئے کہ تر چیزیں جن میں ارضیت ملتی ہے اس میں اجزائے ارضیہ کی تمیز دوطرح پر ہوتی ہے یا بطریق رسوب اور تہ نشینی کے مثال اس کی واسطے خون کے سودائے طبعی سے دی جاتی ہے یا تمیز بجہت احتراق کے ہوتی ہے کہ لطیف متحلل ہو جائے اور کثیف باقی رہے مثال اس کی واسطے خون اور اخلاط کے سودائے فضلی سے دی جاتی ہے جس کا نام مرہ سودا ہے۔ رسوب سوائے خون کے جو اور کسی خلط کے واسطے نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ بلغم میں بوجہ لزوجت کے کوئی چیز تہ نشین نہیں ہوتی مثل تیل کے اور صفرے میں رسوب بجہت لطافت اور قلت اجزائے ارضیہ کے نہیں ہوتا اور بھی چونکہ صفرا ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور زیادہ اجزا اس کے خون سے ملے ہوئے تمام بدن میں ہوتے ہیں کہ ان کی تمیز اور انفصال خون سے دشوار ہے اور بھی اس کا رسوب بقدر معتد بہ نہیں دریافت ہوسکتا ہے اور اگر متمیز بھی ہو تو رسوب اتنا نہیں ٹھہرتا ہے کہ متعفن ہو اور کسی طرف دفع ہو بس جس وقت متعفن ہو

لطیف اس کا متحلل ہو اور کثیف اس کا سودائے حراقیہ ہو کر باقی رہے کہ جس میں رسوب نہ ہو سودائے فضلیہ کی کئی قسمیں ہیں ۔ **ایک قسم** خاکستر صفرائے حراقیہ کی ہے اور وہ مزہ میں تلخ ہوتی ہے اس سودے میں اور اس صفرے میں جس کا ہم نے صفرائے محترقہ نام رکھا ہے۔ فرق یہ ہے کہ صفرائے محترقہ میں خاکستر مخلوط نہیں ہوتی ہے اور یہ سودا خود خاکستر ہے بذات خود متمیز ہے اور اس کے اجزائے لطیف متحلل ہوتے ہیں۔ **دوسری قسم** سودائے فضلیہ کی رماد بلغم ہے اور بلغم کے اجزائے احتراقی سے پیدا ہوتی ہے اگر بلغم نہایت لطیف مائی ہو اس کی مادیت نمکین ہوگی ورنہ ترش خواہ عفص ہوگی ۔ **تیسری قسم** سودائے فضلیہ کی وہ ہے کہ خاکستر خون اور اسی خون کی حراقت سے پیدا ہوتی ہے یہ قسم نمکین مائل باندک حلاوت ہوتی ہے۔ **چوتھی قسم** سودائے فضلیہ کی خاکستر سودائے طبعیہ کی ہوتی ہے مگر سودائے طبعی رقیق ہو تو اس کی خاکستر خواہ اس کے اجزائے محترقہ بہت ترش ہوں گے جیسے سرکہ جب زمین پر گرتا ہے جوش میں آ کر ایسی ترش بو دیتا ہے کہ اس کی بو سے مکھیاں وغیرہ بھاگتی ہیں اور اگر سودائے طبعی غلیظ ہو تو اس کی رماد اور حراقت میں ترش کم ہوتی ہے بلکہ کسی قدر عفوصت اور تلخی اس کے مزہ میں ہوتی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ قسم سودائے ردی کی تین ہیں ایک قسم سودا کی وہ ہے جو رماد ہے صفرا کی جس وقت صفرا میں احتراق ہو اور لطیف اس کا متحلل ہو جائے اور دو قسمیں وہ ہیں کہ جو اس کے اوپر مذکور ہوئیں وہ سودا جو احتراق بلغم سے پیدا ہوتا ہے دیر میں ضرر کرتا ہے اور اس کی ردالت بھی کم ہوتی ہے اور بہت جلد فساد انگیز سودائے صفراوی ہوتا ہے مگر بوجہ لطافت کے علاج پذیر سب قسموں سے زیادہ ہے باقی دو قسمیں جن کی ردالت اوپر زیادہ تجویز کی گئی اس میں جو زیادہ ترشی رکھتا ہے اسی کی ردالت بھی زیادہ ہے لیکن ابتدا میں اگر اس کا تدارک کیا جائے تو علاج پذیر ہونے کی قابلیت زیادہ رکھتا ہے تیسری قسم ان میں کی جس کا جوش زمین پر گرنے سے کم ہوتا ہے اور ردرنگ اور قیام اس کا اعضا میں کم ہوتا ہے اور مدت دراز

میں منتہی طرف اہلاک کے ہوتا ہے مگر تحلل اس کا بہت دشوار ہے اور نضج پانے میں اس کے نہایت وقت ہے علاج پذیر بھی مشکل سے ہوتا ہے یہی سب قسمیں ہیں اخلاط طبعیہ اور فضلیہ کی جو اوپر بیان ہوئیں۔ **جالینوس** کہتا ہے کہ رائے صائب نہیں ہے اس شخص کی جس نے گمان کیا کہ خلط طبعی فقط خون ہے اور سب اخلاط فضول ہیں ان کی احتیاج بالیقین ثابت نہیں ہے۔ دلیل اس رائے کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ اگر تنہا خون ہی خلط طبعی ہوتا کہ تغذیہ اعضا کا وہی کرتا تو سب اعضا ایک مزاج کے ہوتے اور قوام ان کا متشابہ ہوتا پھر ہڈی میں بہ نسبت گوشت کے سختی زیادہ نہ ہوتی اور چونکہ ہڈی میں سختی زیادہ ہے اس کی اور کوئی وجہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے خون میں آمیزش سودا کی ہوتی ہے کہ جو جوہر با صلابت اور سخت ہے اسی طرح اگر فقط خون سے تغذیہ فرض کیا جائے تو دماغ بہ نسبت گوشت کے زیادہ نرم نہ ہوگا چونکہ نرم ہے اس کا سبب بجز اس بات کے کہ اس کی غذا میں خون کے ساتھ جوہر نرم بلغم کا بھی ملتا ہے اور کچھ نہیں ہے خون کو یہ صفت تو ضرور حاصل ہے کہ جمیع اخلاط کے ساتھ ملا رہتا ہے جب اس کا اخراج کریں تو اخلاط سے متصل ہو کر نکلتا ہے ایک مثال چاروں خلطوں کی محسوسات سے ہم بیان کرتے ہیں۔ برتن میں ایک چیز بھری ہوئی ہے کہ اس میں بطور کف اور پھین کے جو چیز اوپر نظر آئے وہ صفرا ہے اور ایک چیز مثل سپیدی بیضہ مرغ کے ہے وہ بلغم ہے اور ایک چیز تہ نشین ہے وہ سودا ہے اور ایک چیز مائی ہے کہ جس میں رطوبت محسوس ہوتی ہے اور جس کا فضلہ بول میں دفع ہوتا ہے یہ مائیت داخل اخلاط میں نہیں ہے کیونکہ پیدائش مشروبات سے ہوتی ہے جو غذائے بدن نہیں ہوتی حاجت مشرب کی طرف اسوجہ سے ہے کہ غذا کو رقیق کرکے اس کو نفوذ کے قابل کر دے اور خلط کی پیدائش تو ماکول اور مشروب دونوں سے ہوتی ہے مگر وہ مشروب جو غاذی ہو۔ غاذی کے یہ معنی ہیں کہ بالقوۃ شبیہ ہو اجزائے بدنی کے جو چیز بالقوۃ شبیہ بدن انسان کے ہے وہ جسم مرکب ہے نہ بسیط اور پانی بسیط ہے اس ہمت سے یہ غاذی نہیں ہوسکتا

ہے۔ بعض کم فہم آدمی ایسا گمان کرتے ہیں کہ قوت بدن کی کثرت خون کے تابع ہے اورضعف بدن تابع قلت خون کے ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ معتبر یہ ہے کہ بدن کوخون سے کسی قدر نصیب اور حصہ پہنچتا ہے اور بعض لوگ ایسا گمان کرتے ہیں کہ اخلاط میں جس وقت زیادتی یا کمی ہو بعد ایں کہ جومقدار مناسب ان کے بدن کے واسطے ہے اس نسبت پر پوری ہوچکیں جب بھی صحت محفوظ رہتی ہے یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے بلکہ ضرور ہے ہر خلط کے واسطے کہ باوجودیکہ وہ مقدار مناسب پر ہواس کے واسطے ایک مقدار محفوظ ہونی چاہیے جس کی نسبت کسی دوسری خلط سے نہ لیجاوے بلکہ اس کی مقدار فی نفسہ لی جاتی ہے اخلاط کے بیان میں بہت سے مباحث ایسے باقی رہ گئے ہے کہ جوطبیبوں کے درجہ کے موافق نہیں ہیں ان سے فلاسفہ طبعی بحث کرتے ہیں۔

فصل دوسری تعلیم چوتھی کیفیت تولد اخلاط کے بیان میں:

جاننا چاہیے کہ ہضم غذا کا بسبب مضغ یعنی چبانے کے ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ منھ کی سطح معدے کی سطح سے متصل ہے بلکہ یہ دونوں سطحیں گویا ایک ہی ہیں اور اسی معدے کی سطح سے منہ کی سطح میں بجہت شدت اتصال کے قوت ہاضمہ موجود ہوتی ہے اگر چہ اس قدر نہیں ہے جو معدے میں آتا ہے تاہم جس وقت کہ چبائی ہوئی چیز کو سطح اندرونی فم کی ملتی ہے کسی قدر اس میں تغیر پیدا کرتی ہے اس تغیر کا معین آب دہن بھی ہوتا ہے کہ جسے فائدہ نضج کا حرارت غریزیہ جو اس میں واقع ہے دیتی ہے کسی واسطے گیہوں کو اگر منہ میں چبا کر دنبل یا اور جراحت پر لگائیں جتنا یہ فائدہ کرے گا اگر گیہوں کو پیس کر پانی میں بھگو کر خواہ پکا کر لگائیں اتنا مفید نہ ہوگا طبیبوں نے کہا ہے کہ اس بات پر دلیل کی چبائی ہوئی چیز میں کسی قدر نضج قبل از انحدار شروع ہوجاتا ہے یہ ہے کہ بعد چبانے کے اس کا اصلی مزہ اور بو باقی نہیں رہتی پھر جب انحلد ار اس کا معدے میں ہوتا ہے وہاں جا کر ہضم تام ہوتا ہے ہضم فقط حرارت معدے سے نہیں

ہوتا ہے بلکہ اور بھی کس قدر حرارت معدے کی داہنی طرف جگر سے یا بائیں طرف طحال سے پہنچتی ہے۔ طحال بھی کبھی فائدہ حرارت دیتی ہے نہ بنظر اپنے عضو اصلی کے بلکہ باعانت شرائین خواہ اوردہ کہ جو اس میں ہیں معدے کو طبخ میں غذا کے قدام یعنے پیش رو سے بھی حرارت پہنچتی ہے وہ حرارت ثرب کی ہے جو ایک عضو شحمی ہے قابل حرارت کا بسرعت ہے بسبب شحم کے اس حرارت کو معدے تک پہنچتا ہے۔ معدے کو بجانب فوقانی قلب سے حرارت پہنچتی ہے اس لئے کہ قلب حجاب کو گرم کر کے اس ذریعہ سے معدے کو گرم کرتا ہے جب غذا ہضم ہوتی ہے تو پہلے بذاتہ اکثر حیوانات میں کیلوس بنتی ہے اور بذریعہ شرکت مشروب کے صورت کیلوسی اس پر طاری ہوتی ہے۔ کیلوس ایک جوہر سیال جو مشابہ ہے آشجو غلیظ کے پھر بعد کیلوس ہونے کے لطیف اس کا معدے سے اور امعا سے جذب ہو کر طرف عروق کے دفع ہوتا ہے ان رگوں کا ماساریقا نام ہے اور یہ پتلی رگیں ہیں سخت اٹریوں کے متصل جب غذا دفع ہو کر ان میں پہنچتی ہے ان میں سے ایک رگ جس کا باب کبد یا دروازہ جگر نام ہے اس میں ہو کر جگر میں نافذ ہوتی ہے کہ اس کے اجزا اور شاخین باب کبد کی جو داخلی اور چھوٹی چھوٹی اور ضعیف مثال بال کے باریک ہیں اور ان کے منہ ملے ہوئے ہیں اجزائے اصول اس رگ کے منہ سے جو پشت جگر سے نکلی ہے اور کوئی چیز ان چھوٹی چھوٹی راہوں کے اندر ہو کر نافذ نہیں ہوتی ہے مگر جس قدر پانی یا کوئی چیز مشروب زائد بقدر حاجت ہم استعمال کرتے ہیں اس لئے کہ بدن کو تھوڑے سے پانے کی ضرورت ہے اور باقی جس قدر پیا جاتا ہے غذا کی تنفید کے واسطے تا کہ غذا رقیق ہو کر باریک رگوں میں صدائے جب غذا ان چھوٹی چھوٹی رگوں کے اندر داخل ہوتی ہے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا سارا جگر اس تمام کیلوس کو ملاقی ہوتا ہے اور مل جاتا ہے اس جہت سے فعل جگر کا اس کیلوس میں شدید اور سریع ہوتا ہے اس وقت اس کیلوس کا پھر طبخ ہوتا ہے اور ہر طبخ میں ایک چیز مثل کف کے اوپر ہوتی ہے اور ایک چیز تہ نشین مثل رسوب کے ہوتی ہے اور

کبھی ان دونوں کے ساتھ اگر طبخ میں افراط ہو جائے ایک چیز محترق اور اگر پورا طبخ نہ ہو تو ایک چیز خام بھی پیدا ہوتی ہے۔ کف تو صفرا ہے اور رسوب سودا اور یہ دونوں طبعی خلط ہیں اور سوختہ چیز میں لطیف صفراے ردی یعنی غیر طبعی اور کثیف سوداے ردی یہ دونوں غیر طبعی ہیں اور خام وہی بلغم اور جو شے صاف ہو کر خوب نضج پاتی ہے وہی خون ہے مگر جب تک جگر میں رہتا ہے نہایت پتلا ہوتا ہے یعنی جتنی غلاظت خون کو لائق ہے اتنی نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ وہ مائیت جس کی طرف احتیاج نہیں ہے اس میں ملی ہوتی ہے اور ملنے کا سبب یعنی تنفید غذا اوپر مذکور ہو چکا ہے پھر یہ خون جگر سے جب الگ ہوتا ہے تو اس رطوبت زائد سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے جس کی حاجت واسطے تنفید غذا کے تھی اور اب وہ حاجت مرتفع ہو گئی۔ یہ رطوبت جگر سے کھنچ کر اس رگ میں آتی ہے جو گردوں کی طرف اتری ہے اور اپنے ہمراہ خون اسقدر لاتی ہے کہ جو براہ کمیت اور کیفیت گردوں کی غذا کے لائق ہو۔ اس رطوبت کی چکنائی اور مویت دونوں گردوں کی غذا ہوتی ہے اور جو کچھ اس رطوبت میں باقی رہتا ہے وہ بطرف مثانہ اور احلیل کے آ جاتا ہے۔ خون جس کا قوام اچھا ہوتا ہے ایک بڑی رگ کی طرف سے کہ جو پشت کبد سے نکلی ہے۔ اور وہ میں آتا ہے اور وہ رگیں ہیں ساکن جو کبد سے نکلی ہیں اور وہ سے خون جداول اور وہ میں آتا ہے اور جداول اور وہ سے ہو کر سواقی جداول میں آتا ہے سواقی جداول سے رواضع سواقی میں آتا ہے۔ **مترجم کہتا ہے** جداول اور سواقی اور رواضع کا بیان باب تشریح جگر میں دیکھنا چاہیے یہاں اس کی تفصیل میں طول ہوگا۔ **متن** پھر رواضع سے خون نکل کر پتلی پتلی رگیں جو مثل بال کے ہیں اس میں آتا ہے ان رگوں کے منہ سے اعضائے جسم میں مترشح ہوتا ہے یہ اندازہ مقرر کیا ہوا اس حکیم کا ہے جس کی حکمت سب پر غالب ہے۔ خون کی پیدائش کا سبب فاعلی حرارت معتدلہ ہے اور سبب مادی غذا میں جو معتدل حصہ نکلے اور سبب صوری نضج کامل ہے اور اس کی علت غائی بدن کا غذا دینا صفرائے طبعی جو کف خون کا

ہوتا ہے اس کا سبب فاعلی حرارت معتدلہ اور صفرائے محترقہ کا سبب فاعلی حرارت ناری مفرط یعنے زائد خصوصاً وہ حرارت جو جگر میں ہوتی ہے اور سبب مادی غذا میں جو چیز لطیف اور حار اور حلوا اور چرب اور تیز ہے اور سبب صوری نضج کا بے حد افراط پہنچ جانا اور علت غائی ضرورت اور منفعت دونوں کا ذکر فصل اول میں ہو چکا ہے۔ بلغم کا سبب فاعلی نقصان حرارت کا ہے اور سبب مادی اس کا جو غذا کہ غلیظ بارد رطب بالزوجت ہو اور سبب صوری بلغم کا ملی نضج کی ہے اور علت غائی ضرورت اور منفعت جو اوپر بیان ہوئی ہے سودائے طبعی کا سبب فاعلی حرارت معتدل اور سودائے محترقہ کا جو حرارت حد اعتدال سے بڑھ جائے اور سبب مادی سودا کا جو غذا کہ غلیظ ہو اور رطوبت اس میں نہ ہو ایسی غذا اگر گرم مزاج ہو واسطے تولد سودا کے سبب قوی ہوتی ہے اور سبب صوری اس کا ثفل جو تہ نشین ہوتا ہے دو وجہوں سے یا اس میں سیلان نہیں ہوتا ہے یا متحلل نہیں ہوتی ہے اور علت غائی اس کی وہی ضرورت اور منفعت ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔ سودا اکثر بجہت حرارت جگر کے پیدا ہوتا ہے یا طحال میں ضعف ہو جائے یا برودت ایسی پہنچے کہ اخلاط میں انجماد پیدا کرے یا زمانہ دراز احتقان میں گزرے یعنی اخلاط بدن میں مختنق اور بستہ رہیں کہ ان کا خروج کسی استفراغ کے ذریعہ سے نہ ہو یا امراض بہت پیدا ہوں اور مدت میں ان کے طول ہو کہ اخلاط کو خاکستر کر دیں جس وقت سودا میں کثرت ہو اور درمیان جگر اور معدے کے ٹھہرے خون اور اخلاط جیدہ کا تولد کم ہوتا ہے اسی جہت سے بدن میں خون کم نظر آتا ہے۔ اس بات کا جاننا ضرور ہے کہ حرارت اور برودت تولد اخلاط کے سبب فاعلی ہیں مع دیگر اسباب کے مگر حرارت معتدلہ خون کو پیدا کرتی ہے اور افراط حرارت سے صفرا پیدا ہوتا ہے اور نہایت افراط حرارت سے سودا پیدا ہوتا ہے بجہت فرط احتراق کے اور برودت بلغم کو پیدا کرتی ہے زیادہ برودت سے سودا پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ زیادتی انجماد کی ہوتی ہے۔ **یہ بھی جاننا ضروری ہے** کہ جو قوتیں منفصلہ ہیں بمقابلہ قوتوں فاعلہ کے ان کی رعایت

بھی کرنی چاہیے اوراس بات پر اعتقاد کر دینا واجب نہیں ہے کہ ہر مزاج اور مرکب سے اس کی شبیہ بالاصالت پیدا ہوتی ہے۔اور ضداس مزاج کی بالعرض اس سے نہیں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ مزاج کو ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ اپنی ضد کو بالعرض پیدا کرتا ہے چنانچہ باردیابس مزاج رطوبت غریبہ کو پیدا کرتا ہے جو اس کے ضد ہے اور یہ فعل اس مزاج کا بوجہ مشاکلت اور مشابہت کے نہیں ہے بلکہ برودت اور یبوست کی وجہ سے چونکہ ضعف ہضم پیدا ہوتا ہے اور طبخ کامل جس سے جذب رطوبات نہیں ہونے پاتا اس جہت سے رطوبت غریب پیدا ہوتی ہے بالاصالت یہ رطوبت لازم ہے عدم نضج کو جو لازم ہے برودت اور یبوست کو مثال اس کی ایک آدمی نحیف وضعیف ہوتا ہے جس کے جوڑ بند ڈھیلے اور بال بدن پر کم اور ملمس سرد و نرم و نازک اور رگیں تنگ اور اسی بالعرض کے مشابہ ہے جو سن شیخوخت میں بلغم پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ مزاج شیخوخت کا درحقیقت باردیابس ہے اور بلغم کی رطوبت بلحاظ یبس مزاج کے رطوبت غریبہ معلوم ہوتی ہے۔**یہ بھی جاننا بہت ضروری ہے** کہ واسطے خون کے اور جو خلط ہمراہ خون کے رگوں میں جاری ہوتا ہے ایک ہضم تیسرا بھی ہے علاوہ ان دو ہضموں کے جو اوپر مذکور ہوئے اور جس وقت یہ خون مع دیگر اخلاط کے اعضا پر تقسیم ہوتا ہے پس جبکہ ہر عضو کو حصہ خاص پہنچتا ہے اس وقت ایک ہضم چوتھا بھی ہوتا ہے۔**پہلا ہضم** جو معدے میں ہوتا ہے اس کا فضلہ براز ہے جو براہ معا دفع ہوتا ہے۔**دوسرا ہضم** جو کبد میں ہوتا ہے اس کا فضلہ بیشتر تو براہ بول دفع ہوتا ہے اور باقی بطرف طحال اور مرارہ کے جاتا ہے۔ **تیسرا اور چوتھا ہضم** کا فضلہ بذریعہ تحلل کے دفع ہوتا ہے کہ وہ محسوس نہیں ہے یہ پسینہ اور میل انہیں دونوں ہضموں کا فضلہ ہے جو منافذ محسوسہ مثل ناک اور کان کے یا منافذ غیر محسوسہ مثل مسامات کے دفع ہوتا ہے خواہ منافذ غیر طبعی شگافہائے اورام منفجرہ کے خواہ وہ زائد چیزیں جو بدن سے اگتی ہیں مثل بال اور ناخن کے ان کی راہ سے دفع

میں بھی کیفیت رکھتا ہے پارۂ گوشت بھی گوشت کہلاتا ہے اور عصب یعنی پٹھے اپنے کسی جزء سے بھی یہی کیفیت رکھتے ہیں اور ہڈی بہ نسبت اپنے اجزا کے اسی صفت پر ہے اور جو عضو مثل ان تینوں کے ہو وہ عضو مفرد ہے اور ان اعضائے مفردہ کو اعضائے متشابہتہ الاجزاء بھی کہتے ہیں اور اعضائے مرکبہ وہ اعضا ہیں جن کے جزو اور کل کا نام اور ان کی حد ایک سی نہ ہو جیسے ہاتھ پانوں منہ کو منہ کے جزو کو منہ نہیں بولتے اور ہاتھ کے جزو کو ہاتھ نہیں کہتے ان اعضائے مرکبہ کو اعضاء آلیہ بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ یہ اعضا آلہ ہیں واسطے نفس کے اس کی حرکات اور افعال کے تمام ہونے کے واسطے اول اعضائے متشابہتہ الاجزاء سے ہڈی ہے یہ سخت پیدا کی گئی اس واسطے کہ بنائے قیام بدن اور ستون اس کے حرکات کا ہے اور اس کی بعد غضروف یعنی کری وہ بہ نسبت ہڈی کے نرم ہے اور لچکتی ہے اور بہ نسبت تمام اعضا کے سخت ہے فائدہ اس کی خلقت کا یہ ہے کہ ہڈیوں کا اعضائے نرم سے متصل ہونا بوجہ احسن انجام پائے ایسا نہ ہو کہ سخت اور نرم دو چیزیں بے کسی درمیانی شئے کے ترکیب پائیں کہ نرم کو سخت سے اذیت پہنچے خصوصاً جس وقت کہ چوٹ لگے یا تنگ جگہ میں دباؤ پہنچے بلکہ ترکیب مناسب یہ ہے کہ درجہ بدرجہ سختی گھٹتی جائے اور نرمی بڑھتی جائے جیسے ترکیب شانہ کی ہڈی میں اور شراسیف کے اضلاع خلف میں اور جیسی نرم ہڈی حنجرہ کے نیچے قص یعنے استخوان سرسینہ کے ایک یہ بھی فائدہ خلقت غضروف سے ہے کہ اس کی جہت سے مفاصل جو آپس میں قریب قریب ہیں اور ایک دوسرے کو صدمہ رگڑ کا پہنچتا ہے اس میں انتظام پیدا ہو کہ وہ بجہت صلابت کے ریزہ ریزہ نہ ہو جائیں اور ایک یہ بھی فائدہ خلقت غضروف سے ہے کہ جس وقت کوئی عضل کسی ایسے عضو کی طرف کھینچتا ہے کہ جس میں ہڈی نہ ہو تو غضروف پر اعتماد کرتا ہے اس کشش میں غضروف سے قوت پاتا ہے جیسے عضل اجفان یعنی پلکوں کے کوئے اس جگہ پر غضروف ان کے عضلات کے واسطے ستون اور دعامہ یعنے اڑانا ان کے اوتار کے واسطے لگائے گئے ہیں کبھی اکثر مقامات میں احتیاج ہوتی

ہے کہ ایک شئے جو بہت قوی نہ ہو جیسے حنجرہ میں اس کے واسطے ایک اعتماد حاصل ہو غضروف کے بعد سختی میں عصب یعنی پٹھہ شمار کیا جاتا ہے وہ جسم ہے کہ جس کا محل نبات یا مقام روئیدگی دماغ ہے یا نخاع رنگ اس کا سفیدی تری لئے ہوئے کہ پیچیدگی میں تو نرم ہوتا ہے اور جدا ہونے میں سخت اس کی خلقت اس غرض سے ہوئی ہے کہ اعضا کا احساس اور حرکت تمام ہو بعد پٹھہ کے اوتار ہیں یہ اجسام عضل کے اطراف سے پیدا ہوتے ہیں اور مشابہ ہیں پٹھوں کے اور جتنے اعضا متحرک ہیں ان سے ملتے ہیں کبھی اعضائے متحرکہ مذکورہ کو کھینچتے ہیں اس جذب میں جو بجہت تشنج عضلہ کے ہوتا ہے بابوجہ اجتماع عضل کے اور رجوع کرنے عضل کے طرف پشت کے وہ جذب پیدا ہوتا ہے اور کبھی اعضائے متحرکہ کو ڈھیلا کر دیتے ہیں وہ استرخائے جو بواسطہ انبساط عضل کے جس وقت وہ اپنی ہیئت اصلی کی طرف پھرے درکار ہے خواہ مقدار طول میں جس وقت عضلہ کے بڑھنے کی ضرورت ہو اور جو وضع طبعی عضلہ کی مقرر ہے اس پر باقی رہے اس وقت بھی یہی اوتار فائدہ استرخاء کا دیتے ہیں جس طرح ہم یہ حس بصر معلوم کرتے ہیں اس کیفیت کو بعض عضلات میں یہ اوتار اکثر مرکب اس پٹھہ سے ہیں کہ جو عضلہ میں نافذ ہو کر اس کے دوسرے جانب نکل جائے اور بھی ان جسموں سے ان کی ترکیب ہے کہ جن کا ذکر ہم اوتار کے بعد کریں گے اور وہ رباطات ہیں رباطات بھی جسم عصابی دیکھنے اور ملمس کرنے سے معلوم ہوتے ہیں ہڈیوں سے آ کر طرف عضل کے پہنچتے ہیں اور وہاں پر بھی رباطات مع اعصاب اور اوتار کے مجتمع ہو کر ریشہ ریشہ کر کے بطور لیف کے ملحق ہوتے ہیں ان میں سے جو متصل عضلہ کے ہوتے ہیں اس پر گوشت آ جاتا ہے اور عضلہ سے جدا ہوتے ہیں منفصل تک خواہ عضو متحرک تک وہ بذات خود جمع ہو کر وتر کوٹتے ہیں یہ رباطات جن کا ہم نے ذکر کیا یہ بھی اجسام مشابہ عصب ہوتے ہیں بعض کو ان میں سے مطلق رباط کہتے ہیں اور بعض ان میں کا باسم عصب نام رکھتا جاتا ہے جو رباط کھنچ کر عضلہ تک پہنچتا ہے اس کا فقط رباط نام رکھا گیا

اور جو رباط عضلہ تک نہیں پہنچتا ہے بلکہ اس نے دونوں کنارے دو ہڈیوں مفصل کا وصل کر دیا خواہ اور اعضا کے درمیان میں وصل پیدا کیا اور مضبوط باستواری ایک چیز کے ملنے کو دوسری چیز سے کرے یہ رباط با اینکہ رباط بھی اسے کہتے ہیں باسم عصب مخصوص ہوتا ہے رباطات میں کسی ایک کو بھی حس مطلق نہیں ہے اس مصلحت سے تا کہ اس کو اذیت نہ پہنچے اس حرکت سے اور رگڑنے سے جو بکثرت اس کو لازم ہے رباط کی منفعت اوپر کے بیان سے معلوم ہو چکی اس کے بعد شریانات ہیں یہ اجسام دل سے اگتے ہیں اور کھنچے ہوئے بطرف اعضا کے اور مجوف طولانی ہوتے ہیں اور عصابی ہیں کہ جن کا جوہر رباطی ہے ان کے واسطے حرکت انبساطی اور انقباضی دونوں ہیں ان دونوں حرکتوں کا فصل اور جدائی سکونات سے ہوتا ہے ان کی خلقت کا فائدہ یہ ہے کہ قلب میں ہوا پہنچا کر ترویح کریں اور بخار دخانی جو قلب میں پہنچتا ہے اسے دفع کریں اور درج کو تمام اعضا پر تقسیم کریں ان کے بعد اوردہ ہیں یہ رگیں خلقت اور مشابہت میں مثل شریان کے ہیں لیکن یہ جگر سے اگتی ہیں اور ساکن ہیں ان کی خلقت کا فائدہ یہی ہے کہ خون کو تمام اعضا پر تقسیم کریں ان کے بعد اغشیہ ہیں جن کی بناوٹ غیر محسوس عصبانی ریشوں سے جن کا حجم باریک ہے ہوتی ہے یہ جھیاں پہن دار مخلوق ہوئی ہیں تا کہ اجسام کی سطحوں کو ڈھانپ لیں اور ان سب کے اوپر پہنچ جائیں اس میں کئی منفعتیں ہیں ازانجملہ یہ منفعت ہے کہ وہ اجسام اپنی شکل اور ہیئت پر باقی رہیں ازانجملہ یہ بھی ہے کہ ایک عضو کو دوسرے عضو سے تعلق ہو جائے اور ربط پیدا کرے یہ جھلی بواسطہ عصب اور اس رباط کے جو فراہم ہوا ہے ان اعضا کے ریشوں تک پس اس کی بناوٹ اسی رباط سے پوری ہو گئی ہے جیسے گروہ اعضائے پشت سے ازانجملہ یہ منفعت ہے کہ جو اعضا اپنے جوہر ذاتی میں فاقد الحس میں یعنی حس نہیں رکھتے ہیں ان کے واسطے یہ جھلی بالعرض ایک سطح حساس بذات ہو کر جو چیز اس عضو عدیم الحس کو ملے خواہ جو بات اس جسم میں حادث ہوتیں یہ جھلی لپٹی ہے اس کو بالعرض دریافت کر لے

اور جن اعضا کو ہم نے فاقد الحس کہا ہے اور ان پر یہ جھلی لپٹی ہے وہ یہ ہیں ریہ جگر طحال دونوں گردے کہ یہ سب ذاتی حس نہیں رکھتے ہیں جن چیزوں کی حس انہیں ہوتی ہے بذریعہ انہیں جھلیوں کے ہوتی ہے جو ان پر لپٹی ہیں جب ان اعضا میں کوئی رنج یا کسی قسم کا ورم پیدا ہو فوراً محسوس ہو جاتی ہے رنج کو تو جھلی بالذات ادراک کر لیتی ہے بذریعہ تمدد کے جو جھلی میں اس وقت پیدا ہوتا ہے اور ورم کا احساس جھلی تو بالذات نہیں کرتی ہے مگر مبدء جھلی کا یعنی معلق ہونا اس کا یعنی جہاں سے وہ لٹک رہی ہے اس کے ذریعہ سے بالعرض کرتی ہے اس واسطے کہ جس عضو میں ورم ہے بوجہ ثقل کے اس میں ایک رجحان اور میل ایسا پیدا ہوتا ہے کہ مبدء غشا تک اس کا اثر پہنچتا ہے۔ بعد جھلی کے گوشت ہے وہ ایک بھرتی ہے روزن دار یہ سب اعضا بدن میں رکھے گئے اور قوتیں ان کی جن پر اعتماد بدن کا ہے بدن میں مقرر کی گئیں۔ ہر عضو کو ایک قوت اصلی اور غریزی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر عضو کی تغذی یعنی اس عضو کا غذا پانا تمام ہوتا ہے اور تغذی جذب غذا کرنا اور اس کا ٹھہرالینا اور اس کی صورت بدل کر اپنے مشابہ کر لینا اور اس مشابہ صورت کو اپنے میں ملالینا اور فضلہ کو دفع کر دینا اتنے افعال سے تمام ہوتی ہے اور بعد تغذیہ کے اعضا کی قوتوں میں اختلاف ہے بعض اعضا کو علاوہ تغذی کے اور ایک قوت ہے کہ وہ قوت اس کے غیر سے بطرف عضو کے پہنچتی ہے اور بعض اعضا ایسے ہیں کہ ان میں یہ قوت نہیں ہے جس وقت یہ اعضا آپس میں مرکب ہوتے ہیں کبھی ایک عضو قابل اور معطی پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی معطی غیر قابل پیدا ہوتا ہے اور کبھی قابل غیر معطی پیدا ہوتا ہے اور کبھی ایسا عضو پیدا ہوتا ہے کہ قابل ہوتا ہے اور نہ معطی

مترجم کہتا ہے قابل کسی عضو کو اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ کسی چیز کو یا کسی وصف کو اپنے غیر سے قبول کرے اور معطی اس کو کہتے ہیں جو کسی قوت یا وصف کو دوسرے کو عطا کرے اور بلحاظ ان دو وصفوں ثبوت اور سلب کے از روئے تقسیم عقلی یہی چار صورتیں نکلتی ہیں۔ **متن** پیدا ہونا عضو قابل معطی کا ایسا بدیہی ہے کہ اس میں کسی

کو شک نہیں ہے اس لئے کہ دماغ اور جگر دو ایسے عضو ہیں کہ بالا جماع یہ دونوں قابل قوت حیات اور حرارت غریزی اور روح کے قلب سے ہیں یعنی قلب جو مبدءقوت حیات اور حرارت غریزی اور روح کا ہے اس سے ان قوتوں کو قبول کرتے ہیں اور اسی طرح دماغ اور جگر مبدءایک قوت کے ہیں کہ اس قوت کو اپنے غیر کو عطا کرتے ہیں یعنی معطی ہیں۔ دماغ مبدءحس کا ہے علیٰ الاطلاق ایک قوم کے نزدیک اور ایک قوم کے نزدیک علی الاطلاق مبدءحس کا نہیں ہے اور جگر تغذیہ کا مبدءعلی الاطلاق ہے ایک قوم کے نزدیک اور بعض کہتے ہیں کہ جگر مبدءتغذیہ کا علی الاطلاق نہیں ہے وہ عضو کو جو قابل ہے اور معطی نہیں ہے اس کے وجود میں شک کرنا اس سے بھی زیادہ بعیدتر ہے کہ کوئی شخص عضو قابل معطی کے وجود میں شک کرے۔ گوشت ایسا عضو ہے کہ قابلیت قوت حس وحیات کی رکھتا ہے اور کسی قوت کا مبدءنہیں ہے جو اور کسی عضو کو عطا کرے اور اس کا معطی کہلائے۔ اب دو قسمیں جو باقی رہیں ان میں سے ایک کے وجود میں یعنی معطی غیر قابل کے درمیان اطباء اور کبراء فلاسفہ کے اختلاف واقع ہے اکبر فلاسفہ یعنی ارسطاطالیس کہتا ہے کہ یہ عضو قالب ہے اور اصل اول ہر قوت کی ہے اور سب اعضا کو قوت تغذیہ اور حیات اور ادراک اور حرکت کی دیتا ہے اور خود قابل کسی قوت کا دوسرے عضو سے نہیں ہے یہ غیر قابل اور معطی ہے۔ اطباء اور بعض متقدمین فلاسفہ نے ان قوتوں کو اعضا میں براسہ تجویز کیا ہے ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ قلب معطی ان قوتوں کا ان اعضا کو نہیں ہے اور ایسا کوئی عضو نہیں ہے جو معطی غیر قابل ہو۔ ہمارے نزدیک قول اول براہ تحقیق اور تدقیق نظر کے اصح معلوم ہوتا ہے اور قول اطبا کا بادی النظر میں اظہر ہے چوتھی قسم کہ جو نہ قابل ہو نہ معطی اس کے وجود میں بھی مابین اطبا اور فلاسفہ کے اختلاف ہے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ ہڈیاں اور گوشت بے حس اور جو چیز مثل ان کے بدن میں ہے ان کی بقا ایسی قوتوں سے ہے کہ انہی میں خاص پائی جاتی ہیں وہ قوت اور اعضاءمعطیہ سے ان کو نہیں پہنچتی مگر یہ اعضا بوجہ ان قوتوں کے اس

حالت پر ہیں کہ جب ان کی غذا ان تک پہنچتی ہے اس کے تصرف اور استحالہ کہ خود بھی اعضا کافی ہوتے ہیں پس یہ اعضا ایسے ہیں ہ نہ کسی کو کچھ دیتے ہیں اور نہ کسی عضو سے کوئی قوت حاصل کرتے ہیں یعنی یہ اعضا نہ معطی ہیں اور نہ قابل ہیں ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ یہ اعضا جو ابھی مذکور ہوئے ان کی قوتیں ذاتی نہیں ہیں بلکہ جگر یا قلب سے یہ قوتیں ان کو پہنچتی ہیں اول خلقت میں اور جب یہ قوتیں پہنچ چکیں اور ان میں جاگزیں ہوئیں پھر ہمیشہ قائم رہتی ہیں طبیب پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ ان دونوں مذہبوں میں سے مذہب حق کی تلاش کرے اور برہان عقلی سے اس اختلاف کو مٹائے اسے بنظر طب کے اس قدر گنجائش نہیں ہے اور نہ اس کے مباحث میں بے اس اختلاف کے مٹے ہوئے کوئی ضرر پہنچے گا اور نہ اس کے اعمال میں بے رفع اس اختلاف کے کوئی مضرت ہے مگر اتنا جاننا اور اعتقاد کرنے میں نسبت اختلاف اول کے طبیب کو کچھ ضرر نہیں ہے کہ قلب مبدء حس وحرکت کا واسطے دماغ کے اور مبد ہ قوت مغذیہ کا واسطے کبد کے ہو یا نہ ہو مگر دماغ خواہ بنفسہ خواہ بعد اعطائے قلب کے مبدء افعال طبعیہ مغذیہ کا ہے بہ نسبت تمام اعضا کے اور دوسرے اختلاف میں بھی طبیب کو اس قدر اعتقاد میں کچھ ضرر نہیں ہے کہ حصول اول قوت غریزی کا ہڈی وغیرہ میں جگر سے ہو خواہ ہڈی وغیرہ بذاتہ اس قدرت کی مستحق ہو یا ان دونوں صورتوں سے کوئی صورت نہ ہو مگر اب اتنا اعتقاد کرنا ضرور ہے کہ بعد تمام خلقت ان اعضا کے فیضان اس قوت کا جگر سے نہیں ہوا کرتا ہے اس طرح کہ اگر راہ آمد وشد قوت کی جگر اور ان اعضا کے درمیان کی بند ہو جائے اور ہڈی کے واسطے ایک غذا موجود ہو جو فعل تغذیہ کا ہڈی نہ کر سکے جس طرح حس وحرکت جس وقت کہ وہ پٹھہ جو دماغ سے آیا ہے بند ہو جائے باطل ہو جاتی ہے بلکہ اب یہ قوت واسطے ہڈی کے بمنزلہ قوت اصلی کے ہو گئی ہے جب تک ہڈی اپنے مزاج پر باقی ہے اب اس وقت ہم طبیب کے واسطے سرخ کیفیت اقسام اعضا کی بیان کرتے ہیں اور بشرح وبسط حال عضائے رئیسہ اور

اعضائے خادمہ رئیسہ اور اعضائے مروسہ بلا خدمت کا اور حال ان اعضا کا جو نہ رئیسہ اور نہ مروسہ ہیں بیان کرتے ہیں۔

اعضائے رئیسہ:

وہ ہیں کہ جو مبدء ہیں اولی قوتوں کے بدن میں اس لئے کہ بدن بنظر اضطرار ان کے طرف بقائے شخص اور نوع میں حاجتمند ہے بحسب حاجت بقائے وہ محض کے اعضائے رئیسہ تین ہیں۔ **قلب** ہے مبدء قوت حیات کا **دماغ** ہے مبدء قوت حس و حرکت کا **جگر** ہے مبدء تغذیہ کی قوت کا اور بحسب بقائے نوع بھی یہ تینوں اعضائے رئیسہ ہیں اور چوتھا عضو جو خاص بقائے نوع کا محتاج الیہ ہے وہ **انثیان** ہے کہ ان کی طرف ایک طرح کا اضطرار بھی ہے اور ایک قسم کا ان سے نفع بھی حاصل ہوتا ہے اضطرار بوجہ تولید منی کے ہے کہ اس سے حفاظت نسل کی قائم ہے اور نفع یہ ہے کہ تمام ہونا ہیئت اور مزاج مرد او رعورت کا جو عوارض لازمہ انواع حیوان کا ہے اور اجزائے ہیئت حیوان میں داخل نہیں ہے انثیین سے ہوتا ہے۔

اعضائے خادمہ رئیسہ:

بعض ان میں کے خدمت مہیہ کرتے ہیں یعنی اس خدمت سے کسی دوسری بات پر آمادگی ہوتی ہے اور بعض اعضائے خادمہ خدمت مودیہ کرتے ہیں خدمت مہیہ کا منفعت نام ہے اور خدمت مودیہ کو خدمت علی الاطلاق کہتے ہیں خدمت مہیہ فعل عضو رئیس پر مقدم ہوتی ہے اور خدمت مودیہ فعل رئیس سے موخر ہوتی ہے اور قلب کے واسطے خدمت مہیہ کرنے والا ریہ ہے اور خادم مودی شرائین ہیں دماغ کے واسطے خادم مہیی جگر ہے اور تمام اعضائے غذا کے اور حفظ روح کا اور خادم مودی دماغ کا عصب ہے اور جگر کا خادم مہیی معدہ ہے اور خادم مودی اوروہ ہیں انثیین کے خادم مہیی وہ اعضا ہیں جو تولید منی کی ان انثیین سے پہلے کرتے ہیں اور خادم مودی انثیین کا مردوں میں احلیل ہے اور وہ رگیں جو درمیان انثیین اور احلیل کے واقع ہیں اسی

طرح عورتوں میں خادم مودی وہ رگیں ہیں جن کی طرف سے منی ہو کر محمل یعنی مکان حمل میں پہنچتی ہے عورتوں کے واسطے رحم ایک عضو زائد ہے جس میں منی کی منفعت تمام ہوتی ہے۔ **جالینوس** کہتا ہے کہ اعضا میں کوئی ایسا عضو ہے کہ اس کے واسطے فقط فعل ہے اور کوئی عضو ایسا ہے کہ جس کے واسطے فقط منفعت ہے فعل نہیں ہے اور کسی عضو کے واسطے فعل و منفعت دونوں ہیں پہلے کی مثال قلب ہے دوسرے کی ریہ تیسرے کی جگر میں اس قول کی شرح کرتا ہوں کلام جالینوس میں فعل سے یہ مراد ہے کہ جو بات تنہا ایک ہی چیز سے تمام ہو جتنی باتیں خواہ افعال حیات شخص خواہ بقائے نوع میں داخل ہیں مثال اس بات کی جس طرح قلب کے واسطے تولید روح کی کہ یہ بات فقط قلب سے تمام ہوتی ہے اور ان چیزوں میں داخل ہے جو بقائے نوع یا حیات شخص میں درکا ہیں اور منفعت سے جالینوس کے قول میں اس جگہ وہ چیز مراد لینی چاہیے کہ جو آمادہ کرے ایک فعل کے قبول کرنے پر کسی دوسرے عضو کو یہاں تک کہ فعل تمام ہو جائے فائدہ دینے میں حیات شخص یا بقائے نوع کے جیسے ریہ ہوا کو آمادہ کرتا ہے کہ قلب کی تروتح کر کے بقائے شخص کا فعل تمام ہو جائے اور جگر پہلے ہضم ثانی کرتا ہے اور ہضم ثالث اور رابع کے واسطے آمادہ کرتا ہے اس چیز کو جو ہضم اول کے فعل کو تمام کرتی ہے تا کہ صلاحیت رکھے یہ شئے منہضم یعنی خون واسطے غذا دینے اسی جگر کے اس وقت کہ یہ جگر اپنا فعل اس میں کر چکے اور وہ فعل تمام ہو چکے اور ایک معین ایسا کرے جس سے ایک فعل آئندہ ہونے والے کا انتظار ہو اور اس فعل معین کو منفعت میں داخل کرنا چاہیے اور اس سے منفعت مراد لینی چاہیے پھر ہم از سر نو بیان اعضا کا شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منجملہ اعضا کے کچھ ایسے اعضا ہیں کہ منی سے پیدا ہوتے ہیں یہی اعضا متشابہتہ الاجزا ہیں سوائے لحم اور شحم کے اور کچھ اعضا ایسے ہیں کہ خون سے پیدا ہوتے ہیں جیسے لحم اور شحم کہ ان کے سوا ہر ایک چیز مرد اور عورت دونوں کی منی سے پیدا ہوتی ہے مگر بنابر قول حکمائے محققین کے نر و مادہ دونوں کی منی سے اعضا

پیدا ہوتے ہیں جس طرح کہ جبن یعنی پنیر کہ انفحہ اور لبن سے پیدا ہوتا ہے اور جیسے مبدء بستگی پنیر کا انفحہ میں ہے اسی طرح بستگی صورت اعضا کا نر کی منی میں ہے اور جیسے مبدء قبول کرنے بستگی یا انعقاد کا دودھ میں ہے اسی طرح مبدء انعقاد صورت اعضا کا یعنی قوت منفعلہ مادہ کی منی میں ہے پھر جس طرح ہر واحد پنیر مایہ اور لبن سے جزء ذاتی جبن کے ہیں جو ان سے بنتا ہے اسی طرح دونوں منی نر و مادہ کی جنین کے جزو واقع ہیں یہ قول تھوڑی سی مخالفت بلکہ بہت سی قول جالینوس سے رکھتا ہے اس لئے کہ جالینوس کی یہ رائے ہے کہ ہر ایک منی نر و مادہ کے واسطے قوت عاقدہ اور منعقدہ دونوں ہیں اور بالہمہ یہ بات ناجائز نہیں ہے اگر ہم کہیں کہ قوت عاقدہ نر کی منی میں قوی تر ہے اور منعقدہ مادہ کی منی میں قوی ہے۔ **مترجم کہتا ہے** چونکہ ظاہر قول جالینوس سے یہ بات برآمد نہیں ہوتی ہے کہ نر کی منی مثل پنیر مایہ کے سبب استحالہ انعقاد کا ہوتی ہے اس لئے شیخ نے قول اول کو جالینوس کے قول کے مخالف تجویز کیا ہے

متن تحقیق اس مسئلہ کی بہ تفصیل تمام ہماری کتابیں جو علوم اصلیہ میں ہیں اور جن میں اصول طبعیات مبرہن ہوئے ہیں ملاحظہ کرنی چاہیے جو خون عورتوں سے ایام حیض میں جدا ہوتا ہے۔ اور اس کو ہم غذا تجویز کرتے ہیں اس میں سے کس قدر مستحیل ہو کر مشابہ جوہر منی اور ان اعضائے اصلیہ کے ہوتا ہے جو منی سے پیدا ہوتے ہیں اور انہیں اعضا کے واسطے غذائے نمود ہندہ ہوتا ہے اور کسی قدر وہ خون اس بات کی تو صلاحیت نہیں رکھتا مگر اس کے لائق ہوتا ہے کہ ان اعضاء کے اندر بستہ ہو جائے اور جس قدر جگہ خالی درمیان اعضائے اولی کے ہے اسے بھر دیتا ہے کہ اس سے لحم اور شحم پیدا ہوتا ہے اور کسی قدر اس خون سے ایسا ہوتا ہے۔ کہ ان دونوں باتوں میں سے کسی کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے پس وقت نفاس تک باقی رہتا ہے کہ طبیعت اس کو بطور فضلہ کے دفع کرتی ہے جس وقت جنین پیدا ہوتا ہے جو خون اس کے جگر کو پیدا کرتا ہے اسی خون فاس کے قائم مقام ہوتا ہے اور اس کے جگر سے وہ چیز پیدا ہوتی ہے جو اس خون

سے پیدا ہوتی ہے اور گوشت جنین کا پیدا ہوتا ہے خون صاف اور پختہ سے اور حرارت اور پیوست اس کو بستہ کرتی ہے شحم کی پیدائش اس خون کی مائیت اور دسومت یعنی چکنائی سے ہے اور برودت اس کو منعقد کرتی ہے اسی واسطے جگ گرمی ہوتی ہے تو پگھل کر نکل جاتی ہے اور جو اعضا ایسے ہیں کہ نر و مادہ دونوں کی منی سے پیدا ہوتے ہیں جس وقت وہ ٹوٹ جائیں پھر بستہ اور درست نہیں ہوتے اور اتصال حقیقی پھر انہیں نہیں پیدا ہوتا مگر بعض عضو کسی حالت میں درست ہوسکتا ہے اور سن صبی میں اس کے انجبار اور بستگی کی امید ہوسکتی ہے ان اعضا کی مثال جیسے ہڈیاں چھوٹے چھوٹے شعبہ اور وہ سو پڑے شعبے اور شرائین کا یہ حال نہیں ہے۔ ان اعضا میں سے اگر کوئی چیز کم ہو جائے پھر اس کے عوض کچھ نہیں اگتا ہے جیسے ہڈی اور پٹھہ جو عضو خون سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ بعد ٹوٹ جانے کے بعد پھر درست ہو جاتا ہے اور متصل ہو جاتا ہے جیسے گوشت اور جو عضو خون سے پیدا ہو اور کسی قدر اس میں منی کی بھی شرکت ہو جب تک زمانہ اس کی خلقت کے بعد زیادہ نہیں گزرتا ہے اگر اس میں کوئی نقصان ہو تو وہ پھر سے پیدا بھی ہو سکتا ہے اور درست بھی ہوسکتا ہے جیسے دانت لڑکے کے مگر جب زمانہ بعید ہو جائے کہ خون کے مزاج پر دوسرا مزاج غالب ہو اس وقت دوبارہ نہیں اگ سکتا ہے۔ یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ جتنے اعضا ذی حس اور متحرک ہیں ان میں سے کبھی کسی عضو کا مبدء حس و حرکت کا ساتھ ہی عصب واحد ہوتا ہے جیسے آنکھ کا پٹھہ کا مبدء حس و حرکت دونوں کا ہے اور کبھی ہر ایک قوت کا مبداء ایک عصب جداگانہ ہوتا ہے یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ جتنے اشیاء جھلی میں لپٹے ہوئے ہیں ان کی غشا کا نسبت اور جائے روئیدگی ایک دو جھلیوں میں سے ضرور ہے یا جھلی سینہ کی یا جھلی شکم کی اور یہ دونوں جھلیاں اندرونی ہیں سینہ کے اندر جتنی چیزیں ہیں جیسے حجاب اور وہ شرامیں ریہ ان کی جھلیوں کا نسبت ہو جھلی ہے کہ وہ مستبطن یعنی اندرونی ہے واسطے اضلاع اور پسلیوں کے اور جو چیز جوف میں اعضا اور عروق کے ہے منبت اس کی جھلیوں کا اندرونی پردہ فصل بطن کا ہے جسے

صفاق کہتے ہیں یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ جتنے عضالحمی ہیں وہ بطور لیف کے ہیں جیسے گوشت عضلہ میں خواہ اول میں لیف نہیں ہے مثل جگر کے جتنی حرکتیں اعضا کی بدن میں ہوتی ہیں کوئی حرکت بے مدد لیف کے نہیں ہوتی حرکت الری بسبب لیف کے ہوتی ہے اور طبعی حرکت جیسے رحم کی خواہ عروق کی اور اسی طرح جو حرکت مرکب طبعی اور ارادی سے ہے جیسے حرکت ازورادی یعنی لقمہ اتار لینے کی یہ سب حرکتیں لیف مخصوص سے تمام ہوتی ہیں کہ جن کے واسطے ہیئت خاص ہے طول اور عرض اور توریب سے جذب اور کشش بسبب اس لیف کے پیدا ہوتی ہے جو دراز ہے اور دفع اس لیف سے پیدا ہوتی ہے جو عرض میں چلی گئی ہے جو عاصر یعنی نچوڑنے والی ہے اور امساک کے واسطے وہ لیف بنائی گئی ہے جو مورب ہیں جن اعضا میں ایک ہی طبقہ ہے مثل اوروہ کے اس کی تینوں قسم کے لیف یعنی لیف جاذب اور دافع اور ممسک ایک دوسرے میں بنی ہوئی ہیں اور جو اعضا دو طبقہ رکھتے ہیں ان کے طبقہ خارجی میں وہ لیف ہوتی ہے جو عرض میں چلتی ہے اور ممتکاول اور مورب طبقہ داخلی میں ہوتی ہے مگر طولی سطح باطن کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ اس وضع پر ان کی خلقت کا یہ سبب ہے تا کہ لیف جذب اور لیف دفع یکجا نہ ہوں بلکہ لیف جذب اور امساک کا یکجا ہونا البتہ مناسب اور اولی ہے مگر انٹریوں میں چونکہ حاجت امساک شدید نہیں ہوتی ہے اس جہت سے لیف جذب اور دفع کی یکجا مخلوق ہوئی ہیں کہ امعاء کو ضرورت شدید جذب اور دفع کی ہے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جن کے اعضائے عصبانی ان اجسام کو محیط ہیں جن کا مادہ عصبانی مادہ سے جدا ہے ان عصبانی اعضا میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو ایک ہی طبقہ رکھتے ہیں اور بعض دو طبقے رکھتے ہیں دو طبقی کئی منفعتوں کے واسطے پیدا کئے گئے۔

پہلی منفعت:

یہ ہے کہ جو عضو ان کے اندر گھرا ہوا ہے نہایت قوت سے حرکت کرتا ہے اس کی حفاظت شق ہو جائے۔ وہی چیز کرے گی جو خود اپنے جسم میں نہایت مضبوط ہو مثلاً

شریان جو ہر وقت بقوت متحرک ہے اس کا محیط دہی عضو عصبانی ہوسکتا ہے جو دو طبقے رکھتا ہو۔

دوسری منفعت:

یہ ہے کہ احتیاج شدید اسباب کی ہے کہ عضو اندرونی جسم عصبانی متحلل نہ ہو اور نکل نہ جائے تحلل کا خوف اس نظر سے ہے کہ اگر ایک ہی طبقے کا جسم محیط ہوتا بسبب نحافت اور کمزوری کے تحلل سے بے خوف نہ ہوتا اور نکل جانے کا خوف اس سبب سے ہے کہ ایک طبقے کا جسم اگر محیط ہو تو پھٹ جانے سے بے خطر نہ ہو گا وہ جسم کے تحلل اور خروج کا خوف ہم نے ذکر کیا روح اور خون ہے جو شرائیں میں رہتا ہے اور یہ دونوں روح اور خون ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی بقا میں کمال احتیاط درکار ہے اور ان کے ضائع ہونے میں نہایت خوف ہے روح تو اگر جسم عصبانی محیط نہ ہو گا بذریعہ تحلیل کے دفع ہو جائے گی اور خون اس کی نامضبوطی کی وجہ سے شق ہو کر نکل جائے گا ان دونوں باتوں میں خطر عظیم ہے۔

تیسری منفعت:

یہ ہے کہ جس وقت کوئی عضو بجہت حرکت قوی کے اس میں جذب اور دفع زیادہ ہو اور اس کو حاجت جسم محیط کی ہو تو اس کے واسطے ایک آلہ بے آمیزش درکار ہے جیسے معدہ اور امعاء۔

چوتھی منفعت:

یہ ہے کہ جب کوئی عضو ایسا ہو کہ اس کے ہر طبقہ سے ایک فعل خاص صادر ہوتا ہو اور وہ چند فعل ایسے ہیں کہ مخالفت مزاج طبقوں سے صادر ہوسکیں تو اس عضو کے طبقات میں جدائی اور اختلاف مناسب ہو گا مثلاً خالق عزوجل کا یہ ارادہ ہو کہ معدے میں دو فعل ایک جس دوسرا ہضم موجود ہو اور حس بدون عضو عصبانی نہیں ہوسکتی اور ہضم بے عضو لحمی ممکن نہیں تھا انہیں دونوں فائدوں کے واسطے معدے میں دو طبقے پیدا کئے

گئے ایک طبقہ عصبی جس سے حس صادر ہوتی ہے اور دوسرا طبقہ لحمی جس سے ہضم صادر ہوتا ہے۔ ان دونوں طبقوں میں طبقہ اندرونی عصبانی ہے اور بیرونی لحمی اس واسطے کہ ہاضم کا اتصال شئے منہضم سے بالقوۃ جائز ہے اور ملاقات یعنی اتصال بالفعل جائز نہیں اور حسّاس کا فعل حس لمس میں بدون ملاقات اور اتصال کے تمام نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ اعضا میں کچھ ایسے عضو ہیں کہ جن کا مزاج قریب بخون ہے پس ان کی غذا ہونے میں خون کو اس کی حاجت نہیں ہے کہ بہت سے استحالات اور تبدلات اختیار کرے تب ان کی غذا بنے جیسے گوشت اس واسطے گوشت میں بہت سے تجاویف اور سوراخ نہیں رکھے گئے کہ اس میں غذا دیر تک ٹھہرے بعد اس کے گوشت اس سے مغتذی ہو بلکہ غذا جس وقت گوشت تک پہنچتی ہے فوراً لحمیت کی طرف مستحیل ہو کر گوشت بن جاتی ہے۔ بعض اعضا ایسے ہیں کہ ان کا مزاج خون کے مزاج سے بہت بعید ہے جیسے ہڈی پس خون کو ایسے اعضا کی طرف مستحیل ہونے میں بہت سے استحالے اور تبدیلات کی حاجت ہوتی ہے۔ تا کہ رفتہ رفتہ مشابہ صورت ہڈی کے ہو جائے اسی واسطے کسی ہڈی میں براہ خلقت ایک تجویف رکھی گئی جس میں اس کی غذا دیر تک ٹھہر کر ہڈی کی ہم صورت ہو کر اس کا جزو بنے جیسے ہڈی ساق اور ساعد کی۔ اور بعض ہڈیوں میں کئی تجویفیں رکھی گئیں جیسے ہڈی فک اسفل یعنی جبڑے کی اور جو اعضا ایسے ہوں یعنی جن کی غذا دیر میں ان کی جزو بنے ان کو حاجت طرف امتیاز غذا کے زیادہ ہے اس لئے کہ غذا کو اپنی صورت کی طرف رفتہ رفتہ پھیرتے ہیں جتنی دیر ان کو حالہ غذا میں درکار ہے اتنی دیر تک امتیاز اجزائے غذا میں بھی درکار ہے۔ جو اعضا قوی ہیں وہ اپنی غذا کے فضول کو اپنے قرب و جوار کے اعضائے ضعیف کی طرف دفع کر دیتے ہیں جیسے قلب اپنی غذا کے فضول کو بطین کی طرف دفع کر دیتا ہے یا دماغ خلف اذنین کی طرف یا جگر اربیتین یعنی کش ران کی طرف دفع کر دیتا ہے۔

تجویف بنانے کا یہ فائدہ ہے کہ جس میں جرم ان کا سخت رہے اور سختی جرم کی اس غرض سے ہے کہ جس میں بروقت حرکات عنیفہ کے ٹوٹ نہ جائیں اور حرام مغز اس واسطے رکھا گیا ہے کہ ان کی غذا بنے ہو بموجب اس طریقہ کے جو ہم فصل اول میں بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی فائدہ حرام مغز کا ہے کہ ان کو ہمیشہ رطوبت دیا کرے تا کہ بجہت خفیف حرکت کے ان میں تفتت عارض نہ ہو یعنی پارہ پارہ نہ ہوں۔ یہ بھی ایک فائدہ حرام مغز کا ہے کہ ان کی تجویف کے اندر داخل ہو کر ان کو مثل اجسام مسمتہ کے کر دے اور تجویف کم ہو جائے جتنی حاجت مضبوطی کی زیادہ ہوتی ہے اتنی تجویف کم ہوتی ہے اور جتنی حاجت استواری کم ہوتی ہے اتنی تخویف زیادہ ہوتی ہے۔ نرم ہڈیاں اس واسطے پیدا کی گئیں کہ امر غذائے مذکور تمام ہوا اور ایک حاجت زیادہ ان کی طرف یہ ہے کہ ان میں ایک شئے اس طرح نفوذ کرے جیسے بو ہمراہ ہوا کے بروقت سونگھنے کے اس ہڈی میں نفوذ کرتی ہے جس کا مصفات نام ہے اور جیسے فضول جن کو دماغ دفع کرتا ہے ان میں نفوذ کرتے ہیں سب ہڈیاں قریب قریب آپس میں ملی ہوئی ہیں اور کسی دو ہڈی کے درمیان میں بہت سی مسافت نہیں ہے بلکہ بعض ہڈیوں میں اتنی مسافت کم ہے کہ لواحق غضروفیہ خواہ شبیہ بغضروف ان ہڈیوں کی درمیانی جگہ کو بھر دیتے ہیں ان لواحق کی خلقت اسی منفعت کی راہ سے ہے جس منفعت کے واسطے غضروف کی خلقت ہوئی ہے اور جہاں رعایت اس منفعت کی نہ ہو ان دو ہڈیوں کے درمیان میں ایک **مفصل** پیدا کیا گیا ہے بدون لاحقہ غضروفیہ کے جیسے فک اسفل یعنی نیچے کا جبڑا قریب قریب چیزیں جو درمیان ہڈیوں کے ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں کسی میں اس قدر بعد ہے کہ جتنا **مفصل** نرم میں ہوتا ہے۔ اور کسی میں اس قدر بعد ہوتا ہے کہ جتنا بعد **مفصل** تنگ غیر مضبوط میں ہو اور کسی میں اس قدر فاصلہ ہے جتنا **مفصل** مضبوط میں ہو خواہ وہ **مفصل** گڑا ہوا ہو خواہ درزدار ہو خواہ چپدہ **مفصل** **سلس** یعنی نرم وہ **مفصل** ہے کہ جس کی دو ہڈیوں میں سے ایک ہڈی باآسانی حرکت کرے بے اس کے کہ اس کی

ساتھ دوسری ہڈی کو حرکت ہو جس طرح **مفصل** رسغ کا یعنی جوڑ کلائی اور بازو کا اور **مفصل** عسر غیر موثق وہ جوڑ ہے جو درمیان پیوند سر دست اور استخوان کتف کے واقع ہے یا وہ جوڑ جو درمیان دو ہڈیوں منجملہ استخوانہائے پشت پا کے واقع ہے اور عسر غیر مدثق اسی وجہ سے ایسے جوڑ کو کہتے ہیں کہ ایک دو ہڈیوں کی حرکت اس میں دشوار اور کم ہے اور **مفصل** موفق وہ جوڑ ہے جس کی دو ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کو تنہا بالکل حرکت نہ ہو جیسے سینہ کی ہڈیوں کے جوڑ اور **مفصل** مرکوزہ وہ جوڑے ہے کہ اس کی ایک دو ہڈیوں میں زیادتی پائی جائے اور دوسرے کے واسطے فقرہ ہو جس میں یہ زیادتی گڑی ہو اور اسی طرح پر گڑے کہ اسے حرکت نہ ہو جیسے دانتوں کی جڑیں اور **مفصل** مدرورہ وہ جوڑ ہے جس کی ہر ہڈی کے واسطے دونوں ہڈیوں میں سے تخازیز یعنی فاصلے ہیں وندانہ دار جیسے ارہ ہوتا ہے اور دندانہ اس ہڈی کے تیز ہوتے ہیں شگافوں میں اس دوسری ہڈی کے جیسے روئیں گر یعنی ٹھٹھرے تانبے کے پتروں کو جوڑتے ہیں اور اس جوڑ کا نام شان اور درز کہا گیا ہے جیسے جوڑ کھوپڑی کے اور **مفصل** ملزق ایک تو وہ جوڑ ہے جسے طول میں لغزش ہے جیسے جوڑ درمیان دو ہڈیوں ساعد کے اور دوسرا ملزق وہ جوڑ ہے جو عرض میں لغزش کرے جیسے ہڈیاں پشت کی نیچے کے فقروں کی اس واسطے کہ اوپر کے فقروں کی ہڈیاں مفاصل غیر موثق ہیں۔

فصل دوسری تشریح قحف اور اس کی منفعت کے بیان میں:

کھوپڑی کی سب ہڈیوں کی منفعت یہ ہے کہ وہ دماغ کی سپر ہے اور اس کو چھپا کر آفات سے محفوظ رکھتی ہے مختلف قسموں کی متعدد ہڈیاں کھوپڑی کی اس واسطے بنائی گئیں کہ تقسیم اس کی دو جملوں پر ہو ایک جملہ کا اعتبار بنظر ان فوائد کے ہو جو خاص ہڈیوں سے متعلق ہے دوسرے جملہ کا اعتبار بنظر ان فوائد کے ہو جس کو ہڈیاں گھیرے ہیں اس سے تعلق ہو پہلے جملہ کی منفعتیں دو قسم کی ہیں ایک منفعت تو یہ ہے کہ اگر بحسب اتفاق کھوپڑی کے کسی جزو میں کوئی آفت پہنچے مثلاً ٹوٹ جائے یا عفونت آ

جائے یہ ضرور نہ ہو کہ تمام کھوپڑی کو یہ آفت شامل ہو جائے جیسے اگر ایک ہی ہڈی ہوتی دوسری منفعت یہ ہے کہ ایک عضو میں اختلاف اجزا کا سختی نرمی تخلخل تکاثف رقت غلظ نہیں ممکن تھا اور کھوپڑی میں یہ اختلاف درکار ہے بنظر اس حاجت کے جس کا عنقریب ہم ذکر کریں گے پس اختلاف اقسام ہڈیوں سے یہ سب باتیں حاصل ہوئیں دوسرا جملہ اس کی منفعت مختلف طور پر تمام ہوتی ہے کوئی منفعت بقیاس نفس دماغ کے ہے بایں طور کہ جس وقت بخارات غلیظ ہو جائیں کہ نفوذ ان کا ہڈیوں سے دشوار ہو بجہت غلظت راہ اور مسلک کے مختلف اقسام کی ہڈیوں سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ بخارات دماغ سے جدا ہو جائیں تا کہ تنقیہ دماغ کا بوجہ تحلل بخارات کے ہو جائے اور ایک منفعت اس کی بقیاس اس لیف عصب کے ہے جو اعضائے سر میں پراگندہ ہے اختلاف سے ان ہڈیوں کے اس کے واسطے راہ بن گئی۔ وہ منفعتیں اس کی مشترک ہیں دماغ اور دو اور چیزوں میں پہلی منفعت بقیاس عروق اور شرائین داخلی سر کے ہے یا کہ ان کے واسطے طریق اور منفذ بنے دوسری منفعت بقیاس طرف اس حجاب کے ہے جو غلیظ اور ثقیل ہے کہ اس کے اجزاء طرح بطرح متفرق ہیں اس وجہ سے اس کا بوجھ دماغ پر نہیں ہے۔ شکل طبعی اس ہڈی کی یعنی کھوپڑی کی گول ہے دو منفعتوں کی وجہ سے ایک منفعت بنظر اشیائے داخلی کے ہے وہ منفعت یہ ہے کہ شکل متدیر مساحت اندرونی میں بڑی ہوتی ہے بہ نسبت اشکال مستقیمۃ الخطوط کے جس وقت احاطہ یعنی دور دونوں کا برابر ہوا اور جب مساحت اس کی بڑی ہو تو اس کے اندر بڑی چیز کے سمانے کی گنجائش بھی ہوگی دوسری منفعت بہ نسبت امر خارجی کے یہ ہے کہ کہ شکل متدیر پر صدمہ چوٹ وغیرہ کا بوجہ قلت مصاومت کے بہت کم پہنچتا ہے اس واسطے کہ اس میں قلت مصاومت ہوتی ہے۔ بہ نسبت شکل مستقیمۃ الخطوط کے کہ جس میں زاویہ مستقیمہ پیدا ہو۔ کھوپڑی گول بھی ہے اور طولانی بھی اس کا فائدہ یہ ہے کہ منابت اعصاب دماغی طولانی وضع رکھتے ہیں اور یہی وضع ان کے واسطے واجب ہے تا کہ ان میں تنگی اور

انضغاط واقع نہ ہو کھوپڑی کے واسطے دو برآمدے آگے پیچھے ہیں تا کہ دونوں جانب سے جس قدر پٹھے اترے ہیں وہ بحال مناسب باقی رہیں اور اسی شکل کے واسطے تین درزیں حقیقی ہیں اور دو کاذب حقیقی دو درزون میں سے ایک درز مشترک ہے پیشانی کے ساتھ بشکل قوس جس کی صورت اس طرح پر ہے اور اس کا اکلیل نام ہے اور ایک درز طول سر کی منصف ہے وہ مستقیم ہے اس کو سہمی کہیے اور جب اس کا اتصال اکلیل سے اعتبار کیا جائے اس کو سقودی کہتے ہیں اس کی صورت ایسی ہے کہ جیسے کسی قوس کے بیچ میں اوپر کی جانب ایک خط مستقیم مثل عمود کے واقع ہو بایں صورت اور تیسری درز مشترک ہے درمیان سر کے پیچھے سے اور اس کے قاعدہ میں اس کی شکل ایسی ہے کہ جیسے کسی زاویہ سے کنارا سہم متصل ہوا اس کو درز لامی کہتے ہیں اس واسطے کہ یونانیوں کے لام سے کتابت میں مشابہ ہے بایں صورت اور دو درزین کاذب طول میں سر کے بطور موازسہم کے دونوں جانب سے واقع ہیں اور ہڈی میں سر کے پیوست نہیں ہوگئی ہیں اس واسطے ان کا قشرئیں نام ہے اور جس وقت حقیقی تینوں درزون سے ملتی ہیں ان کی شکل ایسی ہوتی ہے۔ یہ شکل طبعی تام الدروز ہے لیکن سر کی شکلیں غیر طبعی تین ہیں پہلی یہ ہے کہ دو برآمدوں میں سے پیش سر برآمدہ نہ ہو اس میں درز اکلیلی نہیں ہوتی ہے دوسری شکل غیر طبعی یہ ہے کہ بجانب پشت سر کے برآمدہ نہ ہو اس میں درز لامی نہیں ہوتی تیسری شکل غیر طبعی یہ ہے کہ دونوں برآمدے نہ ہوں اور سر مثل کری کے گول ہو کہ جس کا طول وعرض برابر ہو افضل طباء یعنی جالینوس نے کہا ہے کہ جس میں ابعاد برابر ہیں عدل قسمت اس کا مقتضی ہے کہ اس میں قسمت دروز کی برابر ہو اور چونکہ شکل طبعی میں قسمت دروز کی اس طرح پر تھی کہ طول میں ایک درز تھی اور عرض میں دو اب یہاں چاہیے کہ طول میں ایک درز ہو اور عرض میں بھی درز واحد ہو اور درز عرضی وسط عرض میں ہو ایک کان سے دوسرے کان تک جس طرح سے درز طول وسط طول میں فاضل جالینوس کہتا ہے کہ چوتھی شکل غیر طبعی سر کی نہیں ہوسکتی ہے کہ

مثلاً طول کم ہو عرض سے اس واسطے کہ طول عرض سے جب ہی کم ہوگا کہ کوئی بطن بطون دماغ سے کم ہو یا جرم دماغ سے کسی قدر کم ہو اور یہ فرض مخالف حیات اور مانع صحت ترکیب ہے مقدم اطباء بقراط نے بھی اصابت رائے کی ہے اس لئے کہ سر کی چار ہی شکلیں تجویز کی ہیں ایک طبعی اور تین غیر طبعی اس مسئلہ کو خوب سمجھنا چاہیے۔

فصل تیسری پہلے جملہ سے تشریح میں ان چیزوں کے جو قحف سے نیچے ہیں:

سر کے واسطے بعد ان چیزوں کے جو اوپر کی فصل میں بیان ہوئیں پانچ ہڈیاں اور ہیں چار مثل دیواروں کے کھڑی ہیں اور پانچویں مثل اور پانچویں مثل قاعدے کے رکھی ہوئی ہے یہ دیوار بن یافوخ کے بہ نسبت سخت بنائی گئیں اس واسطے کہ صدمے چوٹ وغیرہ کے ان دیواروں پر زیادہ پہنچتے ہیں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حاجت تخلخل قحف اور یافوخ کی دو وجہوں سے پڑتی ہے ایک تو اس وجہ سے تاکہ اس میں نجازتحال نفوذ کرے دوسری وجہ یہ ہے کہ دماغ پر گرانی پیدا نہ ہو۔ ان چاروں دیواروں میں سے زیادہ سخت وہ ہڈی ہے جو پشت سر کی طرف واقع ہے اس لئے کہ وہ نگہبانی جو اس سے پوشیدہ ہے پہلی دیوار ہڈی پیشانی کی ہے اس کے اوپر کی حد درز اکلیلی ہے اور نیچے کی حد ایک دوسری درز ہے کہ جو درز اکلیلی کے کنارے سے آنکھوں پر چلی آئی ہے ابرو کے قریب یعنی نیچے ہو کر اور اس درز کا آخر درز اکلیلی کے دوسرے کنارے سے متصل ہے دو دیواریں جو یمین و یسار ہیں انہیں دونوں میں دونوں کان بنائے گئے ہیں ان کا نام حجر بین ہے کہ مثل پتھر کے سخت ہیں اوپر سے ان دونوں کو درز قشری محدود کرتی ہے اور نیچے کی جانب ایک روز ہے جو کنارے سے درز لامی کے آ کر اس کا منتہا درز اکلیلی تک پہنچتا ہے اور آگے سے ان دونوں کو ایک جزو درز اکلیلی کا اور پیچھے سے ایک جزو درز لامی کا محدود کرتا ہے چوتھی دیوار پشت سر کی اس کو اوپر کی جانب سے درز لامی محدود کرتی ہے اور نیچے نہ کی جانب سے وہ درز جو درمیان قحف اور وتدی کے مشترک

ہے اور درز لامی کے دونوں کناروں میں درآ ورہ ہوکر غائب ہوگئی ہے پانچویں ہڈی جسے ہم نے فائدہ دماغ کہا ہے وہ ہڈی سب ہڈیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اسی کو وتدی کہتے ہیں اس کی خلقت میں سختی دو منفعتوں کے واسطے ہوئی ہے ایک منفعت تو یہ ہے کہ بوجہ سختی کے بوجھ اٹھانے پر مدد دیتی ہے اور دوسری منفعت یہ ہے کہ سخت چیز فضول کی عفونت کم قبول کرتی ہے یہ ہڈی ایسے مقام پر نصب کی گئی ہے کہ اس پر ہمیشہ فضول دماغی گرتے رہتے ہیں اس واسطے سخت کرنے میں احتیاط کامل کی گئی۔ ہر ایک دو جانبوں صدغین یعنی کنپٹیوں میں دو ہڈیاں سخت واقع ہیں کہ جو پٹھہ صدغ میں جاتا ہے اسے چھپاتی ہیں اور ان کی وضع طول صدغ میں بطور تو ریب کے ہے اور ان کا زوج نام ہے۔

فصل چوتھی پہلے جملہ سے فکین اور الف کی ہڈی کے بیان میں:

ہڈیاں فک اعلیٰ اور صدغ کی ان کے شمار کو ہم بیان کرتے ہیں اس کے ساتھ دروز جو فک اعلیٰ میں ہیں ان کا بھی ذکر کرنے کے پس ہم کہتے ہیں کہ فک اعلیٰ کے اوپر سے ایک درز مشترک تحدید کرتی ہے جس کی شرکت درمیان فک اعلیٰ اور پیشانی کے ہے اور وہ درز ابرو کی جانب سے طرف کنپٹی کے جاتی ہے اور نیچے سے فک اعلیٰ کی حد پر دانتوں کی جڑیں ہیں اور دونوں جانب سے ایک درز فک اعلیٰ کی حدہ ہے جو از طرف گوش آتی ہے اور فک اعلیٰ اور عظم وتدی میں مشترک ہے وہ عظم وتدی جو پیچھے اضراس کے واقع ہے پھر اس کے اخیر کا کنارہ وہ اس کے منتہا پر واقع ہے یعنی وہ کنارا دوبارہ جھکتا ہے طرف انسی فک اعلیٰ کے تھوڑا سا پس ایک درزسی ہو جاتی ہے جو فرق کرتی ہے درمیان اس فک کے اور درمیان اس درز کے جس کو ہم ذکر کرتے ہیں وہ درز ایسی ہے کہ جو قطع کرتی ہے اعلائے جنکلے کو طولاً اور ایک درز دوسری ہے جو شروع ہوتی ہے درمیان دونوں ابرو سے لے کر تا محاذات مابین ثنیتیں کے یعنی اوپر کے اگلے دو دانت اور ایک درز اور ہے جو شروع ہوتی ہے دوسری درز کے مبدء سے اور مائل

ہوتی ہے اس مقام سے اترتی ہوئی محاذات میں مابین رباعیہ اور تاب کے داہنی جانب سے چوتھی درز اس کے مثل ہے بائیں طرف ان تینوں درزوں کے درمیان میں اور درمیان محاذات منابت اسنان مذکورہ کے دو ہڈیاں جو بشکل مثلث ہیں محدود ہوتی ہیں لیکن قاعدے ان دونوں مثلثوں کے نزدیک منابت اسنان کے نہیں ہیں بلکہ درآتی ہے قبل اس کے ایک قاطع جو قریب قائدہ منخرین کے ہے بایں صورت اس لئے کہ تینوں درزیں اس درز قاطع سے مواضع مذکورہ تک تجاوز کرتی ہیں اور نزدیک دونوں مثلثوں کے دو ہڈیاں ایسی حاصل ہوتی ہیں جن کو محیط ہوئے ہیں دونوں قاعدے مثلثوں کے اور منابت اسنان اور دونوں قسمیں کنارے کی درز ونسے ان دونوں ہڈیوں میں سے ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے وہ چیز جو اترتی ہے درز اوسط سے اس جہت سے ہر ایک ہڈی میں دو زاویہ قائمہ پیدا ہوتے ہیں نزدیک اس درز کے جو بطور عمود فاصل اتری ہے اور ایک زاویہ حادہ نزدیک نابین کے اور ایک زاویہ منفرجہ نزدیک منخرین کے پیدا ہوتا ہے درو زفک اعلیٰ سے ایک وہ بھی درز ہے جو اترتی ہے درز مشترک اعلیٰ سے یہ درز شروع ہوتی ہے کنارے چشم سے اور جس وقت پہنچتی ہے فقرہ تک یعنی مغا کچہ فقا تک تین شعبوں پر منقسم ہوتی ہے ایک شعبہ تو گذرتا ہے نیچے درز مشترک کے اوپر فقرہ چشم کے تا ایکہ متصل ابرو کے ہو جاتا ہے اور ایک درز یعنی دوسرا شعبہ اس کے قریب یوہین متصل ہوتا ہے بے اس کے فقرہ میں داخل ہو اور تیسری درز یعنی تیسرا شعبہ وہ ہے اسی طرح متصل ہوتا ہے مگر فقرہ داخل ہو کر اور جو درز ان تینوں میں اسفل ہو بقیاس اس درز کے جو زیر ابرو ہے پس وہ دورتر ہے اس مقام سے کہ مماس ہوتا ہے اس کو اعلائے جنگ مگر وہ ہڈی جسے درز اول ان تینوں و روز مین سے جدا کرتی ہے وہ سب سے بڑی ہے اس کے بعد وہ ہڈی بڑی ہے جس کو درز ثانی جدا کرتی ہے اس کے بعد وہ ہڈی بڑی ہے جس کو درز ثالث جدا کرتی ہے۔

تشریح انف:

ناک کی منفعتیں ظاہر ہیں اور وہ تین ہیں۔ **پہلی منفعت** یہ ہے کہ وہ معین ہوتی ہے بسبب اس تجویف کے جس پر یہ شامل ہے استنشاق یعنی سونگھنے میں یہاں تک کہ جمع ہوتی ہے اس میں ہوائے کثیر اور قبل ازانکہ دماغ میں پہنچتی ہو معتدل بھی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ جو ہوا سونگھی جاتی ہے اکثر اس کے بوریہ میں پہنچتی ہے لیکن کسی قدر مقدار صالح اس میں سے دماغ میں بھی نفوذ کرتی ہے اور بھی اس استنشاق کے واسطے جس سے سونگھنا کسی قدر ہوائے صالح کا مطلوب ہوتا ہے ایک مقام خاص میں جو آگے آلہ شم کے واقع ہے جمع کی جاتی ہے تا کہ ادراک زیادہ ہو اور موافق لائحہ مشموم کے ہو پس یہ تین منفعتیں ایک منفعت میں ہیں **مترجم کھتا ھے** ایک منفعت جمع ہونا ہوا کا دوسری معتدل ہونا اس کا قبل اس کے کہ دماغ تک نافذ ہو تیسری جمع ہونا کسی قدر ہوا کا آگے آلہ شم کے **متن دوسری منفعت** یہ ہے تقطیع حروف اور تسہیل اخراج حروف پر معین ہوتی ہے کہ ہوا کل اس مقام پر جمع نہ ہو جائے جس جگہ سے تقطیع حروف مطلوب ہے پس یہ دو منفعتیں ایک ہی منفعت میں ہیں بعد ازاں جو فائدہ مقدار معین کرنے میں حروف کے دیتی ہے اس کی نظیر ایسی ہے کہ جیسے وہ ثقبہ منصوب جو پیچھے مزمار کے واقع ہے تقدیر اس ہوا کی کرتی ہے اور اس ہوا کے روکنے سے متعرض نہیں ہوتی ہے۔ **تیسری منفعت** یہ ہے کہ جو فضول طرف سر کے دفع ہوتے ہیں ان کے واسطے ناک بمنزلہ پردے اور محافظ کے ہے کہ وہ فضول دیکھنے سے پوشیدہ رہتے ہیں اور بھی اس کے نکال ڈالنے پر بذریعہ نفخ کے ناک مددگاری کرتی ہے یہ دو منفعتیں اسی تیسری منفعت میں داخل ہیں ناک کی ہڈیوں کی ترکیب دو مثلث ہڈیوں سے ہے جن دونوں کے زاویہ اوپر سے ملجاتے ہیں اور اول کے قاعدے قریب ایک زاویہ کے متماس ہوتے ہیں اور ان دونوں مثلثوں میں بجہت دو زاویوں کے جدائی ہوتی ہے اور دونوں

ہونے کے اور زیادہ سرے اوپر کے اضراس میں اس واسطے ہوتے ہیں کہ وہ معلق ہیں ثقل کا یہ حال ہے کہ اضراس کے میل کو خلاف جہت رؤس یعنی طرف بن دندان کے کر دیتا ہے نیچے کے اضراس کا ثقل مخالف ان کے گرنے کے نہیں ہے **مترجم کہتا ہے** چونکہ اوپر کے اضراس کی جڑ فوقانی ہے یعنی فک اعلیٰ میں واقع ہے اور ثقل ان کا بالطبع مائل بطرف فک اسفل ہے جدھر ان کا سر ہے اسی پر طرف کا حجم بوجہ ثقل طبعی کے زیادہ ہوا اور دوسرے بھی متعدد ہوئے تحتانی اضراس کا حال بنظر ثقل طبعی کے مخالف اضراس اس فوقانی کے ہے کہ ان کے ثقل کا میل طبعی ان کی جڑوں کی طرف ہے اسی جہت سے یہ ثقل ان کے گرنے کا مخالف نہیں ہے بلکہ ان کے سروں کا بوجھ مائل جڑوں کی طرف ہے اس سے ان میں سرے زیادہ نہیں ہوئے۔ **متن** کسی ہڈی میں حس یقیناً نہیں ہے کہ وہ بذات خود چوٹ وغیرہ کے صدمہ کو دریافت کرے مگر دانتوں میں جو از قسم ہڈیوں کے ہیں البتہ حس ہے جالینوس نے بھی کہا ہے اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ دانتوں میں حس ہے ایک قوت جو دماغ سے آتی ہے اس نے دانتوں کی جس پر اعانت کی ہے۔تاکہ ان کو درمیان سرد اور گرم اور دیگر مضرات کے تمیز حاصل رہے۔

فصل چھٹی جملہ اولی سے پشت کی منفعت کے بیان میں:

پشت کی خلقت چار منفعتوں کے واسطے ہے **پہلی منفعت** یہ ہے کہ وہ راہ ہے نخاع کی جس کی طرف حیوان اپنی بقا میں محتاج ہے اس کا تفصیلی بیان تو کاص اس کے مقام پر کریں گے مگر یہاں مجملاً کہتے ہیں کہ اگر سب پٹھے دماغ سے نکلتے پس جتنی مقدار اس وقت سر کی ہے اس سے بہت بڑی ہوتی اور بدن پر اس کے بوجھ کا اٹھانا بہت دشوار ہوتا اور پٹھے کو منتہائے اطراف تک پہنچتے ہیں مسافت بعید قطع کرنی پڑتی اور ہمیشہ معرض آفات اور انقطاع رہتے پٹھوں کا طول ان کی قوتوں کو اعضائے ثقیلہ کے جذب کرنے میں طرف مبادی اور اصول انہیں اعضا کے سست کر دیتا بنظر

ان قباحتوں کے خالق جل جلالہ نے اتمام نعمت کرکے دماغ سے ایک جزو جسے ہم نخاع کہتے ہیں اتار اسفل بدن تک مثل نہر کے تاکہ اس کے ذریعہ سے قسمت عصب کی اس کے جنبات اور اطراف میں پوری ہو جائے اور موخر کی جانب یعنی بطرف پشت اسے رکھا اس لئے کہ اس کی موازات اور سامنا اور قربت اعضا کی بحسب مناسب باقی رہے بعد اس کے پشت کو گزر گاہ محفوظ اس نخاع کے واسطے مقرر فرمایا۔ **دوسری منفعت** یہ ہے کہ پشت ذریعہ محافظت اور سپر ہے واسطے اعضائے شریفہ کے جو اس کے سامنے رکھے ہیں اسی واسطے پشت میں کانٹے اور گریان پیدا کی گئیں۔ **تیسری منفعت** یہ ہے کہ پشت پیدا کی گئی اس واسطے کہ منبی ہو کل ہڈیوں کے واسطے جیسے وہ لکڑی جو ناو کی جڑ میں پہلے لگائی جاتی ہے اس کے بعد اور لکڑیاں گاڑی اور باندھی جاتی ہیں اسی واسطے پشت خلقت میں سخت اور مضبوط بنائی گئی۔ **چوتھی منفعت** یہ ہے کہ بدن انسان کا قوام اور استقلال پشت سے حاصل ہوتا ہے اور مختلف جہات میں حرکت کرتا ہے جھک کر اور پھیل کر اس پر قدرت بذریعہ پشت کے ہوتی ہے اس واسطے پشت میں فقرے گندھے ہوئے پیدا کئے گئے ایک ہڈی بڑی مقدار کی نہیں پیدا کی گئی اور جوڑ ان فقروں کے نہ بہت نرم بنائے گئے کہ قوام بدن میں سستی پیدا کریں اور نہ بہت مضبوط بنائے گئے کہ پھرنے کو منع کریں۔

فصل ساتویں جملہ اولی سے فقرات پشت کے بیان میں:

فقرہ اس ہڈی کو کہتے ہیں کہ جس کے بیچ میں ایک روزن ہو جس میں نخاع نفوذ کرے فقرہ میں چار زیادتیاں ہوتی ہیں داہنے اور بائیں دونوں جانبوں روزن میں ہوتی ہیں اور دو زیادتیاں نیچے اور اوپر کی ہیں اوپر کی زیادتی کا نام شاخص فوقانی اور نیچے کی زیادتی کا نام شاخص تحتانی ہے اور اس کو متکسہ بھی کہتے ہیں اور کبھی چھ زیادتیاں بھی ہوتی ہیں چار ایک طرف اور دو ایک طرف اور کبھی آٹھ بھی ہوتی ہیں منفعت ان

زیادتیوں کی یہ ہے کہ اتصال مفصلی میں انتظام پیدا ہو جائے کسی جگہ پر بذریعہ فقرہ یعنی مغا کچہ فقا کے اور کسی جگہ پر بذریعہ ان سروں کے جو روس لقمیہ کہلاتے ہیں ان فقروں کے واسطے زوائد ہیں اس صدمے کو جو ان اعضائے شریفہ کی طرف متوجہ ہو اور لپٹے ہیں ان پر رباطات اور یہ زوائد چوڑے اور سخت ہڈیاں ہیں کہ جو طول فقرات پر رکھی گئی ہیں ان میں جو فقرہ کے نیچے رکھا گیا ہے اس کو شوک اور سناسن کہتے ہیں اور جو فقرہ کے یمین ویسار میں ہے اس کو اجنحہ کہتے ہیں اور ان زوائد سے حفاظت کی منفعت جو چیز کہ طول بدن میں رکھی ہے اسی کے زیادہ ہوتی ہے عصب اور عروق اور عضل سے بعض اجنحہ جو متصل اضلاع کے ہیں ان میں ایک منفعت خاص اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ان اجنحہ میں فقرے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے کہ ان اجنحہ سے جب روس اضلاع کے محدب ہو کر مرتبط ان فقرات یعنی مغا کچوں میں منہدم یعنی درست ہو جائیں کہ اوپر ان کا کچھ جسم نمایاں نہ ہو جناح کے واسطے ان اجنحہ میں دو دو فقرے ہیں اور ہر ضلع کے واسطے دو دو زیادتیاں محدب ہیں جو ان فقرات میں پیوست ہوتی ہیں بعض جناحون کے دوسر ہیں کہ وہ مشابہ جناح مضاعف یعنی دوہرے بازو کے ہوتا ہے اور یہ بات گردن کے مہروں میں ہے کہ اس کی منفعت آگے بیان ہو گی فقرات کے واسطے سوائے بیچ کے ثقبہ کے اور بھی سوراخ ہیں اسی لئے کہ اس میں ہو کر عصب داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے اور رگوں کی درآمد برآمد انہیں سوراخوں سے ہوتی ہے کوئی ثقبہ پورا ایک ہی فقرے میں پایا جاتا ہے اور کوئی فقرہ دو ثقبوں میں بشرکت تمام ہوتا ہے اس کا مقام حد مشترک ہے درمیان دونوں فقرون کے اور کبھی فقرے کے نیچے اور اوپر دونوں جانب ثقبہ ہوتا ہے اور کبھی ایک ہی طرف اور کبھی ایک فقرے میں پورا نصف دائرہ اس ثقبہ کا ہوتا ہے اور کبھی ثقبہ ایک فقرے میں نصف دائرہ سے زیادہ ہوتا ہے اور دوسرے میں چھوٹا ثقبہ کی پیدائش دونوں جانب فقرے میں ہوئی اور پیچھے فقرے کے نہ ہوئی اس لئے کہ جو پیچھے ثقبہ ہوتا تو محافظت اس چیز کی جو داخل اور

خارج اس مقام سے ہوتی ہے نہ ہو سکتی اور بھی چونکہ فقرہ جانب خلف سے مورد صدمات ہے وہاں پر ثقبہ ہونا مناسب نہیں تھا اور فقرے کے آگے ثقبہ اس واسطے نہ ہو کہ اگر پیش رو ہوتا تو ان مقامات میں واقع ہوتا جن پر میل بدن کا از روے ثقل طبعی اور حرکت ارادی کے ہے اور یہ حرکات اس کو ضعیف کر دیتے اور یہ بات نہ رہتی کہ ثقبہ کے اندر جو چیزیں گزر کر ربط دیتی ہیں اس بندش میں استواری باقی رہتی اور میل طبعی بھی ان اعصاب کے مخرج پر تنگی پیدا کرتا ہے اور اس جگہ پر تی واقع ہوتی۔ یہ زوائد جو واسطے حفاظت کے ہیں کبھی ان کے محیط رباطات اور عصب ہوتے ہیں اور رباطات ان کے گرد محیط ہو کر چکنا اور نرم کر دیتے ہیں تا کہ جو گوشت ان سے مماس ہوا سکو ان کی سختی کی اذیت نہ پہنچے زوائد مفصلیہ بھی ایسے ہی ہیں کہ وہ بھی مضبوط ہیں اور بعض ان کا بعض سے نہایت مضبوطی سے ملا کر رکھا گیا ہے تعقیب اور ربط سے ہر طرف لیکن ان کی تعقیب آگے سے زیادہ مضبوط ہے اور پیچھے سے نرم اور نا مضبوط کیونکہ حاجت جھکنے اور دوہرے ہونے کی آگے زیادہ ہے بہ نسبت پیچیدہ ہونے اور الٹا دوہرا ہونے پشت کی طرف سے اور جب رباطات پشت کی جانب نرم ہوئے جو فضا اس مقام پر واقع ہے اس کو اگر چہ کچھ کم ہو رطوبات لزجہ بھر دیں گے فقرات پشت کے چونکہ ان کی تعقیب میں بافراط مضبوطی کی گئی ہے۔ مثل استخوان واحد کے ہو گئے ہیں اس خلقت کا فائدہ لنات اور سکون میں ہوتا ہے اور نرمی ان کی جو چند ہڈیوں کی پیدائش سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ حرکت میں فائدہ دیتی ہے۔

فصل آٹھویں از جملہ اولی گردن کی تشریح میں اور اس کی ہڈیوں کے بیان میں:

گردن کی پیدائش واسطے قصبہ ریہ کے ہے اور قصبہ ریہ کی پیدائش میں جو منفعتیں ہیں ان کو اپنے مقام میں ذکر کریں گے چونکہ فقرے گردن کے اور خصوصاً اوپر کا فقرہ محمول ہے اس چیز پر جو اس کے ماتحت پشت میں ہے واجب ہے کہ یہ فقرہ چھوٹا ہو اس

واسطے کہ محمول کا سبک ہونا حامل سے ضرور ہے جس وقت ارادہ حرکات کا اوپر نظم طبعی کے کیا جائے اور جس وقت کہ پہلے نخاع کا غلیظ اور عظیم ہونا مثل اول نہر کے واجب ہوا کیونکہ جو چیز جزو اعلیٰ کہ اقسام عصب سے خاص ہو وہ بہ نسبت اس چیز کے جو اسفل کو خاص ہو بڑی ہونی ضرور ہے اسی واسطے واجب ہوا کہ ثقبہ فقرات عنق کے بہت وسیع ہوں۔ اور جبکہ چھوٹا ہوتا اور تجویف میں وسعت ہوتی ان دونوں وجہوں سے جرم فقرہ کا رقیق ہو گیا اس جہت سے ضرور ہوا کہ یہاں وثاقت اور مضبوطی پر ایک ایسی چیز معین ہو جو اس ضعف کا تدارک کرے جس کا ذکر اوپر کی فصل میں ہو چکا ہے یعنی ثقل طبعی اور حرکات ارادی پس وہ معین اس فقرے میں صلابت کی زیادتی مقرر کی گئی یعنی فقرہ عالیہ سب فقروں سے زیادہ مضبوط پیدا کیا گیا اور چونکہ جرم ہر فقرہ کا گردن کے فقروں میں سے رقیق ہے اسی واسطے ان کے سناسن چھوٹے پیدا کئے گئے اس واسطے کہ اگر یہ بڑے پیدا کئے جاتے تو فقرات کو آمادگی ٹوٹ جانے اور آفت رسیدہ ہونے کی زیادہ ہوتی سنسنون کی وجہ سے اور جب سنسنے چھوٹے ہوئے تو اجنحہ بڑے پیدا کئے گئے جن میں دوہرے سرے ہیں دو چند بہ نسبت اور جناحون کے اور چونکہ حاجت فقروں کو طرف حرکت کے زیادہ ہے بہ نسبت ثبات اور سکون کے اس واسطے کہ اٹھانا فقروں کا عظام کثیرہ لواسقدر نہیں پڑتا جتنا فقرون کے ماتحت چیزوں کو اٹھانا پڑتا ہے اسی سبب سے مفاصل گردن کے مہروں کے نرم پیدا کئے گئے بہ نسبت مفاصل ماتحت گردن کے اور چونکہ جو چیز بوجہ نرمی کے ان کی مضبوطی میں سے فوت ہو گئی تھی اس کے مثل خواہ اس سے زیادہ بجہت احاطہ عصب اور عضل اور عروق کے وثاقت اور استواری پیدا ہو گئی اس وجہ سے مفاصل کی وثاقت میں زیادہ تاکید نہیں کی گئی اور نہ مفاصل کی شدت توثیق میں بوجہ ان کے نرم ہو کے کمی ہونے پائی بلکہ مقدار محتاج الیہ کو ان کی نرمی اور احاطہ عصب اور عضل وغیرہ کافی ہو گیا **مترجم کہتا ہے** جس قدر ضرورت مضبوطی مفاصل کی تھی بجہت مہرون کے نرم ہونے کے اس سے

زیادہ ضرورت کا احتمال تھا لیکن چونکہ مہرون کے گرد عصب اور عضل اور عروق اس قدر مجتمع ہوئے کہ مہرے کی مضبوطی جس قدر بحالت صلابت ہونی چاہیے اب باوجود نرم ہونے کے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ پیدا ہو گئی اس وجہ سے مفاصل کی مضبوطی میں زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا بلکہ جتنی مضبوطی مفاصل کے مناسب تھی اسی قدر باقی رہی

متن زوائد مفصلیہ شاخصہ گردن کے اوپر اور نیچے بڑے بڑے اور بہت چوڑے نہیں پیدا کیئے گئے جیسے گردن کے نیچے کے زوائد کی خلقت ہوئی ہے بلکہ گردن کے زوائد مفصلیہ کے قاعدے طولانی اور رباط نرم بنائے گئے اور مخارج ان کے عصب کے مشترک رکھے گئے جس طرح ہم نے اوپر ذکر کیا وجہ اس کی یہ ہے کہ چونکہ ہر فقرہ کا جرم پتلا اور حجم صغیرہ تھا اس کو تحمل وسعت مجاری نخاع نہیں تھا کہ خاص طور کے ثقبہ اس میں رکھے جاتے سوائے اس فقرے کے ان میں سے جس کو ہم لکھ گئے مستثنیٰ کریں گے اور اس کی مفصل کیفیت ذکر کریں گے اب ہم یہ کہتے ہیں کہ مہرہ گردن کے شمار میں سات ہیں اور یہی مقدار عدد اور طول میں معتدل ہے اور ہر ایک فقرے کے واسطے ان میں سے سوائے فقرۂ اولی اور ثانیہ کے کل گیارہ زوائد مذکورہ ہیں کہ ایک سنسنہ اور دو جناح اور چار زوائد مفصلیہ شاخصہ اوپر اور چار نیچے یہ سب گیارہ ہوئے اور ہر جناح کے اوپر شعبہ اور ایک دائرہ ہے پس مخرج عصب ہر دو فقروں کے درمیان میں نصف پر قسمت پاتا ہے لیکن پہلے اور دوسرے مہرے کے واسطے چند خواص ایسے ہیں کہ وہ ان کے غیر میں نہیں پائے جاتے **یہ بھی جاننا ضروری ہے** کہ حرکت سر کی یمین و یسار ترکیب پاتی ہے اس مفصل سے کہ جو درمیان سر اور فقرۂ اولی کے ہے اور حرکت سر کی آگے اور پیچھے ترکیب پاتی ہے اس مفصل سے جو درمیان سر اور فقرۂ ثانی کے ہے اب واجب ہے کہ پہلے ہم مفصل اول کو بیان کریں مفصل اول کی یہ صورت ہے کہ دونوں شاخصہ فقرۂ اولی پر اوپر کی طرف دونوں جانبوں یمین و یسار سے دو فقرۂ پیدا کیئے گئے کہ ان دونوں میں دو زیادتیاں استخوان سر کی داخل ہوتی ہیں جس

وقت ایک زیادتی ان میں کی بلند ہو اور دوسری اندر ہو جائے تو سر اندر والی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس فقرہ پر دوسرے منفصل کا ہونا ممکن نہیں ہے اس جہت سے اس کے واسطے دوسرا فقرہ علیحدہ بنایا گیا کہ وہی فقرۂ ثانیہ ہے اور اس کے جانب مقدم سے جو بطرف باطن ہے ایک زیادتی طویل اور سخت روئیدہ ہوئی جس کا گزرا و رنفوذ ثقبہ فقرۂ اولی میں آگے نخاع کے ہوتا ہے اور ثقبہ ان دونوں میں مشترک ہے اور یہ ثقبہ پیش وپس زیادہ طول رکھتا ہے بہ نسبت داہنے اور بائیں کے اس لئے کہ مابین پیش اور پس کے دو چیزیں نفوذ کرنے والی ہیں کہ جن کے مکان میں گنجائش بہ نسبت نافذ و اخذ کے زیادہ درکار ہے اندازہ عرض کا موافق بڑے نافذ کے ان دونوں سے مقرر کیا گیا ہے اور اکبر نافذ نخاع ہے اور اس زیادتی کا نام سن ہے نخاع اس زیادتی سے بسبب رباطات قویہ کے پوشیدہ کردیا گیا ان رباطات کی پیدائش اسی واسطے ہوئی کہ ناحیہ سن کو ناحیہ نخاع سے جدا کردیں تا کہ سن نخاع کو شکستہ نہ کرے اپنی حرکت سے اور نہ اس کے مکان میں تنگی پیدا کرے یہ زیادتی فقرہ اولی سے برآمد ہوتی ہے اور استخوان راس کے فقرہ میں ڈوب جاتی ہے اور اس کے گرد فقرہ پھرتا ہے جو استخوان سر میں ہے اور اسی سے حرکت سر کی آگے اور پیچھے ہوتی ہے یہ سن آگے کی جانب دو منفعتوں کے واسطے پیدا کیا گیا **ایک** تو یہ نہایت محافظت کرے **دوسری** منفعت یہ کہ پتلی جانب مہرہ کے داخلی ہو خارجی نہ ہو۔ فقرۂ اولیٰ کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں سنسنہ نہیں ہے اس واسطے کہ اگر ہوتا تو اس میں ثقل پیدا ہوتا اور اس کے سبب سے معرض آفات ہوتا اس لئے کہ جو زیادتی کسی ضرر قوی کی دافع ہوتی ہے وہ اکثر کسر اور آفات کو ضعیف میں پیدا بھی کرتی ہے اور یہ بھی سنسنہ نہ ہونے کی وجہ ہے کہ اگر ہوتا تو عضل او رعصب کثیر جو اس کے گرد رکھے گئے ہیں اس کے سر شکستہ ہونے کا خوف تھا یا آنکہ حاجت اس مقام ایسے شوک نگاہدارندہ کی کم ہے اس لئے کہ یہ فقرہ مثل ایک مدفون اور پوشیدہ چیز کے ہے فقرہ بعید کی محافظات کے اندر جو کہ پہنچنے کے آفات سے محفوظ ہے اور

انہیں وجوہ سے اس میں انجبہ بھی مخلوق نہیں ہوئے خصوصاً جس وقت عصب اور عضل کی اکثر مقدار ان کی اس فقرے کے دونوں پہلوؤں میں بہ تنگی رکھی گئی اس لئے کہ اس کو مبدء سے نہایت قرب ہے پھر انجبہ کے واسطے مکان میں گنجائش باقی نہ رہی فقرۂ اولی کو ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ عصبہ اس کے جانبیں اور ثقبہ مشترکہ سے نہیں نکلتا بلکہ ان دو ثقبوں کے نکلتا ہے جو اس کے اوپر کے دونوں جانبوں سے متصل ہیں بطرف پشت کے اس لئے کہ اگر مخرج عصب کا وہ مقام ہوتا کہ جس جگہ پر سے دونوں زیادتیاں سر کی برآمد ہوتی ہیں اور فرورفتہ ہو جاتی ہیں اور جس جگہ ان دونوں کے حرکات قوی ہوتے ہیں ہر آئینہ عصب کو اس سے مضرت شدید پہنچتی اسی طرح اگر مخرج عصب کا اس مقام پر ہوتا جس جگہ پر دوسرے فقرہ میں دونوں زیادتی فقرۂ اولی کی درآتی ہیں وہ زیادتیاں فقرۂ اولی کی جو دونوں فقرہ ثانیہ میں بذریعہ مفصل نرم کے جو متحرک آگے پیچھے ہے داخل ہوتی ہیں تب بھی ضرر ہوتا ہے مخرج عصب کا اس لائق بھی نہ تھا کہ آگے اور پیچھے سے نکلتا بنظر ان اسباب کے جو اور مہروں کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے اور نہ اس لائق تھا کہ جانبیں سے آگے کی طرف ہوتا اس واسطے کہ جانبیں کی ہڈی پتلی ہے بہ سبب واقع ہونے اس زیادتی کے جس کا نام سن ہے پس چارہ کار یہی ٹھہرا کہ نزدیک مفصل راس کے تھوڑا سا اور طرف پشت کے جانبیں سے اس کی جگہ قرار پائے یعنی جہاں سے یہ عصب وسطین قرار پائے درمیان خلف اور جانب کے بہ نظر ضرورت کے یہ بھی واجب تھا کہ دونوں ثقبہ چھوٹے ہوں پھر یہ بھی ضرور ہوا کہ عصب دقیق ہوں اور دوسرے مہرے میں جب یہ بات ممکن نہ تھی کہ مخرج عصب کا اس میں اوپر سے ہو جیسا پہلے مہرے میں ہوا اس لئے کہ اس میں خوف تھا کہ اگر اس کا مخرج عصب بھی مثل فقرۂ اولی کے ہو تو بجہت حرکت فقرۂ اولی کے عصب ٹوٹ جائے اور ریزہ ریزہ ہو جائے اس حرکت فقرۂ اولی سے وہ حرکت مراد ہے کہ جو واسطے جھکانے سر کے آگے کی طرف یا پلٹنے سر کی پیچھے کی طرف ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن نہ تھا

کہ مہرہ ثانیہ مخرج عصب کے آگے یا پیچھے ہو بنظر اسی وجہ کے جو ابھی مذکور ہوئی اور نہ یہ ممکن تھا کہ مخرج عصب یمیں و یسار میں ہو ورنہ یہ مخرج عصب فقرۂ اولی کے مخرج عصب سے شرکت رکھتا اور ہر آئینہ عصب ثابت بنظر ضرورت کے باریک ہوتا اور ثابت اول کی کمی کی تلافی نہ ہوتی اور حاصل ان اعصاب سے ازواج ضعیفہ یکجا ہوتے اور فقرۂ اولی کی شرکت بھی بدستور رہوتی۔ اور فقرۂ اولی میں اگر دونوں جانب سوراخ ہوتے اس کا فساد حال تو اوپر بیان ہو چکا ان وجوہات سے واجب ہوا کہ ثقبے فقرہ ثانیہ کے دونوں جانب سنسنہ میں ہوں اس مقام پر جہاں محاذات دونوں ثقبہ فقرۂ اولی کے بھی باقی رہے اور جرم فقرۂ اولی کا دونوں کی مشارکت کا متحمل ہو زیادتی سن کی جو دوسرے فقرہ میں نکلتی ہے بذریعہ ایک رباط قوی کے فقرۂ اولیٰ سے بندھی ہوئی ہے مفصل سر کا فقرۂ اولی کے ساتھ اور مفصل سر مع فقرۂ اولی کے فقرۂ ثانیہ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مفصل کل فقرات مفاصل کے نسبت نرم ہیں اس لئے کہ ان دونوں کو طرف ان حرکات کے حاجت شدیدہ ہے جو ان دونوں سے ہوتے ہیں یعنی سر سے اور فقرۂ اولی مع فقرۂ ثانیہ کے اور یہ بھی حاجت ہے کہ یہ نسبت اور حرکات کے یہ حرکات پورے اور ظاہر نہ ہوں اور جس وقت سر کو مع مفصل ایک دو فقروں کے حرکت ہوتی ہے دوسرا ان دونوں کا اپنے مفصل کے ساتھ لازم ہو جاتا ہے اور مفصل مع اس فقرہ لازم کے بمنزلہ شئے واحد کے ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر سر کو آگے اور پیچھے حرکت ہو اس وقت سر مع فقرۂ اولی کے بمنزلہ استخوان واحد معلوم ہوتا ہے اور اگر سر کو طرف جانبین کے بلا تاریب حرکت ہو تو فقرۂ اولی اور ثانیہ بمنزلہ استخوان واحد کے ہو جاتے ہیں اسی قدر ہمارے ذہن میں کیفیت گردن کے فقروں کی اور ان کے خواص تھے جو لکھے گئے۔

فصل ساتویں از جملہ اولیٰ سینہ کے فقرات اوران کی منفعت کے بیان میں:

فقرے سینہ کے جن سے اضلاع متصل ہوتے ہیں اور بعد اتصال کے اعضائے تنفس کو گھیرتے ہیں یہ گیارہ فقرے ہیں جن میں سناسن اوراجنحہ ہیں اورایک فقرہ اس کے واسطے وہ جناح نہیں ہیں پس سب بارہ فقرے ہوئے اوران فقروں کے سناسن متساوی نہیں ہیں اس واسطے کہ جوسنسنہ متصل اعضائے شریفہ کے ہے وہ بڑا اورقوی تر ہے اجنحہ مہرون صدر کے سخت ہیں اورمقام کے مہروں سے اس لئے کہ اتصال اضلاع کا انہیں مہرون سے ہوتا ہے سات فقرے اوپر والے فقرات صدر کے سناسن بڑے ہیں اوراجنحہ غلیظہ ہیں تاکہ قلب کی نگہبانی بطورکامل کی جائے اورجبکہ سناسن کے سرے اس میں درآئے تو ان کی زوائد مفصلیہ چھوٹی اورعریض بنائی گئی نوتک اس لئے کہ ان کی زوائد مفصلیہ شاخصہ اوپر کی طرف وہی ہیں کہ جن میں فقرے التقام کے ہیں یعنی وہ مغاک جن کے اندر مہرے چھپ جاتے ہیں اورمفصلیہ شاخصہ جونیچے کی جانب ہیں ان میں سے نکلتے ہیں وہ حد یہ کہ جوفقروں میں منہدم ہوتے ہیں اوراس کے سناسن کا انحداب اسفل کی طرف ہوتا ہے اوردسویں زیادتی مفصلی کے اوپر یعنی نوین زیادہ اس کی سناسن گھڑے ہوئے اورمضبوط رہیں اوراس کی زوائد مفصلیہ کے واسطے دونوں طرف سے مغاک ہیں بے لقمہ کے اس لئے کہ اس کا التقام اوپر اورنیچے دونوں جانبوں سے ہوتا ہے جودسویں مفصل کے نیچے ہے اس کا التقام اوپر سے ہے اورفقرہ اس کا نیچے سے اورسناسن اس کے محدب اوپر کی طرف اورقریب ہے کہ ان سب کے منافع ہم ذکر کریں۔ بارھویں فقرہ کے واسطے جناح نہیں اس لئے کہ شدت حاجت بجہت اضلاع کے کم ہے اورنگہبانی کی منفعت کے واسطے ایک دوسری تدبیر کی گئی ہے کہ جوساتھ منفعت وقایہ کے ایک اورمنفعت کو جامع ہے بیان اس کا یہ ہے کہ مہرۂ قطن یعنی میان دوران کے ان میں حاجت عظم زیادہ ہے اورمفاصل کی مضبوطی بھی

زیادہ درکار ہے اس لئے کہ وہ اپنے اوپر کی چیزوں کا بوجھ اٹھائے ہیں اس واسطے حاجت ہوئی کہ فقرہ اور قم مفاصل میں بعد و کثیر ہوں پس ان کے مفاصل کے زوائد دوچند کئے گئے اور اس کی بھی حاجت ہوئی کہ جس طرف سے کہ خرزہ یعنی مہرہ قطن متصل بارھویں فقرہ صدر کا ہے اس کے مشابہ ہو لہذا اس کے زوائد مفصلیہ مضاعف کئے گئے اور جو چیز قابل جناح کے نہیں تھی ان زوائد میں خرچ ہوگئی بعد اس کے زیادہ تعریض لاحق ہوئی قریب ہے جو چیز کہ عریض ہوئی ہے بمشابہ جناح کے ہو جائے اس طرح کی خلقت میں دونوں منفعتیں جمع ہوگئیں یعنی جناح کا بھی کام نکل آیا اور استواری بھی پیدا ہوئی یہ بارھواں فقرہ وہی ہے کہ جس کے متصل کنارہ حجاب صدر کا ہے اور اس بارھویں مہرے تک اوپر جتنے مہرے ہیں ان کا چھوٹا ہونا اس طور کی مضبوطی سے کہ ان کے زوائد مفصلیہ زیادہ کئے جائیں مستغنی ہے بلکہ اس قدر کہ جو سناسن اور اجنحہ سے پیدا ہوتی ہے تکثیر زوائد سے ان کو بے پروا کرتی ہے اور چونکہ مہرے سینہ کے گردن کے مہروں سے بڑے تھے اس لئے ثقبہ مشترکہ دو مہروں پر برابر منقسم نہ ہو بلکہ تھوڑی کمی و بیشی اس طرح پر ہوئی کہ اوپر کے مہرے کو اس ثقبہ سے بڑا حصہ ملا اور نیچے کے مہرے کو کم اور یہ کمی و بیشی درجہ بدرجہ ایسی نسبت پر واقع ہوئی کہ ایک ثقبہ پورا ایک ہی مہرے کے واسطے مقرر رہا جو دسواں مہرہ ہے اور باقی مہرے سینہ اور قطن کے ان کا جرم متحمل اس بات کا ہوا کہ پورے ثقبہ کو برداشت کرلے لہذا مہرہ قطن میں ایک داہنا اور ایک بایاں رکھا گیا واسطے خروج عصب کے۔

فصل دسویں جملہ اولی سے فقرات قطن کے بیان میں:

فقرات قطن یعنی میانہ دوران بجانب پشت فقرات قطن سناسن اور اجنحہ چوڑے ہوتے ہیں اور زوائد مفصلیہ اسفل کی جانب کے ایسے عریض ہیں کہ مشابہ اجنحہ واقبہ کے ہیں اور یہ پانچ فقرے ہیں اور قطن مع عجز کے بمنزلہ قاعدہ کے ہے واسطے کل پشت کے اور تنہا قطن دعامہ اور حامل ہے واسطے استخوان عانہ کے اور منبت ہے پانوں

کے پٹھوں کا۔

فصل گیارھویں تشریح میں عجز کے:

ہڈیاں عجز میں تین ہیں اور وہی نہایت مضبوط فقرے ہیں از روے تہذم یعنی درستی اور استواری مفصل کے اور اتحبہ کے عریض ہوتے ہیں بھی یہ فقرے سب فقروں سے زیادہ ہیں عصب ان ثقبوں سے ان فقروں کے نکلتا ہے کہ حقیقتاً ان کی جانبیں پر نہیں واقع ہیں تا کہ مفصل ورک کی مزاحمت ان کو نہ پہنچے بلکہ مفصل سے دور تر اور بہت داخل بطرف قدام اور خلف کے ہیں اور ہڈیاں عجز کی مشابہ ہڈیوں قطن کے ہیں۔

فصل بارھویں تشریح عصعص میں:

تہیگاہ کی ہڈی جس کا عصعص نام ہے مرکب تین فقروں غضروفی سے ہے کہ ان کے واسطے زوائد نہیں ہیں عصب کی پیدائش ان کے ثقبہ مشترکہ سے ہوتی ہے جس طرح گردن میں ہے بوجہ چھوٹے ہونے فقرات کے اور تیسرے فقرے کنارے سے ایک عصب مفرد نکلتا ہے کہ وہ زوج نہیں ہے۔

فصل تیرھویں مثل خاتمہ کے منفعت پشت میں:

پشت کی ہڈیوں کی نسبت کلام مناسب جدا جدا کر چکے اب مجموع پشت کی منفعت میں ایک کلام جامع ہم کرتے ہیں۔ ساری پیٹھ بمنزلہ شئے واحد کے ہے اور جو افضل اشکال تھے یعنی شکل مستدیر اس کو ملی ہے اس لئے کہ شکل مستدیر بہ نسبت سب شکلوں کے قبول آفات بروقت صدمات کے کم کرتی ہے۔ اس واسطے قبہ دار بنائی گئی اوپر کے فقروں کے سرے نیچے کی طرف اور نیچے کے سرے اوپر کی طرف اور جمع ہو گئے نزدیک واسطے کے جو دسواں فقرہ ہے اور یہ دسواں فقرہ قبہ دار نہ ہو اگر کسی طرف اسی میں قبہ ہوتا تو دونوں خم ار سرے نیچے اوپر کے اس پر منہدم نہ ہوتے۔ اور باندازہ نہ جھکتے اور جگہ بناتے کہ درست بیٹھیں۔ دسواں فقرہ واسطہ ہے واسطے سناسن کے عدد میں واسطہ نہیں مجموع ہے بلکہ طول میں ہر گاہ کہ پشت محتاج حرکت دوہری ہونے اور

جھکنے کی طرف جانبین کے ہے اور یہ بات اسطور پر تمام ہوتی ہے کہ واسطہ ضد اس حرکت میں زائل ہوتا ہے اور واسطہ کی فوقانی اور تحتانی چیزیں بطرف اس جہت حرکت کے مائل ہوتی ہیں گویا کہ دونوں کنارے پشت کے مائل ہوتے ہیں ملجانے پر اس لئے پشت کے واسطے بقم نہیں پیدا کئے گئے بلکہ فقرے ضد جہت میل میں آسان ہو اور فوقانی کو یہ بات حاصل ہو کر طرف اسفل کے کھنچ جائے اور تحتانی کو یہ بات حاصل ہو کہ بطرف فوق کے منجذب ہو جائے۔

فصل چودھویں اضلاع کی تشریح میں:

اضلاع یعنی پسلیاں حفاظت کرتی ہیں آلات تنفس کو جنہیں گھیرے ہوئے ہیں اور اسی طرح بچاتی ہیں آلات غذا کے اعالی کو یعنی اوپر والے آلات جیسے فم معدہ اور پسلی سب مل کر ایک استخوان واحد نہیں بنائی گئیں ورنہ ثقل پیدا ہوتا اور کسی جگہ آفت پہنچتی تو تمام عضو ماؤف ہو جاتا یہ بھی ایک فائدہ تعدد پسلیوں کا ہے کہ جس وقت حاجت زیادہ ہوتی ہے بالطبع خواہ احشاء غذا سے ممتلی ہوں یا نفخ ہو اور مکان وسیع کے واسطے ہوا ئے محبتدب کی ضرورت ہو تو انبساط اضلاع کا سہل ہو جائے اور یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ اگر پسلیاں متعدد ہوں تو ان کے درمیان میں عضل صدر آسکے وہ عضل کہ جو افعال تنفس کا اور جو چیزیں کہ متصل بافعال تنفس ہیں ان کا معین ہے۔ ہر گاہ سینہ محیط ریہ اور قلب کا ہے اور ان دونوں کے ہمراہ جو چیزیں ہیں ان کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہے پس ضرور ہوا کہ ان دونوں کی حفاظت اور نگہبانی میں نہایت احتیاط کی جائے اس واسطے کہ تاثیر ان آفتوں کی جو ریہ اور قلب کو عارض ہوتی ہیں بہت بڑی ہے اور بایں ہمہ مضبوطی ان کی جمیع جہات سے ایسی ہونی چاہیے کہ قلب وریہ پر تنگی اور کچھ ضرر نہ پہنچنے پائے اس واسطے سات پسلیاں اوپر کی مع ان چیزوں کے جس پر وہ مشتمل ہیں اس طرح بنائی گئیں کہ نزدیک سینہ کے ملتقی ہوئیں اور محیط ہوئیں عضو رئیس کے جمیع جوانب سے اور جو پسلیاں متصل آلات غذا کے ہیں ان کی پیدائش مثل محرزہ یعنی ہیکل

کے پیچھے سے ہے کہ اس کو حاسہ بصر نہیں دریافت کر سکتا اور آگے سے متصل نہیں ہوا بلکہ درجہ بدرجہ اس میں انفاع پیدا ہوا سب سے اوپر جو پسلی ہے اس کی مسافت مابین اطراف ظاہرہ کے کمتر ہے اور سب سے نیچے کی مسافت مابین اطراف سے زیادہ ہے یہ بات اس غرض سے رکھی گئی کہ حفاظت اعضائے غذا کی مثل کبد وطحال وغیرہ پر مجتمع ہو جائیں اس میں گنجائش اور وسعت مکان معدہ کو بھی ملتی ہے جس وقت غذاؤں سے پر ہوا تمیں تنگی نہ آنے پائے اسی طرح بحالت نفخ ریحی کے سات پسلیاں کہ جو اوپر ہیں ان کا نام اضلاع صدر ہے اور یہ ہر جانب سے سات ہیں دو بیچ والی ان تین کی بڑی اور طولانی ہیں اور کنارے کی چھوٹی اور یہی شکل کمال احتیاط پر ہے اس بات میں کہ اندرونی شئے کو بخوبی شامل ہوں اور یہ پسلیاں اولاً اپنی خمیدگی پر مائل بطرف اسفل ہوتی ہیں پھر پلٹ کر دوسرا سرا ان کا مائل بجانب فوق ہو کر متصل بسینہ ہو جاتا ہے جیسے ہم آگے ابھی بیان کریں گے تاکہ اشتمال پسلیوں کا وسیع تر مکان میں ہو ہر واحد میں ان اضلاع کے دو زیادتیاں داخل ہوتی ہیں دو مغاک اندرونی میں جو ہر بازو پر واقع ہیں اس جہت سے ایک مفصل دوہرا پیدا ہوتا ہے اور یہی حال ہے سات پسلیوں فوقانی کا سینہ کی ہڈیوں سے ہے پانچ چھوٹی پسلیاں جو باقی رہیں وہ بھی ہڈیاں پیچھے کی اور اضلاع زور یعنی چھوٹی پسلیاں کہلاتی ہیں اس واسطے کہ یہ پوری پسلیاں ہیں اور ان کے سرے متصل بغضاریف پیدا کئے گئے تاکہ بروقت صدموں کے ٹوٹنے سے محفوظ رہیں اور اعضائے نرم سے نہ ملیں اور حجاب سے بھی ان کو اتصال نہ ہو کہ یہ سخت ہیں بلکہ ملیں ان اعضا کو ایسے جرم سے جو سختی اور نرمی ہیں متوسط ہے۔

فصل پندھویں تشریح میں قص یعنی سر سینہ کے:

قص یعنی سر سینہ مرکب ہے سات ہڈیوں سے اور کل کی ایک ہڈی نہیں پیدا کی گئی اس منفعت سے جس کا اوپر بیان مکرر ہو چکا ہے اور یہ تھی منفعت ہے کہ نرم ہو مساعدت یعنی قوت دیتے ہیں اس چیز کے جو اس کے گرد ہے اعضائے تنفس سے بیچ

انبساط کے اسی واسطے نرم پیدا کیئے گئے غضاریف سے ملے ہوئے تا کہ جو حرکت پوشیدہ ان کی ہے اس پر معین رہیں اگر چہ مفاصل ان کے موثق ہیں اور سات ہڈیاں بشمار اضلاع کے اس واسطے پیدا کی گئیں کہ ان سے التصاق ایک ایک کا باقی رہے اسفل قص کے متصل ہوتی ہے ایک استخوان غضروفی چوڑی جس کا کنارا نیچے کا مائل باستدادت ہے اور اس کا نام خنجری رکھا گیا اس لئے کہ مشابہ خنجرہ ہے اور یہ ہڈی فم معدہ کی حفاظت کرتی ہے اور درمیان سر سینہ اور اعضائے نرم کے واسطے ہے کہ اتصال سخت کا نرم سے اچھی طرح انجام پاتا ہے جیسا مکرر ہم کر چکے ہیں۔

فصل سولویں تشریح ترقوہ یعنی ہنسلی میں:

ہنسلی کی ہڈی دونوں جانب پر سر سینہ کے رکھی ہوئی ہے بیچ میں نزدیک نحر کے خالی ہے جہاں گڑھا سا معلوم ہوتا ہے اور محدود کیے ہوئے ہنسلی ایک فرجہ یعنی گہری جگہ جس میں نفوذ کئے ہوئے ہیں وہ رگیں جو دماغ کو چڑھنے والی ہیں اور وہ پٹھہ جو دماغ سے اترتا ہے بعد اس کے جانب وحشی کی طرف مائل ہوتا ہے اور سر شانہ سے متصل ہوتا ہے اسی پٹھہ سے شانہ کا ارتباط ہوتا ہے اور شانے اور پٹھے دونوں سے مل کر عضد بنتا ہے۔

فصل سترھویں کی تشریح میں:

شانہ کی خلقت دو منفعتوں کے واسطے ہے ایک تو یہ کہ عضد اور ہاتھ اس سے متعلق ہوں تا کہ عضد سینہ کے متصل نہ ہو پس دشوار ہوتی حرکت ہر ایک ہاتھ کی طرف دوسرے کے اور تنگی ہوتی بلکہ پیدا کیا گیا پسلیوں سے جدا اور جہالت حرکات میں اس کے واسطے وسعت رکھی گئی کہ طرف پھرلے **دوسری منفعت** یہ کہ نگاہبان رہیں ان اعضا کے جو سینہ میں محصور اور کھڑے ہوئے ہیں اور قائم ہوں مقام سناسن فقرات اور اجنحہ فقرات کے جس مقام پر نہ فقرے ہیں کہ مقاومت صدمات کی کر سکیں اور نہ حواس ہیں کہ ان صدمات پر آگاہی دیں اور شانہ جانب وحشی سے

باریک ہوتا ہے اور غلیظ ہوتا جاتا ہے تاایکہ کنارۂ وحشی پر ایک فقرہ یعنی مغا کو جو غائر نہیں ہوتا پیدا ہوتا ہے اس میں مدور کنارا عضد کا داخل ہوتا ہے اور اس فقرے کے واسطے دو زیادتیاں ہیں ایک تو فوق اور خلف کی طرف اس کا نام اجزم ہے اور منقار الغراب بھی کہتے ہیں یعنی کوے کی چونچ اسی زیادتی سے ربط شانہ کا ترقوہ سے ہے اور یہی زیادتی انخلاع یعنی باہر نکل جانے عضد کو اوپر کی جانب سے منع کرتی ہے دوسری زیادتی داخل اور اسفل میں ہے سر عضد کو باہر نکل جانے سے منع کرتی ہے پھر شانہ چوڑا ہوتا جاتا ہے جہت انسی میں جس قدر قصد میلان کا کرے تاکہ شمول اس کا محافظت اضلاع پر زیادہ ہو یعنی جس قدر زیادتی پسلیوں سے قریب ہوتی جاتی ہے منفعت حفاظت کی بخوبی ظاہر ہوتی جاتی ہے پشت پر کتف کے ایک زیادتی بشکل مثلث ہے جس کا قاعدہ نجانب وحشی اور زاویہ بطرف انسی واقع ہے تاکہ مسطح اور ہموار ہونے پشت میں خلل نہ ہو اس واسطے کہ قاعدہ اگر جانب انسی میں ہوتا جلد کو اٹھا دیتا اور اذیت پہنچتا بروقت مصادمات کے اور یہ زیادتی بمنزلہ سنسنہ کے واسطے فقرات کے ہے اس کی خلقت بغرض محافظت ہوئی ہے اور اس کا نام عسر الکتف ہے یعنی تیزی سر کتف اور نہ ایسا عریض ہونا کتف کا نزدیک اس غضروف کے ہے جہاں پر گول سرا متصل ہو جاتا ہے اور متصل ہونا ان کا غضروف سے بنظر اسی علت کے ہے جو سب غضاریف کے بیان میں ذکر کی جاتی ہے۔

فصل اٹھارویں تشریح عضد میں:

ہاتھوں کی ہڈی گول پیدا کی گئی تاکہ قبول آفات سے دور رہے اور اس کے اوپر کا کنارہ محدب ہے کہ فقرہ کتف میں داخل ہوتا ہے وہ کنارا ساتھ ایک جوڑ نرم کے جو نہایت نامضبوط ہے اور اسی مفصل کی نرمی کے جہت سے اکثر بازو کو خلع عارض ہوتا ہے یعنی یہی جوڑ اکثر اتر جاتا ہے اس نرمی سے وہ کام نکلتے ہیں ایک حاجت ہے اور دوسرے امان حاجت آسانی حرکت کی جمیع جہات میں **امان** یہ ہے کہ اگرچہ بازو

محتاج قدرت چند حرکات کا مختلف جہات میں ہے لیکن یہ حرکات چونکہ دائمی اور اکثری نہیں ہیں کہ خوف بازو کے رباطات ٹوٹنے کا یا اس کے اتر جانے کا ہو بلکہ بازو اکثر حالات میں ساکن رہتا ہے اور سارا ہاتھ متحرک رہتا ہے۔ اسی واسطے اور سب مفاصل میں زیادہ مضبوطی کی گئی اور عضد کا خاص **مفصل** اتنا مضبوط نہیں بنایا گیا۔ **مفصل** عضد کو چار اربطہ شامل ہیں **ایک** ان میں کا عریض غشائی ہے کہ **مفصل** کو گھیرے ہوئے ہے جس طرح اور مفاصل میں بھی صورت رباط کی واقع ہے **دوسرا اور تیسرا** رباط دونوں اجزم سے اترتے ہیں ایک ان میں کا جس کا کنارا عریض ہے کنارہ عضد کو شامل ہے اور دوسرا ان میں کا بڑا اور سخت ہے ہمراہ چوتھے رباط کے انہیں اربطہ سے اترتا ہے اس زیادتی سے جو نزدیک ہے خز کے یعنی اس شئے کے جو بطور نیفہ ازار ان دونوں کے واسطے بنائی گئی ہے اور شکل ان دونوں کی چوڑی ہے خصوصاً بروقت مماس ہونے عضد کے ان کی اس وضع خاص کی جہت سے یہ بات ہوئی ہے کہ مستبطن عضد ہوتے ہیں یعنی باطن عضد میں داخل ہیں پس متصل ہوتے ہیں اس **عضل** کے جو باطن عضد پر رباط بنایا گیا ہے بازو میں تقعیر یعنی گڑھا بجانب انسی ہے اور تجذیب یعنی کوزہ پشت بطرف وحشی تا کہ پوشیدہ ہو جو **عضل** اس پر بنا جاتا ہے اور جو عصب اور عروق اس باف کے تانے بانے میں داخل ہیں اور وہ بھی چھپ جائیں تا کہ خوب درست ہو لغل میں لینا اس چیز کا جسے انسان بغل میں لینا چاہے اور تا کہ درست ہو اٹھا کر رکھنا ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر کنارہ بازو کا نیچے والا اس پر دو زیادتی مثل خلق مرکب ہوئے ہیں ان میں جو متصل باطن کے ہے طولانی اور دقیق ہے اور اس کے واسطے کسی چیز سے مفصل نہیں ہے بلکہ یہ زیادتی نگہبانی عصب اور عروق کے مقرر کی گئی ہے اور دوسری زیادتی جو متصل ظاہر کے ہے اس سے **مفصل مرفق** تمام ہوتا ہے اس طرح پر کہ فقرۂ زند اعلیٰ کا اور ایک لقمہ اسی فقرہ کا جس طرح پر ہم آگے بیان کریں گے ان دونوں کے بیچ میں ضرور ایک شئے بطور نیفہ ازار کے ہے اور دونوں کناروں پر اس نیفہ کے آگے

اور اوپر سے ایک فقرہ اور نیچے اور پیچھے سے دوسرا فقرہ ہوتا ہے اور نقرہ انسی اوپر والا ان دونوں میں سے برابر اور چکنا ہے کوئی مانع اس پر نہیں ہے اور فقرہ وحشی ان دونوں سے بڑا ہے اور جو چیز فقرہ انسیہ سے ملتی ہے چکنی نہیں ہے اور نہ اس کا گڑھا مستدیر ہے بلکہ مثل سیدھی دیوار کے ہے جس وقت اس میں زندہ صاعد بطرف جانب وحشی حرکت کرتا ہے اور اس تک پہنچتا ہے ٹھہر جاتا ہے اور ہم عنقریب بیان اس حاجت کا جو ان دونوں کی طرف ہے کریں گے اور بقراط نے ان دونوں کا عتبتین نام رکھا ہے یعنی ہر ایک کو عتبہ کہتا ہے۔

فصل انیسویں تشریح ساعد میں:

پہنچا کہ دو ہڈیوں سے مرکب ہے جو طولاً آپس میں ملی ہوئی ہیں ہر ایک کا نام زند ہے اوپر والی جو متصل انگوٹھے کے ہے اور ہر ایک اس کو زند اعلیٰ کہتے ہیں اور پیچھے والی کہ متصل خنصر کے ہے وہ موٹی ہے اس واسطے کہ وہ اوپر والی کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور زندہ اسفل اس کا نام ہے۔ زندہ اعلیٰ کی منفعت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے حرکت بازو کی التوا یعنی لپٹنا اور انبطاح یعنی گر پڑنے کی ہے اور منفعت زند اسفل کی یہ ہے کہ اس سے حرکت بازو کی انقباض یعنی کھنچنا اور انبساط پھیلنے کی تمام ہوتی ہے اور وسط دونوں زندوں کا باریک ہوا اس لئے کہ جو عضل غلیظ ہر ایک کو گھیرے ہوئے ہے۔اسی کی گندگی نے ان کو اپنی گندگی سے مستغنی کیا ہے اور یہ ثقیل بھی نہ ہونے پائے بلکہ سبک رہے کنارے ان دونوں کے اس واسطے گندہ ہوئے کہ حاجت اگنے رباطات کی ان دونوں سے زیادہ ہے چونکہ بکثرت دھکا دینے والی اور صدمہ پہنچانے والی سخت چیزیں ان تک پہنچتی ہیں جس وقت کہ مفاصل متحرک ہوتے ہیں اس لئے ان کا غلیظ ہونا ضرور تھا اور یہ بھی ایک ضرورت ہے کہ یہ گوشت اور عضل سے خالی ہیں زند اعلیٰ ترچھا ہے گویا کہ جہت انسیہ سے ترچھا ہونا شروع کرکے تھوڑا سا منحرف جانب وحشی میں لپٹ کر ہو جاتا ہے اس اعوجاج یعنی کجی کی منفعت یہ ہے کہ استعداد حرکت

التوا کی بخوبی ہو جاتی ہے اور زند اسفل سیدھا ہے اس لئے کہ وہ زیادہ تر صلاحیت انقباض اور انبساط کی رکھتا ہے۔

فصل بیسویں مرفق کی تشریح میں:

کہنی مرکب ہے **مفصل** زند اعلیٰ اور **مفصل** زند اسفل سے مع عضد کے زند اعلیٰ کے کنارے پر ایک **فقرہ** ہے منہدم یعنی درست کیا ہوا جس میں ایک لقمہ طرف وحشی عضد سے آ کر مرتبط ہو جاتا ہے اور گھوم جاتا ہے اور اسی فقرہ سے حرکت انبطاح اور التوا پیدا ہوتی ہے اور زند اسفل کہ اس میں دو زیادتیاں ہیں جن کے بیچ میں ایک چیز بطور نیفہ کے مشابہ حرف شین کتابت یونانی اس طرح پر ہے اور یہ نیفہ محدب السطح ہے جو سطح اس کی تقعیر میں ہے تاکہ درست بیٹھے وہ چیز جو نیفہ میں کنارے پر اس عضد کے جو مقعر ہے مگر شکل اس کی تقعیر کے مشابہ حدبہ یعنی پشت دائرہ کے ہے پس انہدام سے اس نیفہ کے جو چیز درمیان دونوں زیادتی زند اسفل کے اس نیفہ میں ہے ملتی ہے **مفصل** مرفق سے جس وقت دونوں سرے نیفہ کے ایک دوسرے پر حرکت کر کے پیچھے اور نیچے پھریں ہاتھ کھل جاتا ہے جس وقت آڑ کرے نیفہ دونوں دیواروں فقرہ حاسہ سے واسطے لقمہ کے روک لے گا اور منع کرے گا ہاتھ کو زیادتی انبساط سے پس ٹھہر جائے گا پہنچا اور سپاز و سیدھا ہو کر اور جس وقت ایک سرا نیفہ کا دوسرے پر آگے اور اوپر کی جانب حرکت کرتا ہے ہاتھ کھینچ کر ایسا ہوتا ہے کہ ساعد اور عضد جانب انسی اور قدام میں مماس ہو جاتی ہے دونوں کنارے زندین کے نیچے سے یکجا مجتمع ہوتے ہیں مثل شئے واحد کے اور بیچ میں ایک مغا کچھ وسیع پیدا ہوتا ہے جس کا اکثر مشترک زند اسفل میں ہے اور جس قدر غار ہونے سے باقی رہتا ہے وہ محدب اور چکنا ہوتا ہے تاکہ دور ہو جائے پہنچنے آفات سے خلاف فقرہ زند اسفل سے ایک زیادتی پیدا ہوتی ہے طول میں اور قریب ہے منفعت اس کی ہم بیان کریں۔

فصل اکیسویں وسغ کی تشریح میں:

باریکی پیوند سر دست کو کہتے ہیں اور یہ عضو مرکب ہو بہت سی ہڈیوں سے تا کہ آفت عام کل پیوند کو نہ ہو اگر کسی طرح پہنچے۔ اور ہڈیاں رسغ کی سات ہیں اور ایک ہڈی زاہد ہے اصلی سات ہڈیوں کی دو صفیں ہیں ایک صف متصل پہنچے کے ہے اس کی تین ہڈیاں ہیں اس واسطے کہ وہ متصل پہنچے کے ہے پس ضرور ہے کہ باریک ہوں اور ہڈیاں دوسری صف کی چار ہیں اس لئے کہ وہ متصل پشت کف دست کے اور انگلیوں کے ہیں اسی جہت سے ضرور تھا کہ دو صف زیادہ چوڑی ہوں اور تینوں ہڈیوں مذکورہ میں داخل ہوں ان ہڈیوں کے وہ سری جو متصل پہنچے کے ہیں باریک بہت درست اور متصل ہیں اور جو سرے کے متصل دوسری صف کے ہیں چوڑے ہیں اور درستی اور اتصال میں کم ہیں آٹھویں ہڈی جو زائد ہے وہ دونوں صفوں میں رسغ کے داخل نہیں ہے بلکہ یہ ہڈی پیدا کی گئی ہے تا کہ حفاظت کرے اس چھوٹے عصب کی جو کفدست میں آیا ہے صف ثلاثی یعنی پہلی صف جس میں تین ہڈیاں ہیں حاصل ہوتی ہے رسغ کے واسطے بجہت اجتماع سر ہائے استخوان رسغ کے پس داخل ہوتی ہے اس فقرے میں جسے ہم نے ذکر کیا بیان میں دونوں کنارے زندین کے اس جہت سے حاصل ہوتا ہے مفصل انبساط اور انقباض کا اور یہ آٹھویں ہڈی زائد زند اسفل میں داخل ہوتی ہے اس فقرے میں جو ہڈیوں میں رسغ کے ہے پس اس کے ذریعہ سے مفصل التواء وانبطاح پیدا ہوتا ہے۔

فصل بائیسویں مشط کف کی تشریح میں:

مشط کف بھی بہت سی ہڈیوں سے مرکب ہے تا کہ اگر کوئی آفت اس مقام میں پہنچے شامل تمام عضو کو نہ ہو اور ممکن ہو تقعیر کف کے واسطے جس قدر درکار ہے بروقت قبض کے اوپر اٹھانے گول چیزوں کے اور ضبط کرنے بہنے والی چیزوں کے یہ ہڈیاں مفاصل موثق رکھتی ہیں اور ایک دوسری سے بندھی ہوئی ہے تا کہ متفرق نہ ہو جائے

پس ضعیف ہو جائے بوقت ضبط کے کفدست اس چیز کے جس پر شامل ہو اور جس کو گھیرے اور بند کرے یہاں تک کہ اگر جلد کفدست کی چھیل ڈالی جائے یہ ہڈیاں ایسی نظر آئیں گی گویا کہ متصل ہیں اور ان کے فضول جس سے بعید ہیں اور باوجود اس کے بندش نے ایک دوسری کو مضبوط کر رکھا ہے مگر ان ہڈیوں میں تھوڑی سی لطافت اس انقباض کی ہے جو باطن کف کی تقعیر تک پہنچتا ہے ہڈیاں مشط کی چار ہیں اس واسطے کہ یہ چاروں انگلیوں سے متصل ہیں اور قریب قریب ہیں اس جانب سے جو رسغ سے ملتی ہے تا کہ خوب اتصال ہو ان کا ہڈیوں سے جیسے ایک ہی میں ملی ہوئی ہڈیاں متصل ہوتی ہیں اور کشادہ ہیں یہ ہڈیاں تھوڑی سی انگلیوں کی طرف تا کہ اچھا ہو اتصال ان کا ان ہڈیوں سے جو کشادہ جدا جدا ہیں اور باطن سے ان میں گڑھا پڑا ہوا ہے جس کی منفعت تو نے پہچان لی ہے۔ مفصل ورسغ کا مع مشط کے پیوند پاتا ہے ان فقروں میں جو کنارے ہڈیوں ورسغ کے ہیں اور داخل ہوتا ہے ان فقروں میں لقمہ ہڈیوں مشط سے جو پھنسی ہوئی ہیں غضاریف سے۔

فصل تیسویں انگلیوں کی تشریح اور ان کی منفعت کے بیان میں:

انگلیاں آلات مقرر کی گئی ہیں گرفت میں چیزوں کے اور گوشت محض سے نہیں پیدا کی گئیں جس میں ہڈی نہ ہو اگرچہ مختلف حرکات کا واقع ہونا اس صورت میں بھی ممکن تھا جیسے اکثر کیڑے اور مچھلیاں جو بے استخوان کی مخلوق ہیں وہ حرکت کرتی ہیں اور ان حرکات مختلفہ کا ان سے صدور ضعف واسترخاء ہوتا ہے اور انگلیوں میں ہڈیاں اس واسطے بنائی گئیں کہ ان کے حرکات اور افعال سست اور ضعیف نہ ہوں جیسے صاحبان رعشہ کے اور پھر ہر انگلی ایک ہڈی سے نہیں بنائی گئی تا کہ افعال ان کے بدشواری نہ ہوں جس طرح سے انگلیاں ان لوگوں کی کہ بوجہ خلقت اصلی خواہ بوجہ پھر جانے کسی مادہ کے گر جائیں اور قبض وبسط نہ کر سکیں اور تین ہڈیوں پر اس واسطے اختصار کیا گیا کہ اگر تین سے زیادہ انگلیوں میں جوڑ ہوتے تو زیادتی حرکات کی بھی ان کے

کے بعد نبصر کے اس کے بعد سبابہ کے اس کے پیچھے خنصر کے بہ ترتیب چھوٹے بڑے بنائے گئے تا کہ سرے انگلیوں کے بروقت گرفت کے برابر ہو جائیں اور بیچ میں کوئی فصل اور انفراج باقی نہ رہے اور با ایں ہمہ چاروں انگلیاں اور ہتھیلی مل کر ایسی تقعیر پیدا کریں تا کہ گول چیز کی گرفت میں کام آئے۔ انگوٹھا عدل یعنی شبیہ ہے سب انگلیوں کے واسطے اگر اس کا مقام جہاں اب ہے وہاں نہ ہوتا تو اس کی خلقت سے جو منفعت ہے وہ باطل ہوتی اس لئے اگر اندر ہتھیلی کے رکھا جاتا تو اکثر کام جو ہم ہتیلی سے لیتے ہیں نہ ہو سکتے اور اگر بطرف خنصر کے بنایا جاتا تو دونوں ہاتھ جیسے ایک دوسرے کے سامنے اب ہیں نہ رہتے دونوں ہاتھوں کا برابر سامنے ہوتا کبھی کسی چیز کے اٹھانے میں بوجہ یکجا کرنے دونوں ہاتھوں کے بہت بکار آمد ہوتا ہے اس سے زیادہ بعید صورت انگوٹھے کی یہ تھی کہ انگوٹھا پشت دست پر رکھا جاتا۔ ابہام کا ربط مشط کے ساتھ نہیں کیا گیا تا کہ بعد درمیان انگوٹھے اور سب انگلیوں کے کم نہ ہو جائے۔ جس وقت چاروں انگلیاں کسی طرف ایک شئے کے لینے پر متوجہ ہوں اور انگوٹھا ان کی مقاومت دوسری جانب سے کرے تو لے لینا کف کا بڑی چیز کو ممکن ہوتا ہے اور انگوٹھا دوسرے سے مثل ڈوب کے ہے اس چیز پر جس کی گرفت کرے اور چھپاے نبصر اور خنصر مثل پردے کے نیچے ہو جاتے ہیں۔ سلامیات یعنی ہڈیاں انگلیوں کی سب میں وصل اور پیوند کیا گیا ہے بذریعہ حروف یعنی تیز نوکوں کے اور فقری یعنی گڑھوں کے جو ایک دوسرے میں متداخل ہے ان کے بیچ میں ایک رطوبت چسپندہ ہے اس واسطے کہ ان جوڑوں میں تری ہمیشہ رہے اور حرکت ہاتھ کی اس تری کو خشک نہ کر دے۔ انگلیوں کے مفاصل اربطہ تو یہ پر شامل ہیں اور غضروفی جھلیوں سے ملتے ہیں اور مفاصل کے گڑھے ان سے پر کئے جاتے ہیں واسطے زیادتی مضبوطی کے چھوٹی ہڈیوں سے جن کا سمسہ انبات نام ہے۔

فصل چوبیسویں ناخن کی تشریح اور ان کی منفعت کا بیان:

ناخن کی پیدائش چار منفعتوں کے واسطے ہوئی ہے۔ **پہلی منفعت** تکیہ ہو انگلی کے پور کا تا کہ سست نہ ہو جائے جس وقت زیادہ زور کرے کسی چیز کے گرفت میں **دوسری منفعت** قادر ہو جائیں انگلیاں چھوٹی چیزوں کے چننے پر **تیسری منفعت** قادر ہو جائیں انگلیاں بذریعہ ناخن کے چھیلنے اور صاف کرنے میں کسی چیز کے **چوتھی منفعت** بعض وقت ناخن بمنزلہ ہتھیار کے ہو جاتے ہیں۔ پہلی تین منفعتیں نوع انسانی کے واسطے مناسب ہیں اور چوتھی اور حیوانات کے واسطے ہے ناخن کے کنارے گول پیدا کئے گئے جیسا معلوم ہو چکا اور ہڈیاں ناخن کی نرم بنائی گئیں تا کہ اطمینان پائے نیچے ناخن کے سر انگشت صدمے سے اس چیز کے جو اس کو ٹھونکتا ہے پس پھٹ نہ جائے اس کے صدمے سے ناخن کی پیدائش ہمیشہ مقرر کی گئی اس لئے کہ وہ ایسے مقام میں ہے جہاں شگافتہ ہونا اور ریزہ ریزہ ہونا ہمیشہ ہوتا ہے۔

فصل پچیسویں عانہ یعنی پیڑو کی ہڈیوں کی تشریح میں:

نزدیک سرین کے دو ہڈیاں داہنے بائیں ہیں کہ بیچ میں ایک مفصل موثق سے ملتی ہیں اور وہ دونوں مثل بناء کے ہیں کل اوپر کی ہڈیوں کے واسطے اور حامل اور ناقل نیچے کی ہڈیوں کے واسطے ہر ایک ہڈی ان دونوں میں سے چار حصوں پر تقسیم کی گئی ہیں جو حصہ جانب وحشی یعنی بیرونی کے متصل ہے اس کو حرقفہ اور عظم خاصرہ کہتے ہیں اور جو حصہ متصل آگے کے ہے وہ استخوان عانہ ہے اور جو حصہ متصل خلف کے ہے وہ اعظم الورک ہے اور جو حصہ متصل اسفل انسی کے ہے اس کا نام حق الفخذ یعنی کش ران ہے اس لئے کہ وہ گڑھا کہ جس میں ران کا گول سر داخل ہوتا ہے اسی چوتھے حصہ میں ہے اس ہڈی پر شریف اعضاء رکھے گئے ہیں جیسے مثانہ اور رحم اور اوعیہ منی مردوں کی اور مقعد اور سرم یعنی وہاں رودہ کہ جو مخرج ثفل ہے۔

فصل چھبیسویں کلام مجمل پاؤں کی منفعت میں:

خلاصہ کلام پاؤں کی منفعت میں یہ ہے کہ پاؤں سے دو فائدے ہیں ایک تو ٹھہرنا اور قائم ہونا یہ قدم سے متعلق ہے۔ دوسرے جگہ بدلنا برابر جگہ ہو خواہ اونچی نیچی ہو یہ ران اور ساق سے متعلق ہے۔ قدم میں جب کوئی آفت پہنچتی ہے ثبات اور قوام دشوار ہوتا ہے چلنا دشوار نہیں ہوتا مگر وہ چلنا کہ جس میں کسی ایک پاؤں کا ٹھہرانا دیر تک درکار ہو وہ مشکل ہوتا ہے اور اگر عضل ران یا ساق میں کوئی آفت پہنچے ٹھہرنا آسان ہوتا ہے اور چلنا دشوار۔

فصل ستائیسویں ران کی ہڈیوں کی تشریح میں:

پہلی ہڈی پاؤں کی ران کی ہڈی ہے جس سے بڑی تمام بدن میں کوئی ہڈی نہیں ہے اس لئے کہ وہ بارکش ہے کل اوپر کی چیزوں کی اور اٹھا لے جانے والی ہے نیچے کی چیزوں کی اس کے اوپر کا کنارا قبدار ہوتا کہ پیٹھ جائے حق الورک میں اور یہ ہڈی محدب ہے وحشی کی طرف اور پیالہ دار یا تقعیر ہے جانب انسی اور خلف میں اس لئے کہ اگر وہ سیدھی اور متوازی حق الورک کی رکھی جاتی ایک قسم کا فحج عارض ہوتا یعنی ترچھے پاؤں چلنا اس طرح پر کہ دونوں ایڑیوں کا بعد بہ نسبت انگلیوں کے زیادہ رہتا ہے جس طرح افحج چلتا ہے کہ جس کی خلقت میں یہ بات ہو اور اچھی طرح نگہداشت بڑے عضل اور عصب اور عروق کی اس شکل میں نہ ہوسکتی اور مجموع اجزاء پاؤں کی شکل مستقیم پر نہ بنتی اور بیٹھنے میں خوبصورتی نہ ہوتی۔ پھر اگر دوبارہ جہت انسی میں یہ ہڈی نہ آتی ایک دوسری قسم کی کجی پیدا ہوتی اور قوام کے لئے اس کی طرف اور اس سے واسطہ میل نہ پیدا ہوتا پس قوام معتدل نہ ہوتا نیچے کے کنارے میں اس ہڈی کی دو زیادتیاں ہیں واسطے مفصل رکبہ کے اب ہم پہلے ساق کا بیان کرکے پھر مفصل کا بیان کریں گے۔

فصل اٹھائیسویں ساق کی ہڈی کی تشریح میں:

پنڈلی مثل ساعد کے دو ہڈیوں سے مرکب ہے ایک ہڈی بڑی اور طولانی اور یہ انسی ہے اس کو قصبہ کبرے یعنی بڑی نلی کہتے ہیں دوسرے چھوٹی اور تنگ ہے کہ ران سے نہیں ملتی بلکہ وہاں تک پہنچنے میں کمی کرتی ہے مگر نیچے سے یہ ہڈی بری ہڈی دونوں ایک ہی جگہ پر تمام ہوئیں اس کو قصبہ صغریٰ یعنی چھوٹی نلی کہتے ہیں۔ ساق بھی جانب وحشی متحدب ہے پھر نیچے کے کنارے میں دوسری تحدیب ہے بجانب انسی تا کہ اقوام اچھی طرح ہو اور معتدل رہے قصبہ کبریٰ در حقیقت وہی ساق ہے ران سے چھوٹی بنائی گئی اس لئے کہ جب جمع ہوئے اس کے واسطے دونوں سبب زیادتی کبر کے کہ وہ ثبات اور اٹھانا اوپر کی چیزوں کا اور سبب زیادتی صغر کے اور وہ سبک ہونا حرکت میں اور دوسرا سبب یعنی خفت اولی ہے غرض مقصود میں بیچ ساق کے پس چھوٹی پیدا کی گئی اور پہلا سبب اولی ہے غرض مقصود میں بیچ ان کے اور وہ بڑی پیدا کی گئی اور ساق کو ایک قدر معتدل ایسی عطا کی گئی کہ اگر زیادہ عظیم ہوتی تو حرکت میں دشواری پیدا ہوتی ہے جیسے صاحب داءالفیل اور دوالی کو دشواری ہوتی ہے حرکت میں اور اگر کم عظیم ہوتی تو ضعف عارض ہوتا اور عاجز ہوتا اٹھانے میں اوپر کی چیزوں کے جیسے پنڈلی والے اور ران سب مضبوطیوں کے ساتھ اس کے واسطے تکیہ بنایا گیا اور تقویت دی گئی چھوٹے قصبہ سے اور اس قصبہ صغریٰ کے واسطے اور بھی منفعتیں ہیں کہ عصب کو اور جورگیں بیچ میں ان دونوں کے ہیں ڈھانپتا ہے اور قصبہ کبریٰ کے مفصل قدم میں مشارکت کرتا ہے تا کہ مضبوط اور قوی ہو جائے وہ مفصل جس سے انبساط قدم اور راس کا دوہرا پیدا ہوتا ہے۔

فصل انتیسویں زانو کے مفصل کی تشریح میں:

زانوں کا جوڑ پیدا ہوتا ہے دخول سے ان دو زیادتیوں کے جو کنارے پر ران کے ان دو نقروں میں پیدا ہوتی ہیں جو کنارے پر استخوان ساق کے واقع ہیں اور ان دونوں کی مضبوطی ایک رباط پیچیدہ اور ایک رباط جو اندر جما ہوا ہے اور دو رباط قوی

دونوں جانب سے جن کا مقدم درست بیٹھ گیا ہے بذریعہ رضفہ کے جو عین رکبہ ہے اور رضفہ گول ہڈی ہے مچل سنگریزہ کے اس کی منفعت یہ ہے کہ جس چیز کا خوف بوقت زانو پر بیٹھنے کے یا بروقت لٹک کر بیٹھنے کے پھٹ جانے اور اتر جانے سے ہوتا ہے اس کے بچاؤ کی مقاومت کرتا ہے اور ستون دیا گیا مفصل منو کہ نقل بدن اپنی حرکت سے کرتا ہے اور اس کے مقام آگے کی جانب مقرر کیا گیا اس لئے کہ اکثر دشواری پیچیدگی کی اسی طرف عارض ہوتی ہے اور پشت کی طرف پیچیدگی سخت نہیں ہوتی اور دونوں طرف تھوڑی سی پیچیدگی ہوتی ہے لیکن ساری پیچیدگی آگے کی طرف ہے اور اس جگہ درشتی بروقت برخاست کے اور زانو پر بیٹھنے وغیرہ کے ہوتی ہے اور خدا کو بہتر معلوم ہے۔

فصل تیسویں قدم کی تشریح میں:

قدم کی خلقت اس واسطے ہے کہ وہ آلہ ہے ثبات اور ٹھہرنے کا اور اس کی شکل آگے کی جانب لابنی بنائی گئی تا کہ کھڑے ہونے میں اعتماد پر اعانت دے اور اس کے واسطے اخمص یعنی تقعیر کف پا کی پیدا کی گئی کہ متصل ہے جانب انسی کے تا کہ میل قدم کا بروقت کھڑے ہونے کے خصوصاً وقت مشی کے خلاف جہت میں پاؤں آگے بڑھے ہوئے کے ہو کہ مقاومت اس اعتماد کی جو واجب ہے پاؤں کی استقلال میں بروقت آگے بڑھانے کے واسطے نقل مکاں کے حاصل ہو اور قوام میں اعتدال بھی ہو جائے یہ بھی ایک منفعت ہے کہ دور کی چیزوں کے پاس جانا ہو سکے اور کچھ گزند نہ پہنچے اور شامل ہونا قدم کا ان چیزوں پر مشابہ درج یعنی زنبہ کے ہیں اور ان تیزیوں پر جو صعود کے مقامات پر بنائی گئی ہیں اچھی طرح سے ہو۔ قدم بہت سی ہڈیوں سے مل کر پیدا کیا گیا اور اس کے بہت سے فائدے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قدم چسپاں خوب ہوتا ہے اور زمین جس قدر قدم کے نیچے آتی ہے خوب چھپ جاتی ہے اگر اس کے چھپانے کی ضرورت ہو اس لئے کہ قدم کبھی اپنے ماتحت کی چیز کو ایسا چمٹتا ہے جس

طرح سے ہاتھ کی مٹھی میں کوئی چیز بند کر لی جائے اور جب ایسی چیز پاؤں کے نیچے آئی جس کے اجزا میں حرکت کی آمادگی ہو اس کے تھامنے اور روکنے میں یہ صورت جو قدم کی ہے بہت بکار آمد ہوتی ہے اور خوب کام دیتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک ہی ٹکڑے سے اس کی ساخت ہوتی ہے اور ایک منفعت یہ ہے جو بار بار بیان کی گئی کہ بہت سی ہڈیوں میں سے اگر ایک ٹوٹ جائے تو سب بیکار نہیں ہوتیں چھبیس ہڈیوں سے قدم مرکب ہے کعب ہے کہ جس سے جوڑ کی تکمیل ساق کے ساتھ ہوتی ہے اور عصب ہے کہ ثبات میں اس پر اعتماد ہوتا ہے اور زورقی ہے کہ وہ اخمص سے متعلق ہے اور چار ہڈیاں رسغ کی ان سے مشط میں اتصال ہوتا ہے اور ایک ہڈی زروی بشکل مسدس کہ بجانب وحشی موضوع ہے اس کے جہت سے اس جانب ثبات قدم کا زمین پر اچھی طرح ہوتا ہے اور پانچ ہڈیاں مشط کی ہیں کعب انسان کے قدم میں بہ نسبت دیگر حیوانات کے زیادہ تکعیب یعنی پیچیدگی رکھتا ہے گویا کہ یہ ہڈی قدم کی سب ہڈیوں میں اشرف ہے کہ اس کی منفعت حرکت میں سب سے زیادہ ہے جس طرح سے عقب رجل کے ہڈیوں میں اشرف ہے ثبات کی منفعت میں کعب رکھا ہوا بیچ میں جانبوں وحشی اور انسی سے کعب کے دونوں کنارے عقب کے دونوں فقروں میں داخل ہوتے ہیں اس طرح پر کہ جس طرح گڑھے کوئی چیز داخل ہو۔ کعب ساق اور عقب میں واسطہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ان کا دونوں میں اتصال بخوبی ہو جاتا ہے اور جو مفصل ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کی مضبوطی بھی حاصل ہوتی ہے اور اضطراب اور لغزش سے امن ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں کعب بیچ میں رکھا ہوا ہے اگر چہ بسبب اخمص کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بجانب وحشی منحرف ہے۔ کعب کے ساتھ استخوان زورقی آگے کے جانب سے ربط مفصلی پاتی ہے اور زورقی عقب سے آگے اور پیچھے کی طرف سے تینوں ہڈیوں رسغ کے ذریعہ سے متصل ہے اور وحشی کی جانب میں بذریعہ استخوان زروی کے عقب سے متصل ہے زروی ایسی ہڈی ہے کہ چاہیں اسے

ایک استخوان مفرد قرار دیں اور چاہیں اسے چوتھی ہڈی رسغ کی شمار کریں۔ عقب کعب کے نیچے موضوع ہے اور سخت ہے اور خلف کی جانب اس میں استدارت ہے تا کہ صدمے اور آفات کی مقاومت کرے نیچے سے چکنی ہے تا کہ چلنے میں برابر قدم اچھی طرح رہے اور جہاں پر قدم ٹھہرایا جائے وقت کھڑے رہنے کے اچھی طرح منطبق ہو اور مقدار اس کی بڑی پیدا کی گئی تا کہ بدن کے اٹھانے میں مستقل رہے اور بشکل مثلث مائل بطول پیدا کی گئی پھر رفتہ رفتہ پتلی ہوتے ہوتے تمام ہو جاتی ہے اور نزدیک اخمص کے بجانب وحشی پہنچ کر مضمحل ہو جاتی ہے تا کہ تقعیر اخمص کی درجہ بدرجہ پیچھے سے اس کے درمیان تک گھٹتی بڑھتی جائے رسغ کی چاروں ہڈیاں ہاتھ کے رسغ کے بہ نسبت مخالف ہیں اس طرح پر کہ ہاتھ کے رسغ بمنزلہ صف واحد کے ہیں اور قدم کے رسغ میں دو صفتیں ہیں اور یہ بھی اختلاف ہے کہ قدم کے رسغ کی ہڈیاں چار ہیں اور ہاتھ کے رسغ کی سات ہیں اس کمی و بیشی میں یہ منفعت ہے کہ ہاتھ میں حاجت حرکت کی اور شامل ہونے کی بہ نسبت قدم کے زیادہ ہے اس لئے کہ اکثر منفعت قدم یہی ہے کہ ثبات اچھی طرح ہو اور کثرت اجزا اور مفاصل استمساک میں بھی مضر ہوتی ہے اور جس چیز پر قدم جمتا ہے بجہت حصول استرخا اور انفراج بیش از حد کے اس میں بھی ضرر پیدا ہوتا جیسے اگر بالکل بے جوڑ ایک ہی ہڈی رسغ کی ہوتی تو انبساط معتدل اور ملائم قوت ہونے کی وجہ سے دوسرا ضرر پیدا ہوتا۔ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ لپٹ کر شامل ہونا اس عضو سے اچھی طرح بنتا ہے جس کے اجزا بہت اور چھوٹے چھوٹے ہوں اور استقلال اور ثبات اس عضو سے خوب ہوتا ہے جس کے اجزا کم اور مقدار میں بڑے ہوں۔ مشط قدم پانچ ہڈیوں سے بنایا گیا ہر ایک ہڈی سے ایک انگلی متصل ہوتی ہے جس قدم میں پانچ انگلیاں ہوں اور ایک ہی صف میں بنی ہوئی یعنی کوئی انگلی تلے اوپر خواہ صف سے الگ نہ ہو اس لئے کہ حاجت مضبوطی کی پاؤں کی انگلیوں میں زیادہ ہے جس طرح قبض اور اشتمال کی حاجت ہاتھ کی انگلیوں میں زیادہ ہے۔ سوائے

انگوٹھے کے پاؤں کے ہر ایک انگلی تین سلامیات سے مرکب ہے اور انگوٹھا دو سلامیات سے اب ہم نے کل ہڈیوں کا حال اور ان کی تشریح بقدر کفایت بیان کر دی یہ سب ہڈیاں اگر شمار کی جائیں تو دو سو اڑتالیس ہوں گی ان سمسمانیات اور عظم لامی جو شبیہ یونائیں کے نام سے ہے داخل نہیں ہے یہاں تک ہڈیوں کی تشریح تمام ہوئی۔

جملہ دوسرا تشریح عضل میں:

اور اس میں انیس فصلیں ہیں۔ **فصل پہلی جملہ دوسرا تعلیم پانچویں** بیان عام عصب اور عضل اور روتر اور رباط کا۔ چونکہ تمام ہونا حرکت ارادیہ کا اعضا سے بدوں ایک قوت قابضہ کے جو دماغ سے بذریعہ عصب کے پیدا ہوتی ہیں نہیں ہو سکتا ہے اور عصب کا یہ حال ہے کہ اس کا متصل ہونا ہڈیوں سے جو درحقیقت اصول اعضائے متحرکہ حرکت میں بقصد اول ہیں بخوبی درست نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ہڈیاں سخت ہیں اور عصب نرم اور لطیف ہے بایں نظر لطف حق تہ نے شامل حال ہو کر ہڈیوں سے ایک ایسی چیز پیدا کی جو مشابہ عصب کے ہے اور اس کا عصب اور رباط نام رکھا جاتا ہے پٹھ کے ساتھ اس کو جمع کیا اور اس طرح پرورآوردہ کیا اور ملا دیا کہ پٹھہ اور رباط بمنزلہ شئے واحد کے معلوم ہوتے ہیں اور پھر چونکہ وہ جرم جو عصب اور رباط میں پیوند رکھتا ہے ہر حال میں باریک ہوتا ہے اس لئے کہ پٹھے کی زیادتی حجم بحالت وصول طرف اعضا کے مقام روئیدگی میں مقدار معتد بہ کو نہیں پہنچتی اور نہ اس کی غلاظت بمقدار کافی ہوتی ہے اور حجم پٹھہ کا نزدیک نسبت ایسا ہوتا ہے کہ جرم دماغ اور نخاع اور حجم راس اور مخارج عصب اس جرم کے متحمل ہوں پس اگر تحریک اعضا کی عصب کے متعلق ہوتی اور پٹھہ اپنے حجم لائق پر بھی باقی رہتا خصوصاً اس حجم پر جو بروقت تقسیم اور شاخ اور ہوتی عصب کے اعضا میں ان کا حجم پیدا ہوتا ہے کہ یہ پٹھہ بمنزلہ ایک حصہ کے واسطے استخوان باریک کے ہو جاتا ہے اور جتنا اپنی اصل اور مبدء سے دور تر جاتا ہے اس میں وقت اور باریکی پیدا ہوتی جاتی ہے باجملہ

اگر بااین ہمہ باریکی ونزاکت تحریک اعضا کی اس سے متعلق ہوتی اس میں فساد ظاہر پیدا ہوتا ہے اسی حکمت سے خالق تعہ نے ایسی تدبیر کی کہ پٹھے کے جرم کو غلاظت اور گندگی عطافرمائی اس طرح پر کہ جرم اس سے پیوند کی جاتی ہے اس کو رباط کے ساتھ بٹ دیا بطور ریف کے اور دونوں کے لپٹنے میں جو جگہ خالی تھی اس پر گوشت اگا دیا اور جھلی سے اس کو ڈھانپ دیا اور اس کو بیچ میں مثل عمود کے اس طرح پر جگہ دی کہ وہ مثل محور کے جو ہر عصب سے قرار دیا جاتا ہے اور ان سب چیزوں سے مل کر ایک عضو پیدا ہوتا ہے۔ جس کی ترکیب عصب اور عقب اور ان دونوں کی لیف اور وہ گوشت جو بھرنے والا خالی جگہوں کا اور جھلی جو اسکو ڈھانپے ہوئے ہے اتنے اجزا سے ہوتی ہے اسی کا نام ہم عضل رکھتے ہیں اور یہی وہ عضو ہے کہ جب سمٹتا ہے اس وقت جو وتر کہ مرکب رباط اور عصب نافذ عضلہ سے ہے بجانب عضو کے کھنچتا ہے پھر تشنج پیدا ہو کر عضو کھینچ جاتا ہے اور جب عضل میں انبساط پیدا ہوتا ہے وتر مسترخی ہو کر ڈھیلا ہو جاتا ہے اور عضو منبسط دور ہو جاتا ہے۔ **فصل دوسری تشریح میں عضل وجہ کے** ظاہر ہے کہ عضل وجہ کے تعداد میں برابر اعضائے متحرک کے جو وجہ میں ہیں درکار ہیں اور اعضائے متحرک وجہ میں اتنے ہیں۔ پیشانی اور دونوں گوشہ چشم اور اوپر کی دو پلکیں اور دونوں رخسارے بشرکت دونوں ہونٹوں کے اور دونوں ہونٹھ اور ان دونوں کی حدیں اور دونوں کنارے نتھنوں کے اور نیچے کا جبڑا **فصل تیسری تشریح میں عضل پیشانی** کے پیشانی حرکت کرتی ہے بذریعہ ایک عضلہ باریک کے جو چوڑا اور جھلی دار ہے اور نیچے پیشانی کی جلد کے پھیلا ہوا ہے اور خوب جلد سے ملا ہوا ہے گویا قوام جلد میں داخل ہے اور اس کا جزو ہے اسی جہت سے جلد کا چھلنا بسبب عضلہ کے نہیں ہوتا اور عضو متحرک اس عضلہ سے بدون وتر کے ملتا ہے اس لئے کہ متحرک اس مقام پر فقط ایک چوڑی جلد ہے جو سبک ہے ایسی چیز کا ہلانا وتر سے اچھا نہیں ہے اسی عضلہ کی حرکت سے دونوں

ابرو بلند ہوتے ہیں اور آنکھ کو بھی بند ہونے میں اسی عضلہ سے مدد پہنچتی ہے کہ یہ ڈھیلا ہو کر گر پڑتا ہے۔ **فصل چوتھی تشریح میں عضل مقلہ کے** گوشہ چشم کے حرکت دینے والے چھ عضل ہیں چار ان میں سے نیچے اوپر اور دونوں ماقین یعنی کوئے ہیں ہر ایک ان میں کا جہت خاص میں حرکت کرتا ہے اور دو عضل بوضع توریب یعنی ترچھے واقع ہیں جن سے حرکت دوری پیدا ہوتی ہے اور مقلہ کے پیچھے ایک عضلہ اور ہے جو عصبہ مجوفہ کے واسطے جس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ دعامہ اور ستون بنتا ہے اس لئے کہ وہ عضلہ اسی عصبہ سے اور جو چیز اس عصبہ میں ہے متعلق ہوتا ہے اسے پھیرلاتا ہے اور اس کے ایسے استرخاء کو جس کی وجہ سے وہ عصبہ باہر نکل آئے منع کرتا ہے اور بروقت تیز دیکھنے کے اس عصبہ کو ضبط کرتا ہے یہ عضلہ ایسا ہے کہ اس کی رباطی جھلیوں کے واسطے گوشہ دار ہونا ایسا پیدا ہوا ہے کہ اس کی صورت میں شک پیدا ہوا بعض علماء تشریح اس کو عضلہ واحدہ جانتے ہیں اور بعض اس کو دو قرار دیتے ہیں اور بعض تین کے بھی قائل ہیں بہر حال سرا اس کا ایک ہی ہے۔ **فصل پانچویں تشریح میں عضل جفن کے** نیچے کی پلک چونکہ محتاج حرکت کی نہیں ہے اس لئے کہ غرض پوری اور تمام ہو جاتی ہے اوپر کی پلک کی حرکت سے اس واسطے کہ آنکھ کا بند کرنا اور تیز دیکھنا دونوں اس کی حرکت سے تکمیل پاتی ہیں اور توجہ خداوند تبارک وتعدکی آلات کی کمی پر جس قدر ممکن ہو مصروف ہے جب تک کہ کمی آلات سے کوئی خلل نہ واقع ہو اس لئے کہ بہت آلات ہونے میں جو آفتیں ہیں وہ بخوبی معلوم ہیں۔ اگر چہ یہ بھی ممکن تھا کہ اوپر کی پلک ساکن رہتی اور نیچے کی متحرک ہوتی مگر عنایت صانع بیچوں کی مصروف اسی بات پر ہوئی کہ جو افعال جن مبادی سے لئے جائیں ان افعال کو اپنے مبادی سے قربت حاصل ہو اور توجیہ اسباب کی طرف غایات کے نہایت معتدل طریقہ پر اور نہایت استواری اور مضبوط راہ پر ہو اور چونکہ اوپر کی پلک نسبت اعصاب سے قریب تر ہے اور عصب جب اوپر کی پلک کی طرف

چلنے تو محتاج پیچیدگی اور پلٹنے کا نہ ہوگا پھر چونکہ اوپر کی پلک محتاج دو حرکتوں کی تھی یعنی کھلنے میں آنکھ کے محتاج ارتفاع اور بلند ہونے کی اور بند ہونے میں محتاج انحدار اور پست ہونے کی اور بند ہونا محتاج ایک ایسے عضلہ کا ہے جو نیچے کی طرف جذب کرے اس ضرورت سے چارۂ کار نہیں تھا کہ عصب پلک میں اسفل کی طرف ترچھا ہوکر آئے اور پھر بلند ہو جائے۔ اور اس وقت بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو ایک پٹھہ کنارے پلک کے متصل ہو یا بیچ میں پلک کے پہنچے اگر بیچ میں پلک کے پہنچتا تو جو حدقہ چڑھنے والا ہے طرف وسط کے اسے ڈھانپ لیتا اور اگر کنارے پر پہنچتا تو فقط ایک ہی طرف سے متصل ہوتا اور اچھی طرح پلک بند نہ ہوسکتی بلکہ تو ریب پیدا ہوتی جس طرف پٹھہ ملاقی وتر ہوتا ادھر تغمیض زیادہ ہوتی اور دوسری جانب کم ہوتی پس اچھی طرح چسپیدگی پلک کی برابر نہ ہوتی بلکہ چسپیدگی پلک کی مثل صاحب لقوہ کے ہوتی اسی واسطے دو عضلہ پیدا کئے گئے جو دونوں کویوں کی طرف سے آکر پلک کو نیچے کی طرف برابر جذب کرتے ہیں کھلنا پلک کا چونکہ ایک ہی عضلہ سے ہوسکتا تھا جو وسط پلک سے آکر اس کے وتر کا کنارہ پلک کی باڑھ پر پھیل جائے اور جب اس میں تشنج پیدا ہو تب پلک کھل جائے اسی واسطے ایک ہی عضلہ پیدا کیا گیا کہ خط مستقیم درمیان دونوں جھلیوں کے اترتا ہے اور چوڑا ہوکر اس جرم سے متصل ہوتا ہے جو شبیہ غضروف کے نیچے منبت مژہ کے بچھا ہے۔ **فصل چھٹی تشریح میں عضل رخسارہ کے**

رخسارے کے واسطے دو حرکتیں ہیں ایک حرکت اس کی نیچے کے جبڑے کی تابع ہے دوسری بشرکت ہونٹ کے ہوتی ہے جو حرکت رخسارہ کی جبڑے کے تابع ہے اس کا سبب عضل اسی جبڑہ کے ہیں اور جو حرکت بشرکت ہونٹھ کے ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ایک عضلہ رخسارے اور منہ میں مشترک ہے اور یہ عضلہ مشترک ہر ایک رخسارے میں چوڑا ہوکر پھیلا ہے اور اس کا نام وجنہ ہے۔ یہ دونوں عضل چار چار جزو سے مرکب ہیں اس لئے کہ لیف ان میں چار مقاموں سے آتی ہے ایک لیف کا جائے نشوتر قوہ

یعنی ہنسلی ہے اوراس کی نہایات دونوں ہونٹوں کے کنارے سے اسفل تک متصل ہوتی ہیں اور منہ کو نیچے کی طرف سے بصورت توریب جذب کرتی ہیں۔ دوسری لیف کا مقام نشوونما سر سینہ اور ہنسلی دونوں جانبوں سے ہے کہ ان کی لیف بشکل مورب چلتی ہے اور داہنے طرف جو پیدا ہوئی ہے اس لیف کو جو بائیں طرف سے نکلی ہے تقاطع کرکے درآتی ہے پس لیف داہنے طرف والی ہونٹھ کے نیچے کے بائیں کنارے سے ملتی ہے اور بائیں طرف والی اس کے برعکس ہے یعنی ہونٹ کے نیچے کے داہنے کنارے سے ملتی ہے۔ جس وقت اس لیف میں تشنج پیدا ہوتا ہے منہ تنگ ہوکر آگے کی طرف نکل آتا ہے جیسے ڈورا تھیلی کے سوراخ میں کھینچنے سے اس کا منہ بند ہوکر کھنچ جاتا ہے۔ تیسری لیف کی پیدائش کا مقام وہ کنارہ شانہ کا ہے جسے اخرم کتف کہتے ہیں اور یہ لیف متصل ہوتی ہےاوپر جائے اتصال انہیں عضل کے اور ہونٹ کو دونوں جانبوں میں اچھی طرح جھکاتی ہے۔ چوتھی لیف سناسن رقبہ سے پیدا ہوتی ہے اور کانوں کے سامنے گزرتی ہوئی رخسارے کے اخیر سے متصل ہوتی ہے اور رخسارے کو حرکت ظاہری دیتی ہے کہ ہونٹ بھی اس کی تبعیت سے محترک ہوتے ہیں کبھی بعض آدمیوں کی خلقت میں کان کی جڑ کے قریب ہوجاتی ہےاور متصل ہوکر اس کے کان کو حرکت دیتی ہے۔

فصل ساتویں تشریح میں عضل شفت کے

ہونٹ کے عضل ایک تو مشترک ہونٹ اور رخسارے میں ہے جس کا ذکر ابھی ہو چکا اور عضل خاص اس کے چار ہیں دو ان میں سے کانوں کے اوپر کی جانب سے آتے ہیں اور قریب کانوں کے کنارے سے ملتے ہیں اور دو نیچے کی طرف سے ان چاروں میں ہونٹ کے ہلانے کی کفایت ہے اس لئے کہ ان میں کا اگر ایک متحرک ہوتا تو ایک جانب ہونٹ کی ہلتی اور جب ان میں کے دومل کر دوطرف ہوتے ہیں ہونٹ کی چاروں طرف کی حرکت تمام ہوتی ہے اوران چار حرکتوں کے سوا ہونٹ کے واسطے اور کوئی حرکت نہیں ہے۔ یہ چاروں لیف اور کنارے عضل مشترک کے جرم میں ہونٹ

کے اس طرح مل گئے ہیں کہ ہونٹ کے اصل جزا سے ان کی تمیز نہیں ہوسکتی اس لئے کہ ہونٹ خود عضو لحمی نرم ہے کہ اس میں ہڈی نہیں ہے

فصل آٹھویں تشریح میں عضل منخرین کے

کنارے نتھنوں کے ان میں دو عضل چھوٹے قوت دار متصل ہوتے ہیں چھوٹے ہونے کی یہ منفعت ہے تاکہ تنگی نہ واقع ہو جگہ مین اور عضلات کے جن کی طرف حاجت زیادہ ہے اس لئے کہ حرکات اعضائے رخسارہ اور لب کے عدد میں بھی زیادہ ہیں اور ردوادوش بھی ان کو زیادہ ہے اور ہمیشہ حرکت رہتی ہے اور حاجت ان کی حرکت کی بہ نسبت نتھنوں کی حرکت کے زیادہ ہے۔قوی ہونا ان عضلات کا اس جہت سے ہے کہ جو نرمی نتھنے میں ہڈی نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک کریں اور کسی قدر سختی آ جائے گی ان کی آمد گالوں کی طرف سے ہے اور گال کی لیف سے پہلے ملتے ہیں گالوں کی طرف سے ان کی آمد کا فائدہ یہ ہے کہ حرکت نتھنوں کی اسی طرف سے ہوتی ہے۔

فصل نویں تشریح میں عضل فک اسفل کے

نیچے کے جبڑے کو خاص کو جو حرکت ہوئی اور اوپر والے جبڑے کو حرکت نہ ہوئی اس میں چند منافع ہیں **ایک منفعت** تو یہ ہے کہ نیچے کا جبڑا بہ نسبت اوپر کے سبک ہے یعنی اور اعضا کا بوجھ اس پر نہیں ہے اور سبک کو حرکت دینا بہ نسبت گرانبار کے اچھا ہے **دوسری منفعت** یہ ہے چونکہ اوپر کا جبڑا اعضائے شریفہ پر شامل ہے مثل ناک اور آنکھ کے اس کی حرکت سے ان اعضا کو تکلیف ہوتی اور نیچے کا جبڑا چونکہ ان اعضا سے الگ ہے اس کی حرکت ان اعضا پر کسی طرح کا گزند نہیں پہنچاتی **تیسری منفعت** یہ ہے کہ اگر اوپر کے جبڑے کی تحریک آسان بھی ہوتی تو اس کا جوڑ جو سر کے جوڑ سے ملا ہوا ہے اس میں مضبوطی کی احتیاط کامل باقی نہ رہتی۔حرکتیں نیچے کے جبڑے کی محتاج اس کی نہیں ہیں کہ تین سے زیادہ ہوں منہ کھولنا اور پھیلانا اور منہ بند کرنا اور چبانا اور پیسنا منہ کھولنے کی حرکت جبڑے کو نیچے اتارتی ہے اور بند کرنے کی حرکت جبڑے کو

اونچا کرتی ہے اور پیسنے کی حرکت جبڑے کو پھیرتی ہے اور دونوں طرف جھکاتی ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ حرکت اطباق یعنی بند کرنے کی حرکت کے واسطے عضل ایسے چاہیے جو اوپر سے اترتے ہوں بجانب فوقانی متشنج ہوں اور کھلنے کی حرکت اس کے خلاف ہے اور پیسنے کی حرکت بالتوریب حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے حرکت اطباق کے واسطے دو عضل پیدا کئے گئے اور ان کی شناخت اس طرح پر ہوتی ہے کہ دو عضل کنپٹی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور ملتقین ان کا نام ہے۔ انسان میں ان دونوں کی مقدار چھوٹی مقرر کی گئی اس لئے کہ جس عضو کی تحریک ان سے متعلق ہے وہ بھی چھوٹا ہے اور ایسی نرم ہڈی کا ہے کہ چبانے کے قابل ہے اور وزن میں سبک ہے اس لئے کہ جو حرکات اس عضو سے بذریعہ ان دونوں عضل کے صادر ہوتے ہیں وہ بھی سبک ہیں۔ اور حیوانات میں نیچے کا جبڑا بہ نسبت انسان کے جبڑے کے بڑا اور گراں پیدا کیا گیا اور تحریک جو متعلق حیوانات کے جبڑے سے ہے اس کی اتنی قسمیں ہیں نہش یعنی کاٹ کھانا اگلے دانتوں سے اور قطع یعنی کاٹنا جس سے ٹکڑے ہو جائیں اور کدم یعنی ایسا کاٹنا کہ اس کا اثر نہ معلوم ہو اور قلع یعنی اکھیڑنا اس اکھیڑنے کی حرکت میں جبڑے کو ایک درشتی کرنی پڑتی ہے۔ یہ دونوں عضلے نرم ہیں اس لئے کہ ان کا مبدء یعنی دماغ جو ایک جرم بغایت نرم ہے ان دونوں عضلے سے نہایت قریب ہے اور ان دونوں میں اور دماغ کے بیچ میں سوائے ایک ہڈی کے اور کوئی ہڈی نہیں ہے بایں لحاظ اور بھی اس کوف سے کہ چونکہ ان دونوں کو دماغ سے آفات میں اور اوجاغ میں مشارکت ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت ان پر پہنچے اور بوجہ مشارکت کے دماغ تک منتہی ہو کر منجر بسرسام ہو جائے خواہ اور کسی طرح کا گزند پہنچائے اس مصلحت سے خالق نے ان کو نزدیک محل نشو کے مخفی کیا اور دماغ کی شرکت سے ان کو باز رکھا زوج کی دو ہڈیوں میں اور دار پار کر دیا ان کو ایک پوشش میں جو مشابہ ایک طاق کے ہے جو دو ہڈیوں کے زوج اور بلندیوں ان ثقبوں سے ملتحم ہوتی ہے جو وار پار ان دونوں کے ساتھ گزرتا

ہے اور اس کے گردے ان دونوں پر لباس کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کی گذرگاہ ایک مسافت صالحہ پر قرب میں زوج کے واقع ہے تاکہ جو ہر ان دونوں کا کم کم سخت ہو جائے اور ان دونوں کے اول سے تھوڑا تھوڑا دور ہو جائے ہر ایک ان دونوں عضلوں کے واسطے ایک وتر عظیم پیدا ہوتا ہے جو نیچے جبڑے کے گردوں پر شامل ہوتا ہے جب اس وتر میں تشنج ہوتا ہے نیچے کے جبڑے کو اٹھا دیتا ہے ان دونوں عضل کی اعانت کی جاتی ہے۔ دو اور عضل سے جو منہ کے اندر آتے ہیں اور نیچے کے جبڑے کی طرف اترتے ہیں بیچ میں ایک پست مقام کے اس لئے کہ چڑھانا گراں چیز کا اس میں تدبیر اور مددگاری زیادہ قوت کی درکار ہے۔ جو وتر ان دونوں عضلوں سے اگتا ہے۔ وہ ان کے بیچ سے اگتا ہے کناروں سے نہیں اگتا واسطے مضبوطی کے جس عضل سے منہ کھولنا اور جبڑے کا نیچے اتارنا متعلق ہے ان دونوں کی لیف پیدا ہوتی ہے ان زوائد خادار سے جو پس گوش ہیں اتر کر عضلہ واحدہ کی حد ہو جاتی ہے بعد اس کے خالص وتر بن جاتی ہے تاکہ مضبوطی اس کی زیادہ ہو پھر ایک صورت بشکل کرہ کے منقش ہو کر گوشت سے بھر جاتی ہے اور انسی کا عضلہ بن جاتا ہے جس کا نام عضلہ مکررہ ہے فائدہ اس کا یہ ہے کہ بروقت پہنچنے آفات کے امتداد سے عریض نہ ہو جائے پھر یہ عضلہ ملتا ہے مقام پیچیدگی فک اسفل سے ذقن تک اور جس وقت اس میں تقلص یعنی اینٹھن پیدا ہوتی ہے لحی یعنی جائے ریش کو پیچھے کی طرف جذب کرتی ہے پس بالضرور نیچے کی طرف جبڑا اترتا ہے اور چونکہ ثقل طبعی نیچے اترنے پر معین ہے دو ہی عضل اس حرکت میں کافی ہوئے کسی تیسرے معین کی ضرورت نہ ہوئی۔ چبانے کے دو عضل ہیں ہر طرف ایک ایک بشکل مثلث واقع ہے اس لئے کہ سرا ان کا وہ زاویہ ہے جو رخسار کے زاویوں سے پیدا ہوتا ہے اور دو ساقین ہر ایک عضل کے واسطے دراز ہوئیں ایک ان میں کی نیچے کے جبڑے تک اترتی ہے اور دوسری کنارے زوج تک چڑھتی ہے اور ایک قاعدہ خط مستقیم سے ان دونوں میں متصل کیا گیا اور ٹھہر گیا ہر ایک زاویہ اپنے متصل کو لیکر ٹھہر گیا

ہے تا کہ اس عضلہ کے واسطے جہات مختلفہ ہوں حال تشنج میں اور اس کی حرکت مستقیم نہ ہو بلکہ اس عضلہ کے واسطے طرح طرح کی میل پیدا ہوں جن سے پینے چبانے کا فعل درست ہے

فصل دسویں تشریح میں عضل راس کے

سر کے واسطے چند حرکتیں خاص ہیں اور چند حرکتیں مشترکہ ہیں پانچ گردن کے مہرون کے ساتھ ان حرکتوں سے حرکت منتظم پر اور گردن جھکنے کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک حرکت دونوں حرکت خاص اور مشترک ہے یا بسبیل انتکاس اور سرنگوں ہونے کے ہو بسبیل انعطاف یعنی پیچیدہ ہونے پیچھے کی طرف ہو یا داہنے اور بائیں کی طرف جھکنے کی ہو اور ان دونوں کے بیچ میں حرکت التفات یعنی پلٹ کر دیکھنے کی پیدا ہوتی ہے بشکل استدارت یعنی سر ایک قوس کسی دائرہ کی طے کرتا ہے اس مکان سے جو سر کا محیط ہے۔ جو عضل سر کو خاص واژگون کرتے ہیں۔ وہ ہیں کہ دونوں جانب سے وارد ہوتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں اپنی لیف کو لئے ہوئے ہوتے ہیں پس گوش ان کے جانب فوقانی ہے اور استخوان سر سینہ ان کی جہت تحتانی ہے اور اسطرح متصل ہو کر چڑھتے ہیں کہ اکثر گمان کیا جاتا ہے کہ ایک ہی عضلہ ہے اور کبھی دو کا دھوکا ہوتا ہے اور کبھی تین کا اس لئے کنارہ ایک ان دونوں کا شاخدار ہو کر اس میں دوسرا پیدا ہوتے ہیں جب ایک عضل متحرک ہوتا ہے تو سر سرنگوں ہو کر کسی شق کی طرف جھک جاتا ہے اور جب دونوں عضل متحرک ہوتے ہیں تو سر آگے کی طرف مائل ہوتا ہے بے اس کے کہ کسی طرف کج ہو۔ جو عضل سر اور گردن دونوں کو سرنگوں کرتا ہے وہ ایک زوج ہی مری کے نیچے رکھا گیا پہلے اور دوسرے فقرے کی طرف خالص ہو کر آتا ہے اور ان دونوں سے مل کر پر گوشت ہوتا ہے اگر اس زوج کا وہ جزو متحرک ہو جو متصل مری کے ہے فقط سر جھکے گا اور اگر وہ جزو کھنچ کر مقام التحام کو بھی جو دونوں فقروں پر ہے مستعمل کرے تو سر اور گردن دونوں آگے کی طرف جھکیں گے فقط سر کے پیچھے پلٹانیوالے عضل چار زوج ہیں چھپے ہوئے مدفون نیچے ان ازواج کے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے

ان ازواج کا مقام روئیدگی مفصل کے اوپر ہے کوئی ان میں سے سناسن تک آتا ہے اس کا مقام روئیدگی وسط خلف سے دورتر واقع ہے کوئی ان میں سے اخجہ تک آتا ہے اس کا مقام روئیدگی وسط خلف میں ہے ان چاروں میں سے ایک وہ زوج ہے جو فقرۂ اولی کے دونوں بازوؤں تک آتا ہے اوپر اس زوج کے ہو کر جو دوسرے سنسنہ تک پہنچتا ہے اور ایک زوج کی لیف فقرۂ اولی کے دونوں بازوؤں سے نکل کر سنسنہ ثانیہ تک پہنچتی ہے اس زوج کی خاصیت یہ ہے کہ سر کا جھکنا بروقت لیٹنے کے رجال طبعی قائم کرتا ہے بجہت اپنے مورب ہونے کے۔ چوتھا زوج اوپر سے شروع ہو کر تیسرے کے نیچے بشکل توریب جانب وحشی تک پہنچتا ہے اور فقرۂ اولی کے بازو سے لازم ہو جاتا ہے پہلے دو زوج سر کو پشت کی طرف پھیرتے ہیں بدون جھکنے کے خواہ تھوڑا جھک کر اور تیسرا ازواج جھکنے کی کجی کو قائم کرتا ہے اور چوتھا پیچھے سر کو پلٹنا ہے پورا پلٹنا جو ظاہر ہوتا ہے اور تیسرا اور چوتھا ان دونوں میں سے جو جھکے گا سر کو کسی طرف جھکائے گا اور اگر دونوں میں تشنج پیدا ہو سر کی حرکت پیچھے کی طرف منقلب ہوتی ہے بدون کجی اور میل کے سر اور گردن کے پلٹنے والے عضل تین زوج ہیں اندر چپٹے ہوئے اور ایک زوج باہر نمودار ہے ہر ایک فرد اس زوج کی بشکل مثلث ہے جس کا قاعدہ استخوان پشت سر ہے اس کی دو ساقین گردن تک اترتی ہیں۔ تین زوج پھیلے ہوئے نیچے اس کے چند شگاف ہیں اترتے ہیں دونوں جانبوں میں فقروں کے اور ایک زوج نہایت مائل ہے طرف اخجہ کے اور ایک زوج متوسط مابین دونوں جانبوں فقروں کے اور اطراف اخجہ کے ہے سر کے جھکانے والے دونوں جانبوں کی طرف دو زوج ہیں کہ جو مفصل راس کے قریب ہیں ایک زوج ان میں کا اس کی جگہ آگے ہے وہی زوج ملتا ہے درمیان سر اور دوسرے فقرے کے اس طرح پر کہ ایک فرد اس کی بطرف یمیں اور دوسری بطرف یسار ہوتی ہے اور دوسرے زوج کا مقام پیچھے ہے مجتمع ہوتا ہے درمیان پہلے فقرے اور سر کے اس کی فرد بھی ایک داہنے اور بائیں ہوتی ہے ان

چاروں میں سے جس عضل میں تشنج ہو سر اسی جانب پورا جھکے گا اور جو دو عضل ایک جانب کے تشنج ہوں انہیں کی طرف سر جھکے گا بے توریب کے اگر اگلے دونوں عضل متحرک ہوں تو سر نگوں کرنے میں اعانت کریں گے اور پچھلے دونوں کی حرکت سر کو پیچھے پلٹ دیتی ہے اور چاروں کی حرکت مل کر سر کو سیدھا برابر کر دیتی ہے یہ چاروں عضل سب عضل میں چھوٹے ہیں مگر بوجہ اپنی خوبی فل اور پوشیدہ اور محفوظ ہونے کے تحت عضل دوسرے کے اس صدمہ کا یہ خود تدارک کر لیتے ہیں جو بڑے عضل بوجہ اپنے بڑے ہونے کے برداشت کرتے ہیں **مترجم کہتا ھے** یعنی بڑے عضل کو جو قوت برداشت صدمات کی بوجہ بڑے ہونے کے ہے یہ چھوٹے چاروں عضل باوصف چھوٹے ہونے کے ایسے اچھے اور محفوظ مقام پر واقع ہیں کہ بوجہ عمدگی مقام کے متحمل ان صدمات کے ہو جاتے ہیں اور تدارک ان کا کر لیتے ہیں **متن** سر کا جوڑ جوہ وباتوں کا محتاج تھا اور وہ دوامر محتاج دو معین اور مددگار متضاد کے ہیں **ایک** تو مضبوطی ہے اور یہ متعلق جوڑ کی مضبوطی سے ہے ایسا مضبوط ہو کر حرکات کی اطاعت کم کرے **دوسری** کثرت عدد حرکات کی ہے اور یہ متعلق اسکے ہے کہ مفاصل نرم ہوں اور ان میں سستی ہو لہذا تجویز یہ ہوئی کہ مفاصل میں نرمی پیدا کی جائے تا کہ اس مضبوطی میں آرام اور آسانی ہو جو یہ جہت زیادہ لپٹنے عضلات کے حاصل ہوتی ہے۔

پس دونوں غرضیں متخالف حاصل ہوگئیں فتبارک اللہ احسن الخالقین

فصل گیارھیوں تشریح میں عضل حنجرہ کے

گلا غضو غضروفی ہے آواز نکلنے کا آلہ بنایا گیا اس کی ترکیب تین غضروف سے ہے **ایک** تو وہ غضروف ہے کہ اس تک حس پہنچتی ہے اور جس یعنی حس لمس کا مقام آگے حلق اور نیچے ذقن کے ہے جسے وزقی اور ترسی کہتے ہیں اس واسطے کہ اندر اس کے گہرا اور اوپر محدب مثل سپر کے اور بعض سپر کے ہے **تیسرا** غضروف ان دونوں پر الٹا پڑا ہوا ہے بہت متصل اس غضروف کے ہے جس کا کچھ نام نہیں ہے۔ اور وزقی کی

ملاقات اس تیسرے غضروف سے بے اتصال کے ہوتی ہے تیسرے اور دوسرے بے نام غضروف کے درمیان میں ایک جوڑ ہے دہرا جس میں دو فقرے ہیں ان دونوں میں دو زیادتیاں باریک پیوست ہوتی ہیں اس دوسرے غضروف کی جانب سے جس کا کچھ نام نہیں ہے یہ دونوں زیادتیاں بندھی ہیں چند رباطات سے اور اس غضروف کا سکچی اور طرجہالی نام ہے۔ وزقی اور وہ غضروف جس کا کچھ نام نہیں ہے ان دونوں کے ملنے اور ایک دوسرے کے بعید ہونے سے جو شکل پیدا ہوتی ہے اس سے کشادگی اور تنگی حنجرہ کی حاصل ہوتی ہے اور طرجہالی کے وزقی پر اوندھے گرنے سے اور ہمیشہ اس کے رومی کے پاس رہنے سے اور بھی طرجہالی کے وزقی کے اوپر بلند ہونے سے حنجرہ کا کھلنا اور بند ہونا حاصل ہوتا ہے۔ حنجرہ کے آگے اور اس کے نزدیک تین ہڈیاں بشکل مثلث واقع ہیں جنہیں عظم لامی کہتے ہیں جو بشکل لام یونانیں ہے اس طرح پر دو ہے۔ اس ہڈی کی خلقت کا فائدہ یہ ہے کہ قیام گاہ اور تکیہ گاہ ہو اسی مقام سے ایک لیف پیدا ہوتی ہے حنجرہ تک پس حنجرہ محتاج ایک ایسے عضلہ کی طرف ہے جو وزقی کو اس غضروف سے ملائے جس کا کچھ نام نہیں ہے اور ایک اور عضلہ کا محتاج ہے جو طرجہالی کو ملا کر بند کر دے اور ایک اور عضلہ اس کو درکار ہے جو طرجہالی کو ترسی اور بے نام کے غضروف سے دور کر دے تاکہ حنجرہ کھل جائے حنجرہ کے کھولنے والے **عضل** ان میں سے ایک زوج وہ ہے جو عظم لامی سے پیدا ہوتا ہے اور آگے وزقی کے آکر گوشت آور ہو کر اسی وزقی پر پھیل جاتا ہے جب اس زوج میں تشنج پیدا ہوتا ہے وزقی کو آگے اور اوپر کی طرف ظاہر کر دیتا ہے پس حنجرہ کھل کر وسیع ہو جاتا ہے ایک دوسرا زوج اور ہے جس کا شمار **عضل** حلق میں کیا جاتا ہے کہ وہ نیچے کی طرف جذب کرتا ہے ہماری رائے یہ ہے کہ اس زوج کا شمار مشترکات حنجرہ اور حلق میں کریں۔ مقام نشو ان دونوں زوج کا باطن قص یعنی سرسینہ سے وزقی تک ہے اور اکثر حیوانات میں اس کے ہمراہ ایک زوج اور ہوتا ہے اور دو زوج اور ہیں ان میں سے ایک کے دو **عضل** طرجہالی

کے چھوٹے ہونے سے اس فعل کے انجام میں کمی پیدا ہوئی تھی ان کے قوی ہونے سے اس کا تدارک ہوگیا۔ سیدھی راہ سے یہ گزرتے ہیں چڑھتے ہوئے اس قدر انحراف البتہ ہوا ہے تاکہ وصل درمیان وزتی اور اس غضروف کے جس کا کچھ نام نہیں ہے حاصل ہو اور کبھی دو عضل نیچے طرجھالی کے پائے جاتے ہیں وہ اس زوج مذکور کے معین ہوتے ہیں۔ **فصل بارھویں تشریح میں عضل حلقوم کے** کل حلقوم کے عضل دو زوج ہیں جو اسے نیچے کھینچتے ہیں ایک تو وہی زوج ہے۔ جو فصل حنجرہ میں مذکور ہو چکا ہے دوسرا زوج قص یعنی استخوان سرسینہ سے نکل کر چڑھنے متصل لامی کے ہو کر پھر متصل حلقوم کے ہوتا ہے کہ حلقوم کر نیچے کی طرف جذب کرتا ہے۔ حلق کے دو عضل میں جن کا نام نقنعتان رکھا گیا ہے۔ یہ دونوں عضل نزدیک حلق کے موضوع ہیں اور لقمہ اتارنے پر اعانت کرتے ہیں۔ **فصل تیرھویں تشریح میں عضل عظم لامی کے** عظیم لامی کے لئے دو قسم کے عضل ہیں ایک خاص ہے اور دوسرا مشترک بیچ میں عظم لامی اور ایک اور عضو کے خاص عظم لامی کے تین زوج ہیں ایک زوج دونوں جانبوں لحی سے آتا ہے اور اس خط مستقیم کے متصل ہوتا ہے جو اس ہڈی پر واقع ہے یہ وہی زوج ہے جو عظم لامی کو لحی تک کھینچتا ہے دوسرا زوج ذقن کے نیچے سے پیدا ہوتا ہے زبان کے نیچے گزر کر اس ہڈی کے اوپر کے کنارے تک پہنچتا ہے اور یہ بھی زوج اس ہڈی کو بطرف لحی کے کھینچتا ہے تیسرا زوج زوائد سہمہ جو نزدیک دونوں کان کے ہیں وہاں سے نکلتا ہے نیچے کے کنارے پر اس ہڈی کے جو خط مستقیم ہے اس سے ملتا ہے جو عضل بشرکت اس ہڈی اور دوسرے عضو کے ہے اس کا ذکر اوپر بھی ہو چکا اور آگے بھی ہوگا **فصل چودھویں تشریح میں عضل زبان کے** زبان کے حرکت دینے والے عضل تو ہیں دو چوڑے ہیں جو زواید سہمہ سے آکر زبان کے دونوں کناروں سے متصل ہوتے ہیں اور دو لالمبے ہیں ان کی جائے نشو اوپر کے مقامات

عظم لامی سے ہے اور بیچ میں زبان کے وہ دونوں مل جاتے ہیں اور دو ایسے **عضل** ہیں جو بشکل توریب متحرک ہوتے ہیں ان کا محل نشو ایک پشت پہلو ہے اضلاع عظم لامی سے اور زبان میں یہ دونوں نافذ ہوتے ہیں بیچ میں دونوں **عضل** طولانی اور دونوں **عضل** عریض کے اور دو **عضل** زبان پر پڑے ہوئے ہیں اس کو پھیرتے ہیں اس کو پھیرتے ہیں ان کا مقام ان چھ **عضل** کے نیچے ہے جو ابھی مذکور ہوئے ان دونوں **عضل** کی لیف زبان میں عرضاً دراز ہوئی ہے اور تمام استخوان فک اسفل سے متصل ہوئی ہے۔ ایک عضلہ تنہا زبان کے واسطے ذکر کیا جاتا ہے وہ متصل ہوتا ہے درمیان زبان اعظم لامی کے اور ان میں سے ایک کو طرف دوسرے کے کھینچتا ہے۔ یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ جو عضلہ زبان کو طول میں منہ کے باہر تک کھینچتا ہے وہی اس کو اس قسم کی حرکت بھی دیتا ہے اس لئے کہ اسی عضلہ کے واسطے بجائے خود یہ بات جائز ہے کہ حرکت امتدادی کرے جیسے اس عضلہ کے واسطے یہ بھی ممکن ہے کہ بجائے خود کم ہو جائے اور کھنچ جانے کی حرکت کرے

فصل پندرھویں تشریح میں عضل عنق اور رقبہ کے

تنہا عنق کے حرکت دینے والے دو زوج ہیں ایک داہنے اور ایک بائیں ان میں سے جس زوج میں تشنج پیدا ہو رقبہ اسی کی جہت میں بشکل توریب یعنی ترچھی ہو کر کھنچ جاتی ہے اور اگر ہر ایک زوج کسی دونوں طرف کا ساتھ ہی کھنچے رقبہ اسی طرف بے توریب کے مائل ہوتی ہے بلکہ بالاستقامت جھکتی ہے اور جب چاروں **عضل** ساتھ ہی متشنج ہوں رقبہ سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے بدون میل اور کجی کے

فصل سولھویں تشریح میں عضل سینہ کے

سینہ کے حرکت دینے والے **عضل** کچھ تو ایسے ہیں جو اس کو کشادہ کرتے ہیں اور ایک قسم وہ ہے جس سے تنگی سینہ کی پیدا ہوتی ہے اور ایک قسم وہ ہے جس سے قبض اور بسط دونوں پیدا ہوتے ہیں کشادگی سینہ کی پیدا کرنے والے تو **عضل** ہیں ان میں سے ایک **عضل** حجاب ہے یعنی وہ حجاب جو درمیان اعضائے تنفس اور اعضائے غذا کے حاجز

اور مانع ہے اس کی تشریح آگے بیان کریں گے۔ اور ایک زوج انہیں نو میں کا ترقوہ یعنی ہنسلی کے نیچے رکھا ہوا ہے اس کا مقام نشو ایک ایسے جزو سے ہے کہ جو کتف کے سرے سے ترقوہ تک دراز ہے ہم آگے اس کی توضیح کریں گے اور وہ جزو متصل ہے پہلی پسلی کے داہنے اور بائیں سے ایک اور زوج ہے کہ ہر فرد اس کی دوہری ہے اس میں دو جزو ہیں کہ اوپر کا جزو رقبہ کے متصل ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے اور نیچے کا جزو سینہ کو حرکت دیتا ہے اور اس سے ملا ہوا ایک اور عضلہ ہے جسے ہم قریب ذکر کریں گے یعنی جو عضلہ متصل ہے پانچویں اور چھٹی پسلی کے۔ اور ایک اور زوج ہے جو چھپا ہے۔ کتف کی تقعیر میں کہ اس سے متصل ہوتا ہے وہ زوج جو اترتا ہے فقرہ اول سے کتف کی طرف پھر یہ دونوں زوج متصل عضلہ واحد کے ہو کر پیچھے کی پسلیوں سے متصل ہو جاتے ہیں۔ ایک زوج اور ہے جس کا مقام نشو گردن کے ساتویں فقرہ سے ہے اور سینہ کے پہلے اور دوسرے فقرے سے اور یہ زوج متصل سینہ کی پسلیوں سے ہوتا ہے یہی تو عضل سینہ کو کشادہ کرتے ہیں۔ سینہ کے تنگ کرنے والے عضل کچھ تو ایسے ہیں کہ بالعرض اس میں تنگی پیدا کرتے ہیں وہ حجاب ہے جس وقت حرکت سے ٹھہر جائے اور کچھ عضل ایسے ہیں جو بالذات سینہ مین تنگی پیدا کرتے ہیں ان میں سے ایک وہ زوج ہے جو نیچے اوپر والی پسلیوں کی جڑوں کے پھیلا ہوا ہے اس کا فعل یہ ہے کہ سینہ کو مضبوط اور اس کے اجزا کو جمع کرے ایک اور زوج نزدیک کنارے کی پسلیوں کے واقع ہے کہ سینہ سے درمیان خنجرہ اور ترقوہ کے ملتا ہے اور سیدھا عضلہ عضلات بطن میں سے اس سے بھی ملتا ہے۔ دو زوج اور ہیں کہ اس زوج کی اعانت کرتے ہیں۔ جس عضل سے قبض اور بسط دونوں پیدا ہوتے ہیں وہ درمیان پسلیوں کے واقع ہیں مگر بخوبی تامل کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عضل قابض سوائے عضل باسط کے ہے یعنی دونوں فعل ایک قسم کے عضل سے پیدا نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ حقیقت میں درمیان ہر ایک دو پسلی کے چار عضل ہیں اگرچہ بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

یہ ایک ہی عضلہ ہے اور جس عضلہ کو ایک گمان کرتے ہیں وہ بنا ہوا ہے چند لیفہاے موَرب سے جن میں سے کچھ پوشیدہ ہیں اور کچھ ظاہر ہیں **لیف** ظاہری ان میں سے ایک تو وہی ہے جو پسلی کے کنارے غضروفی سے ملی ہے اور ایک وہ ہے جو پسلی کے دوسرے کنارے سے **متصل** ہے وہ کنارہ قوی ہے اور پوشیدہ **لیف** سب لیفہائے ظاہری کی وضع میں مخالف ہیں اور جو **لیف** کنارے غضروفی پر ہیں وہ سب اپنی وضع میں مخالف ہیں اس **لیف** کے جو دوسرے کنارے پر ہیں اور جس وقت **لیف** کے چار عدد ہوں تو مناسب یہی ہے کہ **عضل** بھی چار ہوں کچھ تو اوپر موضوع ہوں جن سے بسط متعلق ہو اور کچھ سینہ کے **عضل** کی اعانت دو **عضل** اور کرتے ہیں جو ترقوہ سے راس کتف تک آتے ہیں اور پہلے پسلی سے مل کر اسے اوپر کو اٹھا دیتے ہیں تب وہ پسلی سینہ کی کشادگی پر معین ہوتی ہیں۔ **مترجم کھتا ھے** کہ اصل کتاب میں ذکر سات زوج **عضل** کا جو کتف کی تحریک کے واسطے خاص ہیں رہ گیا ان کی تفصیل یہ ہے۔ دو ان میں سے پشت سر سے اگتے ہیں ان میں سے ایک اعلاے کتف سے ترقوہ تک **متصل** ہوتا ہے اور کتف کو کسی قدر کج کر کے بطرف سر کے اٹھاتا ہے اور دوسرا زواج ان میں کا بیخ کتف سے ملتا ہے اور وہ شانہ کو مقابلہ میں سر کے بلند کرتا ہے اور ایک زوج فقرہ اولی سے آتا ہے اور اعلاے کتف سے **متصل** ہو کر اس کو نزدیک گردن کے کرتا ہے۔ چوتھا زوج عظم لامی سے پیدا ہوتا ہے یہ بھی اعلاے کتف سے **متصل** ہوتا ہے اور کتف کو بلند کرتا ہے۔ دو زوج اگتی ہیں ان سناسن سے جو سینہ اور گردن کے فقروں میں ہیں یہ دونوں زوج شانہ کو پیچھے اور اسفل کی طرف حرکت دیتے ہیں ساتواں زوج قطن سے پیدا ہوتا ہے اور شانہ کو پیچھے اور آگے کی طرف اس طرح پر کھینچتا ہے کہ پیچھے اور اسفل میں بھی جا کر کھینچے۔

متن فصل سترھویں تشریح میں عضل حرکت عضد کے

عضد کے **عضل** جو **مفصل** کتف کی حرکت دینے والے ہیں تین عدد ہیں کہ سینہ سے آ کر اس کو نیچے کی طرف

جذب کرتے ہیں ان میں سے ایک عضلہ وہ ہے جس کا مقام نشو پستان کے نیچے ہے اور مقدم عضد سے متصل ہوتا ہے نزدیک بارہ فقرے کے اور یہ وہی عضلہ ہے جو مقدم ہوتا ہے عضد کو سینہ سے نزدیک کرتا ہوا اور اتارتا ہوا اور اس کے پیچھے کتف اور اس کے عضلہ کو لاتا ہے۔ مقام نشو اس عضلہ کا اعلائے سینہ ہے اور گرد پھرتا ہے یہ عضلہ جانب انسی راس عضد کے پس یہی عضلہ نزدیک کرنے والا ہے عضد کو سینہ سے کچھ تھوڑا اوپر اٹھا ہوا۔ ایک عضلہ دھرا بڑا ہے مقام نشو اس کا کل سینہ ہے ملتا ہے یہ عضلہ نیچے سے مقدم عضد کے جس وقت یہ اپنے کام میں مع اس لیف کے جو اس کے جز فوقانی میں ہے مصروف ہوتا ہے سامنے لاتا ہے عضد کو سینہ تک اٹھاتا ہوا اور جب دوسرے جزء کے ساتھ مل کر کام دیتا ہے سامنے لاتا ہے عضد کو اتارتا ہوا اور جب دونوں جزء سے مل کر اپنے کام میں مصروف ہوتا ہے سامنے لاتا ہے عضد کو سیدھا کرکے۔ دو اور عضل ہیں جو آتے ہیں خاصرہ یعنی تہیگاہ کی طرف سے اور ان کا اتصال زیادہ ہے بہ نسبت اس عضل عظیم دھرے کے جو سینہ سے چڑھنے والا ہے ایک ان میں کا بڑا ہے آتا ہے خاصرہ کے نزدیک سے اور پیچھے کی پسلیوں سے عضد کو جذب کرتا ہے پیچھے کی پسلیوں کی طرف اور اس کا جذب سیدھا ہوتا ہے اور دوسرا باریک ہے آتا ہے جلد خاصرہ سے نہ کہ اس کی ہڈی سے مگر مائل بطرف وسط خاصرہ کے ہوتا ہے اور متصل ہوتا ہے وتر صاعدہ کی جانب پستان سے درانحالیکہ اندر بیٹھا ہوا ہو اور یہ وہی کام کرتا ہے جو پہلا عضلہ کام کرتا ہے بطریق معاونت کے لیکن یہ عضلہ پیچھے کی طرف تھوڑا جھکا رہتا ہے۔ پانچ اور عضل ہیں جن کا منشاء استخوان کتف ہے ایک عضلہ ان میں سے اس کا منشاء استخوان کتف کے اوپر کی جانب سے ہے وہ بھر دیتا ہے اس جگہ کو جو درمیان حاجز اور ضلع اعلیٰ کے کتف سے ہے اور نفوذ کر جاتا ہے عضد کے سر کے اوپر کے جز تک وہ سرا جو بجانب وحشی واقع ہے اندر کے بجانب انسی مائل ہے یہ عضلہ دور لے جاتا ہے عضد کو انسی کی طرف جھکاتا ہوا۔ ان پانچوں میں سے دو عضل ایسے ہیں جن کا محل نشو کتف کے

اوپر کی پسلی ہے ایک ان میں کا بڑا عضلہ ہے جس کی لیف نیچے کے اجزائے تحتانی حاجز
تک چھٹی ہوئی ہے اور یہ عضلہ اس مقام کو بھرتا ہے جو درمیان حاجز اور نیچے کی پسلی کے
ہے اور متصل ہونا عضد کے سرے جانب وحشی میں پورا پس دور لے جاتا ہے عضد
جانب وحشی میں جھکاتا ہوا اور دوسرا متصل ہے اسی پہلے سے گویا کہ وہ اس کا جزو ہے
اسی کے ساتھ نفوذ کرتا ہے اور جو کام وہ کرتا ہے وہی کام یہ بھی کرتا ہے مگر یہ دونوں
عضل تعلق اعلائے کتف سے زیادہ نہیں رکھتے اور اتصال ان کا بشکل توریب ظاہر
عضد سے ہے اور اس کو بجانب وحشی جھکاتے ہیں۔ چوتھا عضلہ ان پانچوں میں بھر دیتا
ہے استخوان کتف کے مقام تقعیر کو اور اس کے وتر کے اجزائے داخلی سے بجانب انسی
متصل ہوتا ہے سرے پر استخوان عضد کے اس کا کام یہ ہے کہ عضد کو پیچھے کی طرف
گھمادے اور ایک عضلہ اور ہے اس کا مقام نشو نیچے کا کنارہ وضع اسفل سے کتف کے
ہے اور اس کے وتر کا اتصال عضلہ عظیم جو خاصرہ سے چڑھنے والا ہے اس کے بہ نسبت
زیادہ ہے اس کا کام یہ ہے کہ عضد کے اعلائے راس کو اوپر تک جذب کرے۔ عضد
کے واسطے ایک اور عضلہ ہے جس کے دوسرے ہیں اس سے دو کام نکلتے ہیں اور ایک
کام مشترک پیدا ہوتا ہے اور یہ نیچے سے ترقوہ کے اور نوک سر کتف سے آتا ہے اور
عضد کے سرے میں پیٹھ جاتا ہے اور مقام اتصال میں وتر سے اس عضلہ عظمیہ کے جو
سینہ سے چڑھنے والا ہے قریب ہوتا ہے یہ بھی لوگوں نے کہا ہے کہ ایک سرا اس کا اندر
ہے اور بجانب داخل تھوڑیسی توریب کے ساتھ جھکا ہوا ہے اور دوسرا سرا ظاہر میں ہی
پشت کتف کی جانب اسفل میں اور بطرف خارج تھوڑی سی توریب کے ساتھ جھکتا ہے
جب دونوں جزو سے مل کر حرکت کرتا ہے بلند کرتا ہے عضد کو سیدھا کر کے بعض
آدمیوں نے دو اعضل اور زیادہ کئے ہیں ایک چھوٹا عضلہ جو لپتان سے آتا ہے اور
دوسرا وہ ہے جو چھپا ہوا ہے مفصل کتف میں اور اکثر عضل مرفق کی اس کے ساتھ
شرکت تجویز کی گئی ہے **فصل اٹھارہویں تشریح میں عضل**

حرکت ساعد کے ساعد کے حرکت دینے والے عضل کئی قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو قبض کرتی ہے اور ساعد کو کھینچتی ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو ساعد کو بسط اور دراز کرتی ہے اور یہ عضل عضد کے اوپر رکھے ہوئے ہیں اور ایک قسم وہ ہے جو ساعد کو جھکاتی ہے اور ایک قسم وہ ہے جو ساعد کو منہ کے بھل ڈال دیتی ہے۔ اور یہ عضل عضد کے اوپر نہیں واقع ہیں۔ عضل باسطہ ایک زوج ہے جس کی ایک فرد ساعد کو بسط کرتی ہے اندر جھکا کر اس واسطے کہ مقام نشو اسکا نیچے مقدم عضد اور ضلع اسفل شانہ سے ہے اور یہ عضل متصل مرفق کے اس جگہ پر ہوتا ہے جہاں پر اس کے اجزائے داخلی ہیں اور دوسری فرد اس زوج کی ساعد کو بسط کرتی ہے باہر جھکا کر اس لئے کہ وہ عضد کے پیچھے سے آتی ہے اور اجزائے خارجیہ مرفق سے متصل ہوتی ہے جب یہ دونوں فردین اپنے کام پر یکجا مستعد ہوتی ہیں بالضرور ساعد کو سیدھا پھیلاتی ہیں۔ عضل قابضہ ساعد بھی ایک زوج ہے جس کی ایک فرد جو بڑی ہے کھینچتی ہے ساعد کو اندر جھکا کر اس لئے کہ مقام نشو اس کا کتف کے نیچے کی باڑھ اور منقار غراب سے ہے کہ ہر منشاء راس کو خاص ہے اور باطن عضد کی طرف جھکاتا ہے اور اس کے وتر عصبانی سے متصل ہوتا ہے جو مقدم زند اعلیٰ کی ہے دوسری فرد اس کی قبض کرتی ہے ساعد کو نیچے کی طرف جھکاتی ہوئی اس لئے کہ مقام نشو اس کا ظاہر عضد میں پیچھے کی طرف سے ہے یہ عضلہ ایسا ہے کہ جس کے دوسرے کمی ہیں ایک سرا عضد کے پیچھے ہے اور دوسرا آگے ہے اور اپنی گزرگاہ میں تھوڑا سا چھپتا ہوا جاتا ہے تاکہ جب مقدم زند اسفل تک پہنچتا ہے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے جو چیز کہ جھکا کر بطرف خارج کے قبض کرتی ہے بجانب اسفل ملتی ہے اور جو چیز کہ جھکا کر بطرف داخل قبض کرتی ہے بطرف اعلیٰ ملتی ہے تاکہ جذب میں استواری پیدا ہو جب یہ دونوں عضل اپنے کام پر ساتھ ہی مستعد ہوں بالضرور ساعد کو سیدھا قبض کرتے ہیں۔ دونوں عضل باسط کے اندر ایک عضلہ اور پوشیدہ ہوتا ہے جو استخوان عضد سے محیط ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پوشیدہ عضلہ ایک جزو ہے

عضلہ قابضہ کا جو اخیر میں بیان کیا گیا۔ **عضل باطحہ** ساعد کا یعنی جو ساعد کو نیچے گراتا ہے پھیلا کروہ یہی ایک زوج ہے ایک فرد اس کی باہر سے دونوں زند کی موضوع ہے اور زند اعلیٰ سے بلا وتر ملتی ہے اور دوسری فرد کہ باریک اور دراز ہے مقام نشو اس کا عضد کے سرے کے جزو اعلیٰ سے ہے اس جگہ سے کہ جو اس کے ظاہر سے متصل ہے اور اکثر اجزا اس کے ساعد میں جاتے ہیں اور نفوذ کرتے ہیں تا اینکہ قریب **مفصل** رسغ کے پہنچ کر اوپر کے کنارے زند اعلیٰ کے اندر کے جزو تک آتا ہے اور اس جزو سے بذریعہ ایک وتر غشائی کے ملتا ہے۔ **عضل ملکب** یعنی ساعد کو منہ کے بھل گرانے والا ایک زوج ہے جو خارج میں موضوع ہے ایک فرد اس کی جانب انسی کے اعلیٰ سے شروع ہوئی ہے جہاں پر عضد کا سرا ہے اور زند اعلیٰ سے متصل ہوتی ہے **مفصل** رسغ سے نہیں اور دوسری فرد اس سے چھوٹی ہے اس کی لیف عریض ہے اور کنارہ اس کا نہایت مضبوط اور عصبانی ہے یہ عضلہ خاص زند اسفل سے شروع ہوتا ہے اور نزدیک **مفصل** رسغ کے طرف اعلیٰ سے ملتا ہے۔

فصل انیسویں میں عضل حرکت رسغ کے

تحریک **مفصل** رسغ کے عضل بھی چار قسم کے ہیں قابضہ سطہ ملکبہ باطحہ بجانب تقابا سطہ یعنی جو رسغ کو پھیلاتے ہیں ان میں سے ایک تو وہ عضلہ ہے جو دوسرے سے متصل ہے کہ یہ دونوں مل کر ایک ہی معلوم ہوتے ہیں مگر ایک ان میں کا وسط زند اسفل سے نکلتا ہے اور اس کا وتر انگوٹھے سے متصل ہوتا ہے اس وتر کے ذریعہ سے سبابہ سے دور رہوتا ہے اور دوسرے کا منشاء زند اعلیٰ سے ہے اس کا وتر پہلی ہڈی رسغ کی ہڈیوں میں سے یعنی جو ہڈی سامنے انگوٹھے کے ہے اس سے ملتا ہے جب یہ دونوں مل کر حرکت کرتے ہیں رسغ میں بسط پیدا ہوتا ہے تھوڑا سا جھکاؤ لئے ہوئے اور جب دوسرا تنہا حرکت کرتا ہے رسغ کو نیچے گراتا ہے اور اگر پہلا تنہا حرکت کرتا ہے انگوٹھے کو سبابہ سے دور کر دیتا ہے۔ ایک عضلہ زند اعلیٰ کی جانب وحشی سے ملتا ہے اس کا مقام نشو عضد کے نیچے کے سروں سے ہے اور ایک وتر دوسروں کا اس سے چھوٹتا ہے جو

وسط مشط میں آ کے انگشت میانہ اور سبابہ کے متصل ہوتا ہے اور اس کے وتر کا سر ازند اعلیٰ کے نزدیک رسغ کے تکیہ کرتا ہے اور رسغ کو نیچے گراتا ہوا دراز کرتا ہے۔ **عضل** قابض کا ایک زوج جانب وحشی پر ساعد کے اور دونوں جانب انسی اور وحشی کے بیچ میں بطرف اسفل واقع ہے اس کی ابتداء اندرونی سرا دوسروں عضد سے ہوتی ہے اور انتہا مشط تک آ گے خنصر کے ہوتی ہے جو ان دونوں میں اوپر ہے وہ ان دونوں مقاموں میں سے جو اوپر کا مقام ہے وہاں سے شروع ہوتا ہے اور اسی جگہ پر منتہی ہوتا ہے۔ اور ایک عضلہ شروع ہوتا ہے عضد کے نیچے کے جزو سے بتوسط دونوں مقاموں مذکور کے اس عضلہ کے دو کنارے ہیں کہ آپس میں بتقاطع صلیبی متقاطع ہیں بعد تقاطع کے اس مقام پر متصل ہوتے ہیں جو بیچ میں سبابہ اور وسطے کے ہے جب یہ دونوں ساتھ ہی متحرک ہوتے ہیں ساعد کو قبض کرتے ہیں یہ **عضل** جتنے مذکور ہوئے عضلات قابضہ ہیں اور جو **عضل** رسغ کے بسط کرنے والے ہیں انہیں سے فعل کب یعنی نیچے گرانے کا اور فعل بطح یعنی گرا کر پھیلانے کا صادر ہوتا ہے جس وقت دو متقابل ان میں بشکل توریب متحرک ہوں بلکہ جو عضلہ متصل مشط کے ہے آ گے خنصر کے جب تنہا وہی متحرک ہوتا ہے کف کو پلٹ دیتا ہے اور اگر اعانت اس کی انگوٹھے کا عضلہ جو آ گے مذکور ہوتا ہے کرے قلب کف کو تمام کر دیتا ہے اس طرح پر کہ بطح بھی پیدا ہوتا ہے اور جو عضلہ مفصل رسغ کے آ گے ابہام کے ہے اگر وہ تنہا متحرک ہو تھوڑا سا کب پیدا کرتا ہے کف میں اور اگر مع **عضل** خنصر کے متحرک ہو جس کا ذکر ہم آ گے کریں کہ فعل کب پورا ہو جاتا ہے۔ **فصل بیسویں تشریح میں عضل حرکت انگشتان دست** کے انگلیوں کے حرکت دینے والے **عضل** کتنے تو کف دست میں ہیں اور کتنے ساعد میں ہیں اگر یہ سب **عضل** کف دست میں یک جا ہوتے تو کثرت لحم سے بوجھ اس کا بڑھ جاتا اور چونکہ رسغ انگلیوں سے دور دور واقع ہوئے وتر ان کے بضرورت طولانی بنائے گئے اور ان کی مضبوطی ان جھلیوں سے کی گئی جو ہر

طرف سے آتی ہیں۔ یہ اوتار گول اور قوی پیدا کئے گئے اور دیگر چوڑے نہیں ہوئے جہاں تک عضو کو پورے ملتے ہیں پھر اس مقام سے اندک چوڑے ہو جاتے ہیں تا کہ اشتمال ان کا عضو متحرک پر بخوبی ہو جمیع **عضل** انگلیوں کو بسط دینے والے ساعد پر موضوع ہیں اور اسی طرح جو **عضل** کہ انگلیوں کو نیچے کی طرف حرکت دیتے ہیں بسط دینے والے عضلات میں سے ایک وہ **عضل** ہے جو ظاہر ساعد پر وسط میں موضوع ہے اور نیچے کا سرا عضد کا اس میں جو بلند خرو ہے وہاں سے یہ عضلہ اگتا ہے اور چاروں انگلیوں تک چند اوتار گراتا ہے جو ان انگلیوں کو بسط دیتے ہیں۔ انگلیوں کے نیچے جھکانے والے تین **عضل** ہیں ایک ان میں سے ایسا ہے کہ بعض اس کا متصل بعض سے ہے اسی کی جانب میں پس ایک عضلہ اگتا ہے جز و اوسط سرے سے عضد وحشی کے جو بطرف وحشی واقع ہے درمیان اس کے دونوں زیادتیوں کے اس سے دو وتر خنصر اور بنصر تک چھوٹتے ہیں۔ ایک عضلہ منجملہ دو **عضل** دہرون کے ہے وہ دہرے دو **عضل** جو ان تین میں کے دو ہیں منشاء ان دونوں کا دو زیادتیوں عضد کی داخلی کا اسفل اور گردہ زند اسفل کا ہے اور یہ دونوں دو وتر طرف وسطے اور سبابہ کے چھوڑتے ہیں اور دوسرا عضلہ جو ان تینوں کا تیسرا ہے اس کا مقام نشوز زند اعلیٰ کے اوپر ہے اس سے ایک وتر ابہام تک جاتا ہے اور اس عضلہ کے نزدیک ایک اور عضلہ ہے جو ان دونوں میں کا ایک ہے جو تحریک رسغ میں بیان ہو چکے اس کا منشاء زند اسفل کے وسط سے ہے اور اس کا وتر ابہام کو سبابہ سے دور کرتا ہے۔ قبض کرنے والے انگلیوں کے **عضل** کچھ ان میں سے ساعد پر واقع ہیں اور کچھ بطن کف میں ساعد پر تین **عضل** واقع ہیں بعض ان کا بعض کے اوپر بنا ہوا ہے اور وسط میں رکھے ہوئے ہیں ان سب میں اشرف وہی ہے جو اسفل میں مدفون ہے نیچے سے استخوان زند اسفل کے متصل ہے اس لئے کہ اس کا فعل اشرف ہے پس ضرور ہے کہ مقام اس کا نہایت محفوظ ہو ابتداء اس کی عضد کے راس وحشی وسط سے داخل تک ہوتی ہے پھر اس میں بیٹھ جاتا ہے اور وتر اس کے عریض ہوتے ہیں اس کے

وتر کی پانچ قسمیں ہیں ہر وتر باطن میں انگلیوں کے آتا ہے جو اوتار چار انگلیوں میں آتے ہیں ہر واحد ان کا پہلے اور تیسرے کے **مفصل** کو قبض کرتا ہے اور کھینچتا ہے پہلے کو تو اس لئے کہ وہ اس مقام پر بندھا ہوا ہے ایک رباط سے جو ان دونوں پر لپٹا ہوا ہے اور تیسرے کو اس سبب سے کہ اس کا سرا اس تک پہنچتا ہے اور اسی سے **متصل** ہوتا ہے اور جو وتر ابہام تک در آتا ہے وہ **مفصل** ثانی اور ثالث کو قبض کرتا ہے اس لئے کہ انہیں دونوں سے اس کا اتصال ہے۔ دوسرا **عضل** جو اس کے یعنی عضلہ اشرف کے اوپر ہے یہ اس سے چھوٹا ہے اور اس کی ابتدا ایک سرے اندرونی دوسروں سے **عضد** کے ہوتی ہے اور زند اسفل سے تھوڑا سا چمٹا ہوا اور جانب وحشی اور انسی کے حد مشترک پر گزرتا ہے اور وہ حد مشترک سطح فوقانی ہے زند اعلیٰ سے جب قریب ابہام کے پہنچتا ہے اندر کی طرف جھک جاتا ہے چند وتر مفاصل انگشت وسطیٰ کی طرف چھوڑتا ہے تا کہ اسے قبض کرے اور ابہام تک نہ آنے پائے مگر ایک شعبہ جو اس کے وتر کے نزدیک نہیں ہے مگر اور جگہ سے پیدا ہوتا ہے یعنی موضع آخر ابہام سے مقام نشو عضلہ اولےٰ کا بعد ابتدائے مذکور کے سرے سے زند اسفل اور اعلیٰ کے ہے اور مقام نشو دوسرے **عضلہ کا** سرے سے زند اسفل کے ہے **انگوٹھے** کے واسطے حرکت انقباضی ایک ہی عضلہ پر اقتصار کی گئی اور سب انگلیوں کے واسطے یہ حرکت دو **عضل** سے تمام ہوتی ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ اشرف فعل چاروں انگلیوں میں انقباض ہے اور ابہام کا اشرف فعل انبساط ہے اور سبابہ سے دور ہو جاتا پس جس میں جو فعل شرف تھا اس کے متعلق دو **عضل** کیے گئے۔ تیسرا عضلہ واسطے قبض کے نہیں ہے بلکہ وہ مع وتر اپنے کے باطن کف میں نفوذ کرتا ہے اور اس پر چوڑا ہو کر بجھ جاتا ہے تا کہ کف کو فائدہ حس کا دے اور بال کی روئیدگی ہتھیلی پر نہ ہونے دے اور باطن کف کو قابل ٹیکنے کے کرے اور اس کو اپنے افعال میں قوت دے اور جس چیز کی اصلاح باطن کف سے متعلق ہو بقوت عضلہ کے کر سکے یہ وہ **عضل** ہیں جو رسغ کے اوپر واقع ہیں لیکن جو **عضل** خاکف میں ہیں وہ سب

اٹھارہ ہیں بعض ان کا بعض سے نیچے اوپر بنا ہوا دو صفوں میں ہے نیچے کی صف اندر کے جانب اور اوپر کی صف خارج کف میں جلد تک ہے نیچے کی صف میں سات عضل ہیں ان میں سے پانچ عضل انگلیوں کو بجانب فوق مائل کرتے ہیں اور عضل ابہامی ایمن سے اگتے ہیں اول عظام رسغ سے او چھٹا عضلہ ان میں کا چھوٹا ہے اور چوڑا اور لیف اس کی مورب اور سرا اس عضلہ کا متعلق مشط کف سے ہے اس طرح پر کہ محاذی انگشت وسطیٰ کے ہے اور وتر اس عضلہ کا انگوٹھے کے متصل ہے اور انگوٹھے کو بطرف اسفل جھکاتا ہے۔ ساتواں عضلہ خنصر کے نزدیک ہے اس کی ابتدا اس ہڈی سے ہے جو ملتی خنصر کو جانب مشط سے پس خنصر کو بطرف اسفل مائل کرتا ہے ان ساتوں میں کسی عضلہ سے قبض نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ پانچ عضل واسطے اٹھانے کے ہیں اور دو واسطے جھکانے کے۔ جو عضل اوپر کی صف میں ہیں نیچے اس عضلہ کے جو ہتھیلی پر بچھا ہوا ہے بنا برقول جالینوس کے فقط پس یہ گیارہ عضل ہیں آٹھ ان میں سے ایسے ہیں کہ دو دو مل کر منفصل اول سے مفاصل چاروں انگلیوں سے ملتے ہیں ایک کے اوپر ایک تاکہ اس جوڑ میں قبض پیدا ہو ان آٹھوں میں جتنے عضل نیچے ہیں ان کا قبض بذریعہ گرانے اور جھکانے کے ہے اور اوپر والوں کا قبض تھوڑے اٹھانے اور بلند کرنے سے ہوتا ہے اور دونوں مل کر بالاستقامت قبض کرتے ہیں۔ تین ان میں سے ابہام کے واسطے خاص ہیں ایک تو منفصل اول کو قبض کرتا ہے اور دو منفصل ثانی کے قبض کے واسطے ہیں جیسا پہچانا تو نے پس پانچوں انگلیوں کے واسطے پانچ عضل بسط دینے والے ہیں اور نیچے جھکانے والے سوائے ابہام اور خنصر کے ہر ایک کے واسطے ایک ایک ہے اور ابہام اور خنصر کے واسطے دو دو اور قبض کرنے والے ہر انگلی کے واسطے چار چار ہیں اور اوپر کی طرف مائل کرنے والے ہر انگلی کے واسطے ایک ایک ہے۔

فصل اکیسویں

تشریح میں عضل حرکت پشت کے

پشت کے عضل محرک کتنے تو ایسے ہیں کہ اسے پیچھے کی طرف دوہرا کرتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو اسے

آگے کی طرف جھکاتے ہیں انہیں دونوں قسموں کے عضل سے سب حرکتیں پشت کی متفرع ہوتی ہیں پیچھے کو دوہرا کرنے والے پست کے دو عضل ہیں جن کا خاص عضل صلب نام رکھا جاتا ہے بہت جلد یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک عضل ان دونوں میں کا تئیس عضل سے مرکب ہے اور یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ ہر فقرے سے ان کے ہر واحد کے واسطے ایک عضلہ پیدا ہوتا ہے اس واسطے کہ ہر فقرے سے ان کے واسطے ایک لیف مورب نکلتی ہے سوائے فقرہ اولی کے یہ عضل جس وقت باعتدال کھنچتے ہیں پشت کو سیدھا کردیتے ہیں جب بافراط ان میں تمدد ہوتا ہے تو پشت کو پیچھے کی طرف دوہرا کر دیتے ہیں جس وقت ایک طرف کے عضل متحرک ہوتے ہیں پشت کو اسی طرف جھکا دیتے ہیں۔ عضل حانیہ یعنی وہ عضل جو پشت کو آگے کی طرف جھکا کر کوز پشت پیدا کرتے ہیں وہ دو زوج ہیں ایک زوج اوپر کی طرف موضوع ہے اور یہ زوج سر اور گردن کے عضل محرک سے نکلتا ہے جو دونوں پہلوؤں میں مری کی نفوذ کرتا ہے اس کا نیچے کا کنارہ پانچ اوپر کے فقروں سینہ سے متصل ہوتا ہے بعض آدمیوں کی خلقت میں اور چار فقروں سے اکثر آدمیوں کی خلقت میں متصل ہوتا ہے اس کا اوپر کا کنارہ سر اور گردن سے آتا ہے اور ایک زوج اس کے نیچے موضوع ہے اور ان دونوں کا نام تتیں رکھا جاتا ہے اور یہ دونوں دسویں یا گیارھویں فقرے سے سینہ کے شروع ہوتے ہیں اور نیچے کو اترتے ہیں اور خم دیتے ہیں پشت کو پست کرکے اور وسط پشت کو اپنی حرکات کے پیدا ہونے میں یہی عضل کافی ہیں اس لئے کہ وسط تابع ہوتا ہے منحنی ہونے اور لپٹنے اور دوہرا ہونے میں حرکت طرفیں کے

فصل بائیسویں تشریح میں عضل بطن کے

بطن کے آٹھ عضل ہیں اور یہ چند منفعت میں آپس میں شریک ہیں ان میں سے ایک یہ منفعت ہے کہ جو چیز احشاء یعنی اوجھ میں بول وبراز سے ہوتی ہے خواہ رحم میں جنین وغیرہ کی قسم سے ہوتی ہے اس کے نچوڑنے اور الگ کرنے میں سب کے سب معین ہوتے ہیں اور ایک یہ منفعت ہے کہ حجاب کے

واسطے بمنزلہ دعامہ اور ستون کے ہوتے ہیں اور اس کی اعانت کرتے ہیں بعد نفخ کے جب سمٹنے لگے ۔ اور ایک یہ منفعت ہے کہ معدے اور امعاء کو گرم کرتے ہیں خم دے کر یا دراز کر کے ۔ ان آٹھوں میں سے ایک سیدھا زوج ہے ۔ وہ سیدھا اترتا ہے نزدیک غضروف خنجرے کے اور اس کی لیف دراز ہوتی ہے طول میں عانہ تک اور پھیلتا ہے کنارہ اس کا درمیان غضروف خنجرہ اور عانہ کے جو ہر اس زوج کا اول سے آخر تک لحمی ہے اور دو عضل تقاطع کرتے ہیں ان دونوں فردون کو عرض میں ان کا مقام اوپر اس جھلی کے ہے جو تمام شکم پر کھچی ہوئی ہے اور نیچے اور عضل طولانی کے اور جو تقاطع درمیان ان دونوں عضل اور اولین کے لیف میں واقع ہے وہ تقاطع زوایائے قائمہ پر ہے ۔ دو زوج مورب ہیں ہر ایک ان میں کا دونوں جانب داہنے اور بائیں واقع ہے اور ہر زوج ان میں کا مرکب ہے دو عضل سے جو متقاطع ہیں بتقاطع صلیبی شرسوف سے عانہ تک اور خاصرہ سے خنجرے تک پس ملتے ہیں دونوں کنارے دو فردوں کے دو عضل جانب یمین اور یسار سے نزدیک عانہ کے اور وہ دو کنارے جو اور باقی ہیں اور دو عضل سے نزدیک خنجرہ کے ملتے ہیں اور وہ دونوں موضوع ہیں ہر جانب میں اوپر اجزائے لحمیہ کے ان دو عضل سے جو عرض میں واقع ہیں اور یہ دو زوج ہر مقام پر لحمی رہتے ہیں تاکہ انکہ مماس ہوں عضل مستقیم کو چوڑے اتار سے گویا کہ وہ اتار جھلیاں ہیں اور یہی دونوں زوج رکھے ہوئے ہیں اوپر دو عضل طولانی کے وہ طولانی عضل جو رکھے ہیں اوپر دو عضل عرضی کے

فصل تئیسویں تشریح میں عضل انثیین کے

مردوں کے واسطے خصیہ کے عضل چار مقرر کئے گئے تاکہ حفاظت کریں دونوں خصیوں کی اور اٹھائیں ان کو تاکہ مسترخی نہ ہوں اور ہر ایک خصیہ کو ایک زوج عضل کا لازم ہے ۔ عورتوں کے خصیے چونکہ لٹکتے اور کھلے ہوئے مثل مردوں کے نہیں ہیں ان کو ایک ہی زوج عضل کا بس ہے ہر خصیہ کے واسطے ایک فرد مقرر کی گئی

فصل چوبیسویں تشریح میں عضل مثانہ

کے مثانہ کے منہ پر ایک عضلہ ہے جو مثانہ کو محیط ہے اور اس کی لیف چوڑی بچھی ہوئی ہے مثانہ کے منہ پر منفعت اس کی بول کا روکنا اس وقت تک کہ ارادہ گرانے کا ہو اور جب گرانے کا ارادہ کیا جاتا ہے اپنے کھنچاؤ سے ڈھیلا ہو جاتا ہے اس وقت مثانہ **عضل** بطن میں تنگی پیدا کرتا ہے پس ٹپکتا ہے بول بمد قوت وافعہ کے **فصل**

پچیسویں تشریح میں عضل ذکر کے عضل محرک ذکر دوز وج ہیں ایک زوج ایسا ہے جس کے دونوں **عضل** دونوں جانبوں میں ذکر کے دراز ہوتے ہیں اور جس وقت دونوں میں تمدد پیدا ہوتا ہے مجرائے منی میں وسعت پیدا کرتے ہیں اور اس کو بمسوط کرتے ہیں پس منفذ سیدھا ہو جاتا ہے اور اس میں منی بسہولت جاری ہوتی ہے۔ اور ایک زوج استخوان عانہ سے پیدا ہوتا ہے اور بیخ ذکر سے بشکل توریب ملتا ہے جس وقت اس زوج کا تمدد معتدل ہو قضیب سیدھا کھڑا ہوتا ہے اور جب اس کے تمدد میں شدت ہو پیچھے کی طرف ذکر کو جھکا دیتا ہے اور جب ان دونوں میں سے ایک میں تمدد پیدا ہو اسی کی جانب قضیب جھکتا ہے **فصل**

چھبیسویں تشریح میں مقعد کے مقعد کے عضل چار ہیں ایک عضلہ اس کے منہ پر ہے اور گوشت سے نہایت مخالطف رکھتا ہے شبیہ ہے یہ **عضل** مخالطف میں عضلہ ہونٹ کے اور یہ عضلہ قبض پیدا کرتا ہے اس کنارے پر جو سمٹتا ہے اور اسے مضبوط کرتا ہے اور دور پھینکتا ہے نچوڑ کر بقیہ براز کو جو کنارے پر معائے مستقیم یعنی شرج میں باقی رہ جائے۔ ایک عضلہ اس سے اوپر بجانب داخل ہے یعنی نسبت انسان کے سر کے یہ عضلہ اوپر ہے اور پہلا عضلہ نیچے ہے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس کے دو کنارے ہیں اور اس کا کنارہ بیخ سے قضیب کے بالحقیقت متصل ہوتا ہے اور ایک زوج مورب ہے ان سب کے اوپر اس کی منفعت مقعد کا اٹھا دینا اوپر کی طرف اور خرج مقعد جب ہی عارض ہوتا ہے جب اس عضلہ میں استرخا پیدا ہو۔ **فصل**

ستائیسویں تشریح میں عضل حرکت فخذ کے سب

سے بڑا عضلہ ران کا وہ ہے جو ران میں بسط پیدا کرتا ہے اور پھیلاتا ہے اس کے بعد وہ عضلہ ہے جو اس میں قبض پیدا کرتا ہے اس لئے کہ اشرف افعال ران کی یہی دونوں حرکتیں ہیں اور ران میں بسط بہ نسبت قبض کے افضل ہے اس لئے کہ قیام بسط کی حرکت سے حاصل ہوتا ہے اس کے بعد شرافت اس عضل کو ہے جو ران کو دور کرنے والا ہے اس کے بعد شرافت ران کے نزدیک کرنے والے عضلہ کی ہے اس کے بعد ران کے گھمانے والے عضلہ کی بسط دینے والا عضلہ ران کے جوڑ کا ایک تو وہی ہے جو تمام بدن کے عضلات میں سب سے بڑا ہے یہ وہ عضلہ ہے جو استخوان عانہ اور ورک کو اوپر لیتا ہے اور کل ران پر اندر اور پیچھے سے لپٹا ہے تا کہ زانو تک پہنچتا ہے اس کی لیف کے واسطے مختلف مبادی ہیں اسی جہت سے طرح طرح کے افعال مختلف اس سے پیدا ہوتے ہیں چونکہ بعض لیف کا منشاء اسفل استخوان عانہ سے ہے اس لئے ران کو جانب انسی جھکا کر بسط دیتی ہے اور چونکہ بعض لیف کا منشاء تھوڑا سا اس کے اوپر ہے لہذا وہ لیف ران کو فقط اوپر بلند کرتی ہے اور چونکہ منشاء بعض لیف کا اس سے زیادہ بلند ہے اس لئے وہ لیف ران کو بجانب انسی جھکا کر بلند کرتی ہے اور چونکہ بعض لیف کا منشاء استخوان ورک سے ہے اس لئے وہ لیف ران کو بشکل استقامت بسط دیتی ہے بہت اچھی طرح سے ان میں سے ایک وہ عضلہ ہے جو کھولتا ہے کل مفصل ورک کو پیچھے سے اس میں تین سرے ہیں اور نہ کنارے ہیں اور ان سروں کا مقام نشو تہیگاہ اور ورک اور عصعص سے ہے دوسرے ان میں کے لحمی ہیں اور ایک غشائی اور دونوں کنارے متصل ہوتے ہیں پیچھے ران کے سرے کے دونوں جزو سے ایک طرف کو جذب کرے تو ران میں بسط پیدا ہوگا اسی طرف کو جھکا ہوا اور اگر دونوں کناروں سے جذب کرے ران کو بشکل استقامت بمسوط کرتا ہے۔ ایک عضلہ اور ہے جس کا مقام نشو ظاہر استخوان خاصرہ کے کل سے ہے اور زائدہ کبریٰ کے اوپر سے متصل ہوتا ہے جس کا نام طروخ ہے یعنی بڑے عضل کو اڑاتا ہے اور دور پھینکتا ہے اور تھوڑا سا آگے کی جانب

دراز کرتا ہے اوراس میں بسط پیدا کرتا ہے تھوڑا سا بجانب انسی جھکا کر۔ایک اور عضلہ مثل اس کے ہے پہلے تو متصل ہوتا ہے اسفل سے زائدہ صغریٰ کے بعد اس کے نیچے اترتا ہے اور اپنا کام کرتا ہے لیکن بسط اس میں تھوڑا سا ہے اور جھکانا زیادہ ہے مقام نشواس کا اسفل ظاہری استخوان خاصرہ سے ہے۔ایک اور عضلہ ہے جو اگتا ہے اسفل عظم ورک سے پیچھے کو جھکا ہوا ران کو اندر کے بجانب پشت مائل کر کے بسط دیتا ہے اور بخوبی بطرف انسی مائل کرتا ہے۔قبض کرنے والے **عضل** ران کے جوڑ کے ان میں سے ایک وہ عضلہ ہے جو اندر کے بجانب انسی جھکا کر قبض کرتا ہے یہ عضلہ سیدھا ہے دو جگہ سے اترتا ہے ایک جگہ اس کے نشو کی متصل ہوتی ہے آخر پشت سے اور دوسرا مقام نشواس کا استخوان خاصرہ ہے یہ وہ عضلہ ہے جو متصل جانب انسی کے زائدہ صغریٰ سے ہے اور ایک عضلہ کا منشاء استخوان عانہ سے ہے اور متصل ہوتا ہے اسفل زائدہ صغریٰ سے۔ایک اور عضلہ ہے کہ جو ممتد ہے اس زائدہ کی جانب میں بشکل تو ریب گویا کہ وہ جزو ہے زائدہ کبریٰ سے چوتھا عضلہ اگتا ہے اس چیز سے جو استخوان خاصرہ میں قائم اور کھڑی ہے اور یہ عضلہ ساق کو بھی جذب کرتا ہے ران کو قبض کرتا ہوا۔جو **عضل** ران کے جھکانے والے بطرف داخل ہیں ان میں سے بعض کا ذکر بیان میں بسط اور قبض کرنے والے عضلات کے ہو چکا مگر اس قسم کی تحریک کے واسطے ایک اور عضلہ ہے کہ استخوان عانہ سے اگتا ہے اور اس قدر طولانی ہوتا ہے کہ زانوں تک پہنچتا ہے۔باہر کے جھکانے والے ران کے دو **عضل** ہیں ایک ان میں کا چوڑی ہڈی سے آتا ہے اور گھمانے والے ران کے بھی دو **عضل** ہیں ایک کا مخرج جانب وحشی استخوان عانہ ہے اور دوسرے کا مخرج جانب انسی اسی استخوان کے ہے اور دونوں مورب ہو کر مل جاتے ہیں اور قریب اس موضع کے جو مغاک دار ہے موخر زائدہ کبریٰ میں گوشت آور ہوتے ہیں ان میں کا جو عضلہ تنہا فعل جذب کرے لپٹنے کا ران کو اپنی جہت میں تھوڑا سا بسط پیدا کرے۔

فصل اٹھائیسویں تشریح میں عضل ساق

اور زانو کے مفصل رکبہ کے حرکت دینے والے عضل پانچ قسم کے ہیں ان میں سے تین عضل وہ ہیں جو آگے ران کے موضوع ہیں اور خاص ران میں جتنے عضل موضوع ہیں ان میں سے بڑے عضل یہی ہیں فعل ان کا بسط ہے ان میں سے ایک مثل دو ہرے کے ہے اس کے دوسرے میں ایک سر از ائدہ کبریٰ سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا مقدم ران سے اور اس کے دو کنارے ہیں ایک لحمی ہے جو متصل رضفہ کے ہے یعنی وہ ہڈی جو مثل سنگریزہ کے ہے قبل اس کے کہ وہ کنارہ وتر ہو جائے دوسرا کنارہ غشائی ہے ران کی جانب انسی سے ملتا ہے۔ دو اور عضل ہیں ایک تو ان میں سے وہی جس کا ذکر قوابض ران میں ہو چکا ہے یعنی وہ عضلہ جو اگتا ہے اس حاجز سے جو استخوان خاصرہ میں ہے اور دوسرا عضلہ اس کا مبدء ہے ران کا زائدہ جو بجانب وحشی واقع ہے یہ وہ عضل متصل ہوتے ہیں اور اترتے ہیں ان دونوں میں سے ایک وتر چوڑا پیدا ہوتا ہے جو رضفہ کو احاطہ کرتا ہے اور مضبوط کرتا ہے اس چیز سے جو رضفہ کے نیچے ہے اور اس کا مضبوط کرنا استواری کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر متصل ہوتا ہے۔ یہ عضلہ اول ساق سے بعد اس کے رکبہ کو بسط دیتا ہے ساق کو دراز کر کے بسط کے واسطے ایک اور عضلہ ہے جس کا منشا ءلمتقائے استخوان عانہ ہے اور جانب انسی میں گزرتا ہے ران سے بشکل توریب اترتا ہے پھر یکذاب خالی گوشت سے ہوتا ہے اس جزو سے جو رگ دار ہے اعلیٰ عظم ساق سے اور ساق کو بسط دیتا ہے انسی کی طرف جھکا کر۔ بعض کتب تشریح میں ایک اور عضلہ مذکور ہے جو اس عضلہ کے مقابل ہے جانب وحشی میں مبدء اس کا استخوان ورک ہے اور توریب پاتا ہے جانب وحشی میں تا اینکہ پہنچتا ہے مقام معرق یعنی بے گوشت تک اور کوئی عضلہ اس سے زیادہ توریب نہیں رکھتا اس عضلہ سے بسط پیدا ہوتا ہے تھوڑا جھکا کر بطرف وحشی کے جس وقت دونوں عضل میں ساتھ ہی بسط پیدا ہو دراز کرنے کے ساق کو سیدھا کر کے قبض کرنے والے ساق کے کئی عضل ہیں۔ ان میں سے ایک عضلہ تنگ ہے طولانی اگتا ہے استخوان خاصرہ اور عانہ سے اس کا محل نشو متصل

مقام نشو باسطہ داخلی کے ہے اس حاجز سے جو بیچ وسط خاصرہ کے ہے بعد اس کے نفوذ کرتا ہے مورب ہو کر داخل میں دونوں طرف زانو کے بعد اس کے ظاہر ہوتا ہے اور پہنچتا ہے اس برآمدے تک جو موضع معرق میں زانو سے ہے اور اس سے متصل ہو جاتا ہے اسی **عضل** کے سبب سے ساق کا جذب قدم کو میل دیتا ہوا طرف بیخ ران کے حاصل ہوتا ہے تین **عضل** انسی اور وحشی اور وسطی ہیں وحشی اور وسطی قبض کرتے ہیں بجانب وحشی جھکا کر اور انسی قبض کرتا ہے انسی کی طرف میل دیکر انسی کا مقام نشو قاعدہ استخوان ورک سے ہے پھر مورب ہو کر پیچھے ران کے گزرتا ہے تا اینکہ پہنچ جاتا ہے اس مقام کو جو ساق کی جانب انسی میں معرق ہے پس اس سے مل جاتا ہے اور اس کا رنگ مائل بسبزی ہے اور وحشی اور وسطی کا مقام نشو بھی قاعدہ استخوان ورک سے ہے مگر وہ دونوں میل کرتے ہیں یہاں تک کہ متصل ہو جاتے ہیں جز و معرق سے جانب وحشی میں زانو کے جوڑ میں ایک عضلہ ہے مثل مدفون کے مقام پیچیدگی میں زانو کے اس کا فعل وہی ہے جو عضلہ وسطی کا ہے کبھی یہ گمان کیا جاتا ہے کہ جو جز و نکلتا ہے عضلہ باسطہ سے جو دوہرا ہے اور متصل حاجز کے ہے کبھی زانو کو وہی قبض کرتا ہے بالعرض اس لئے کہ اس کے مقام اتصال سے ایک وتر برآمد ہوتا ہے جو ضبط کرتا ہے چین اور شکن ورک کو پہنچاتا ہے اسی شکن کو اس عضو تک جو متصل ورک کے ہے

فصل

انتیسویں تشریح میں عضل مفصل قدم کے

جو **عضل** مفصل قدم کو حرکت دیتے ہیں ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو قدم کو اونچا کرتی ہے اور ایک قسم وہ ہے جو قدم کو جھکاتی ہے۔ بلند کرنے والے **عضل** ان میں سے ایک بڑا عضلہ وہ ہے جو آگے قصبہ انسی کے موضوع ہے مبدء اس کا جز و وحشی ہے قصبہ انسی کے سرے پر جس وقت یہ عضلہ ظاہر ہوتا ہے ساق پر جھک کر طرف ابہام کے گزرتا ہوا متصل اس چیز کے ہوتا ہے جو قریب ہے بیخ ابہام کے اور قدم کو اوپر کی طرف اٹھا دیتا ہے۔ دوسرا عضلہ اگتا ہے سرے سے قصبہ وحشی کے اور اس سے وتر نکلتا ہے جو متصل

ہوتا ہے اس چیز کے جو قرب میں خنصر کی جڑ کے واقع ہے اور اسی انگلی کو وہ اوپر کی طرف بلند کرتا ہے خصوصاً جس وقت اس کی حرکت کے ساتھ پہلا عضلہ بھی مطابقت کرے اس وقت اس کا اٹھانا خنصر کو بطور استوا اور استقامت کے ہوتا ہے۔ جھکانے والے عضل کا ایک زوج ہے منشاء اس کی دونوں فردوں کا سر اران کا ہے بعد اس کے وہ دونوں اترتے ہیں پس مائل کرتے ہیں یا بھر دیتے ہیں موخر ساق کے باطن کو گوشت سے اور ان میں سے ایک ایسا وتر پیدا ہوتا ہے جو سب وتر دن میں بڑا ہے وہ تر عقب کہلاتا ہے متصل ہوتا ہے استخوان عقب سے اور اس کو پیچھے کی طرف جذب کرتا ہے بشکل تو ریب جانب وحشی تک پس یہ جذب ثبات قدم کا زمین پر سبب ہوتا ہے اس کی اعانت کرتا ہے ایک اور عضلہ جو پیدا ہوتا ہے قصبہ وحشیہ کے سرے سے اس کا رنگ بنجی ہے اور اترتا ہے تا کہ مل جاتا ہے بنفس خود ایک وتر سے جسے یہی عضل چھوڑتا ہے بلکہ اس کی لحمیت باقی رہتی ہے پس موخر عقب سے مل جاتا ہے خوب لپٹ کر اس عضلہ سے جو قبل موخر عقب سے ہے جس وقت ان دونوں عضل خواہ ان کے وتروں کو کوئی آفت پہنچتی ہے قدم کو اپنی جگہ پر ٹھہرا دیتی ہے۔ ایک عضلہ اور ہے جس سے دو وتر پیدا ہوتے ہیں ایک ان میں سے قدم کو قبض کرتا ہے دوسرا ابہام کو پھیلاتا ہے یہ بات اس سبب سے ہے کہ اس عضلہ کا منشاء قصبہ انسیہ کا سرا ہے جہاں قصبہ وحشیہ سے ملتا ہے اور ان دونوں سے نیچے اترتا ہے اس کے دو شعبے دو وتروں سے ہو جاتے ہیں ایک ان وتروں کا متصل اسفل رسغ سے آگے ابہام کے ہوتا ہے اور اس وتر سے جھکنا اور پست ہونا قدم کا پیدا ہوتا ہے دوسرا وتر پیدا ہوتا ہے اس عضلہ کے جزو سے اور متجاوز ہوتا ہے محل نشو وتر اول سے اور کعب اول تک ابہام سے وتر چھوڑتا ہے پس اس کو بسط دیتا ہے بشکل تو ریب جانب انسی تک کہ کبھی ران کے سرے وحشی سے ایک اور عضلہ پیدا ہوتا ہے اور متصل ہوتا ہے ایک دو عضل عقبی سے بعد اس کے جدا ہوتا ہے اسی عضلہ سے جس وقت محاذی ہوتا ہے باطن ساق کے اور اسے ایک وتر نکلتا ہے جو پوشیدہ ہوتا

ہے اسفل قدم میں اور گستردہ ہوتا ہے نیچے کل قدم کے جیسا وہ عضلہ جو پچھا ہوا ہے باطن راحت پر اور اس کی منفعت وہی ہے جو عضل راحت کی منفعت ہے **فصل**

تیسویں تشریح میں عضل اصابع رجل کے پاؤں کی انگلیوں کی حرکت دینے والے عضل جن سے کہ قبض حاصل ہوتا ہے وہ بہت ہیں ان میں سے ایک وہ عضلہ ہے جس کا مقام نشو قصبہ وحشیہ کا سرا ہے کہ اس پر دراز ہو کر اترتا ہے اور ایک وتر اس سے چھوٹا ہے جس کے دو وتر بن جاتے ہیں ایک سے انگشت وسطی کو قبض کرتا ہے اور دوسرے سے بنصر کو۔ ایک عضلہ اس پہلے عضلہ سے چھوٹا ہے اس کے پیدا ہونے کا مقام پشت ساق سے ہے جب اس میں سے وتر پیدا ہوتا ہے اس کے دو وتر ہو جاتے ہیں ایک خنصر کو اور دوسرا سبابہ کو قبض کرتا ہے پھر ہر واحد دونوں قسموں سے ایک وتر اور پیدا ہو کر دوسری قسم سے جو وتر پیدا ہوتا ہے ہے اس سے مل کر وتر واحد ہو جاتا ہے اور یہ وتر واحد ابہام تک دراز ہو کر پہنچتا ہے اور اس میں قبض پیدا کرتا ہے۔ تیسرا عضلہ اور ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں یہ نکلتا ہے جانب وحشی دونوں کنارے قصبہ انسیہ سے اترتا ہے درمیان دونوں قصبوں کے اور ایک جزو چھوڑتا ہے واسطے قبض کرنے قدم کے اور ایک جزو اس کا ابہام سے کعب اول تک آتا ہے یہ سب عضل انگلیوں کے حرکت دینے والے ہیں جن کی وضع ساق کے اوپر اور اس کے پیچھے ہے اور وہ عضل جن کی وضع تلوے میں ہے ان میں سے دس اعضل ایسے ہیں کہ بہت سے علمائے تشریح نے ان کو دریافت نہیں کیا ہے سب سے پہلے جالینوس نے ان کو دریافت کیا اور یہ دسوں پانچوں انگلیوں کے اضلاع سے ملتے ہیں ایک انگلی کے واسطے دو دو ایک داہنے اور ایک بائیں اور حرکت قبض کی پیدا کرتے ہیں کبھی قبض سیدھے طور پر اگر دونوں ساتھ ہی متحرک ہوں اور کبھی ایک طرف جھکا کر اگر ان میں کا ایک متحرک ہو۔ چار اور عضل تلوے میں رسغ پر واقع ہیں ہر انگلی کے واسطے ایک عضلہ اور دو عضل خاص ہیں ابہام اور خنصر کے قبض کے واسطے اور یہ سب عضل آپس میں ملے ہوئے

ہیں یعنی ان میں سے اگر کسی کو ایک آفت پہنچتی ہے دوسرے کے فعل میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے خواہ وہ فعل خاص اس کا ہو اور خواہ نیابتہً کسی دوسرے عضل سے وہ فعل پیدا ہونا ہو اور اسی سبب سے بہت دشوار ہے کہ پاؤں کی ایک انگلی سمٹے اور سب نہ سمٹ جائیں۔ پانچ عضل انگلیوں کے واسطے اور ہیں کہ قدم کے اوپر رکھے ہوئے ہیں ان کا فعل یہ ہے کہ بجانب وحشی جھکاتے ہیں اور پانچ عضل نیچے قدم کے ہیں ہر انگلی کو ایک عضلہ متصل ہے جس سے جو قریب ہوا ہے جانب انسی میں اس کو بجانب انسی حرکت دیتا ہے اور جھکاتا ہے اور پانچ عضل مع ان دو عضل کے جو ابہام اور خنصر کو خاص ہیں مثل ان سات عضل کے ہیں جو واسطے ہتھیلی کے بیان کئے گئے اور اسی طرح سے وہ دس عضل جو پہلے ذکر ہوئے بنابر اس حساب کے جو اوپر کی فصلوں میں مذکور ہوا کل بدن میں پانچسو انتیس عضل ہوتے ہیں۔

جملہ تیسرا تعلیم پانچویں عصب کے بیان میں :

اس میں چھ فصلیں ہیں۔ **فصل پہلی بیان میں خاص امور عصب کے** منفعت پٹھہ کی بالذات بھی ہے اور بالعرض بھی۔ بالذات تو یہ منفعت ہے کہ بتوسط پٹھوں کے دماغ اعضا میں حس و حرکت پیدا کرتا ہے۔ اور بالعرض یہ منفعت ہے کہ مضبوطی گوشت میں اور قوت بدن میں پٹھہ سے پیدا ہوتی ہے اور یہ بھی منفعت بالعرض ہے کہ جن اعضا میں ذاتی حس نہیں ہے جیسے کبد طحال ریہ ان میں بذریعہ پٹھہ کے آگاہی آفات اور صدمات کی ہوتی ہے اس لئے کہ یہ اعضا اگرچہ بے حس ہیں مگر ان کے اوپر ایک لفافہ عصبی چڑھا ہوا ہے اور ایک عصبانی جھلی سے منڈھے ہوئے ہیں جس وقت ان میں ورم پیدا ہو یا ریح خارجی سے تمدد عارض ہو ثقل ورم کا یا تفریق ریح کی لفافہ عصبی اور اس کی جڑ تک پہنچتی ہے اور ثقل کی وجہ سے ان اعضا میں انجذاب پیدا ہوتا ہے اور ریح کی وجہ سے تمزق یعنی پارہ پارہ ہونا پیدا ہوتا ہے اس جہت سے اس عضو کو حس ہوتی ہے۔ کل پٹھوں کا مبدء بوجہ معلوم وہی دماغ ہے

اور منتہی ظاہر سے متفرق ہونے پٹھوں کا جلد ہے اس لئے کہ جلد سے ملی ہوئی ایک لیف باریک ہوتی ہے جس میں پٹھے اعضائے قریبہ سے اس لیف کے اگتے ہیں دماغ مبدء عصب کا دو طرح پر ہے اس لئے کہ دماغ بعض اعصاب کا بذاتہ مبدء ہے اور بعض اعصاب کا اس وجہ سے کہ نخاع جو دماغ سے رواں ہو کر آتا ہے کچھ اعصاب اس میں سے پیدا ہوتے ہیں جو اعصاب خاص دماگ سے پیدا ہوتے ہیں ان سے حس و حرکت کا استفادہ سوائے اعضائے سر اور منہ اور احشاء اندرونی کے اور کسی عضو کو نہیں ہوتا ہے اور باقی سب اعضا استفادہ حس و حرکت انہیں اعصاب سے کرتے ہیں جو نخاع سے پیدا ہوئے ہیں **جالینوس** نے صانع بیچوں کی ایک عنایت عظیم پر ہدایت کی ہے جو متعلق اس پٹھہ کی خلقت سے ہے جو دماغ سے طرف احشاء کے اترتا ہے اس لئے کہ صانع تعالیٰ نے اس پٹھہ کی نگہبانی میں نہایت احتیاط کی ہے کہ ویسی احتیاط اور پٹھوں کی نسبت عمل میں نہیں آئی اس لئے کہ وہ پٹھہ چونکہ اپنے مبدء یعنی دماغ سے بہت دور تھا ضرورت مقتضی اس کی ہوئی کہ اس کی بناوٹ نہایت مضبوطی سے کی جائے پس چھپایا اس کو صانع نے ایک ایسے جرم سے جو متوسط درمیان قوام پٹھے اور غضروف کے ہے اور ہم صورت اس چیز کی ہے جو پیدا ہوتی ہے جرم میں پٹھے کے بروقت لپٹنے کے اور یہ پوشش پٹھہ کی تین مقام پر ہے ایک تو نزدیک حنجرہ کے دوسری نزدیک پسلیوں کی جڑوں کے تیسری جب یہ پٹھہ موضع صدر سے گزر جاتا ہے دماغی اعصاب سوائے اس پٹھے کے جتنے ہیں اگر ان سے منفعت افادہ حس کی مطلوب ہو تو اپنے مقام اصل سے سیدھے عضو مقصود تک آتے ہیں اس لئے کہ خط مستقیم کی راہ اقرب سب راہوں سے ہے درمیان وہ چیزوں کے اسی وجہ سے حس مقصود پٹھہ کے مستقیم ہوتے ہیں مبدء تک جلد تر پہنچے کی اور تاثیر مبدء کی یعنی احساس قوی تر ہوگا۔ اور چونکہ حس کے پٹھوں میں اس قدر سختی مطلوب نہیں ہے جتنی حرکت کے پٹھوں میں مطلوب ہے اس لئے کہ حس کے پٹھے دماغ سے دور نہیں ہیں بوجہ سیدھے ہونے کے

اور حرکت کے پٹھے بوجہ ترچھے ہونے کے دماغ سے دور ہیں اور اس واسطے دور ہیں تا کہ رفتہ رفتہ دماغ کی نرمی کی مشابہت سے بھی دور ہو جائیں لہٰذا حس کے پٹھے نرم پیدا کیے گئے بلکہ جس قدر اس میں نرمی زیادہ ہوگی قوت حس کی زیادہ ادا ہوگی۔ اور پٹھے حرکت کے چونکہ طرف عضو مقصود کے ترچھی راہوں سے گئے ہیں تا کہ مبدء سے دور ہو جائیں رفتہ رفتہ سخت پیدا کیے گئے دونوں قسم کے پٹھوں کی سختی اور نرمی میں بقدر مناسب کے کس قدر اعانت جو ہر دماغ سے بھی ہوئی ہے جو دونوں کا مثبت ہے اس واسطے جتنے پٹھے حس کو مفید ہیں ان کا محل نشو مقدم دماغ ہے اور حرکت کے پٹھوں کا موخر دماغ ہے اور مقدم دماغ قوام میں نرم ہے بہ نسبت موخر دماغ کہ وہ غلیظ ہے۔ **فصل دوسری تشریح میں عصب دماغی کے اور اسکے مسالک اور راہوں کے بیان میں** سات زوج پٹھے دماغ سے پیدا ہوتے ہیں۔ **پہلے زوج** کا مبدء اندر سے دو بطن مقدم دماغ کے ہے جہاں پر دو زیادتیاں گزرتی ہیں جو مشابہ دو سر پستان کے ہیں جن سے سونگھنا متعلق ہے اور یہ زوج چھوٹا اور جوف دار ہے۔ داہنی طرف جاتی ہے اس کے وہ فرد جو بائیں طرف سے نکلی ہے اور بائیں طرف جاتی ہے وہ فرد جو داہنی طرف سے نکلی ہے بعد اس کے دونوں ترچھے ہو کر مل جاتے ہیں مگر ان میں تقاطع صلیبی بنا بر قول اور اطبا کے ہوتا ہے اور بنا پر قول جالینوس کے نہیں ہوتا پھر جو فرد داہنی طرف سے آئی ہے داہنی آنکھ کے حدقہ میں نفوذ کرتی ہے اور بائیں طرف کی فرد بائیں حدقہ میں اور ان کے منہ کشادہ ہو جاتے ہیں تا کہ رطوبت زجاجیہ جس کا ذکر آگے ہوگا ان میں بھرے۔ سوائے جالینوس کے اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا نفوذ محل ملاقات سے بعد تقاطع صلیبی کے ہوتا ہے انعطاف اور پیچیدگی ان میں نہیں ہے اور اس تقاطع صلیبی کی تین منفعتیں بیان کیں **ایک منفعت یہ ہے** تا کہ وہ روح آنے والا طرف ایک دو حدقوں کے پوشیدہ نہ ہو سیلان سے طرف دوسرے حدقہ کے جس وقت کہ

واسطے ایک حدقہ کے کوئی آفت عارض ہو اس وجہ سے ہر ایک حدقہ دیکھنے میں قوی تر ہو جاتا ہے جس وقت دوسری آنکھ بند کر لی جائے اور اس سے زیادہ تر صفائی اس وقت ہوتی ہے کہ جب ایک ہی آنکھ بینا ہو اور دوسری سے نظر نہ آئے اسی وجہ سے ثقبہ عنبیہ کی وسعت زیادہ ہوتی ہے جس وقت دوسری آنکھ بند کر لی جائے یعنی قوت اندفاع روح کی طرف اس ثقبہ کے دونی ہو جاتی ہے پس ثقبہ بھی بڑھ جاتا ہے **دوسری منفعت یہ ھے** کہ دونوں آنکھوں کے واسطے مودی ایک ہی ہو اسطرح پر کہ دونوں آنکھیں ایک ہی مقام پر بیچ مبصر کے پہنچائیں اس جگہ پر دونوں بیچ مل کر ایک ہی ہو جائیں اور دیکھنا دونوں آنکھوں سے بھی بمنزلہ دیکھنے ایک انکھ کے ہے اس واسطے کہ بیچ مبصر مشترک میں ایک ہی جگہ متمثل اور قائم ہوتی ہے احول کو جو ایک چیز کی دو نظر آتی ہیں یہ آفت اس سبب سے عارض ہوتی ہے کہ داہنا خواہ بایاں حدقہ اپنی جگہ سے ہٹ کر نیچے خواہ اوپر پڑ ہو جاتا ہے بانیوجہ استقامت نفوذ مجرے کی تقاطع صلیبی تک باطل ہو جاتی ہے اور قبل حد مشترک کے ایک حدئی اور عارض ہوتی ہے اس لئے کہ عصبہ حدقہ مذکور میں انکسار پیدا ہوتا ہے **تیسری منفعت یہ ھے** کہ ہر ایک عصبہ دوسرے کو بمنزلہ ستون کے بنائے اور اس پر تکیہ کر لے اور ایسا حال ہو جائے گویا ہر ایک عصبہ بہت قریب سے پیدا ہوا یعنی محل تقاطع صلیبی ہو مقام نشو کے بہ نسبت قریب ہے بمنزلہ محل نشو کے ہر فرد کے واسطے ہو جائے **دوسرا زوج** ازواج عصب دماغی سے محل نشو اس کا پیچھے منشاء زوج اول کے ہے اور پیچھے اس چیز کے جو دراز ہو کر جانب وحشی جاتی ہے اور نکلتا ہے سوراخ میں سے انہیں فقرہ کے جو شامل ہے اوپر مقلہ کے پس تقسیم پاتا ہے۔ یہ زوج عضل مقلہ میں اور یہ زوج نہایت غلیظ ہے تا کہ مقاومت کرے اس کا غلیظ ہونا اس کی نرمی کو جو بجہت قرب موضع کے ضرور ہے اور بعد مقاومت کے قادر ہو اوپر تحریک کے خصوصاً جس وقت اس کا کوئی معین نہ ہو اس لئے کہ زوج ثالث چونکہ مصروف ہے فک اسفل کی تحریک میں جو بڑا

عضو ہے اس میں اس قدر قوت نہیں بچتی جو دوسری زوج کی اعانت کرے بلکہ وہ خود محتاج اعانت کا غیر سے ہے جیسا ہم ذکر کریں گے ۔ **تیسرا زوج** اس کا مقام نشو حد مشترک مقدم دماغ اور موخر دماغ کی ہے نزدیک قاعدہ دماغ کے اور یہ چوتھے زوج سے پہلے تھوڑا سا مل کر پھر الگ ہو جاتا ہے اور اس میں سے چار شعبے نکلتے ہیں **ایک شعبہ** نکلتا ہے مدخل رگ سباتی سے جس کا ہم ذکر آگے کریں گے اور جھکتا ہوا رقبہ سے نکلتا ہے تا اینکہ حجاب حاجز سے گزر کر تقسیم ہو جاتا ہے ان احشا میں جو حجاب کے ہیں **دوسرا شعبہ** اس کا مخرج صدغ کی ہڈی کے سوراخوں سے ہے جس وقت یہ جدا ہوتا ہے مل جاتا ہے اس پٹھہ سے جو زوج خامس سے جدا ہو ہے جس کا حال ہم آگے ذکر کریں گے **تیسرا شعبہ** نکلتا ہے اس سوراخ سے جس سے دوسرا زوج نکلتا ہے اس لئے کہ مقصد اس شعبہ سے وہ اعضا ہیں جو وجہ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور یہ بات اچھی نہ تھی کہ اس کا نفوذ زوج اول سے ہوتا جو مجوف تھا پس اشرف عصب کی مزاحمت کر کے اس میں تنگی پیدا کرتا اور تجویف بند ہو جاتی یہ جزو یعنی تیسرا شعبہ جس وقت اپنے مخرج سے جدا ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں **ایک قسم** میل کرتی ہے گوشہ چشم بیرونی کی طرف اور تنہا چلی آتی ہے عضل صدغیں اور ماضغیں یعنی دونوں زنخ کی جڑیں اور حاجب اور ملک اور جبہہ کی طرف **دوسری قسم** نفوذ کرتی ہے اس سوراخ میں جو نزدیک دنبالہ چشم کے مخلوق ہے تاکہ خالص ہو کر باطن بینی تک چلی جائے اور وہاں جا کر طبقہ اندرونی بینی میں متفرق ہو جائے **تیسری قسم** اس شعبہ کی چھوٹی نہیں ہے اترتی ہے تجویف برنجی جو استخوان رخسارے میں ہے پس اس قسم کی دو شاخیں ہوتی ہیں **ایک شاخ** اس میں سے تجویف اندرونی فم میں جا کر دانتوں پر تقسیم پاتی ہے اضراس کا حصہ تو اس میں سے ظاہر اور محسوس ہے مگر اور دانتوں کا حصہ گویا نظر سے پوشیدہ ہے اور اوپر کے مسوڑھوں میں بھی اس شاخ کا حصہ پہنچتا ہے **دوسری شاخ** پھیلتی ہے

اعضائے ظاہری میں جو اس مقام پر ہیں جیسے رخسارے کی کھال اور کنارہ بینی اور اوپر کا ہونٹ یہ اقسام تیسرے شعبہ کے زوج ثالث سے ہیں **چوتھا شعبہ** تیسرے زوج کا تنہا جاتا ہے گزرتا ہوا اس سوراخ میں جو اوپر کے جبڑے میں ہے اور زبان تک پہنچتا ہے اور زبان کے طبقہ ظاہری میں پراگندہ ہو جاتا ہے اور زبان کو ذوق کی حس دیتا ہے جو اس سے خاص ہے اور زبان پر پھیلنے سے جس قدر بچتا ہے اس کا پھیلاؤ نیچے کے دانتوں کے عمود اور مسوڑھے میں اور نیچے کے ہونٹ میں ہوتا ہے۔ جو حصہ پٹھہ کا زبان میں آتا ہے یہ بہ نسبت اس پٹھہ کے جو آنکھ میں جاتا ہے باریک تر ہے اس واسطے کہ سختی آنکھ کی اور نرمی زبان کی ایک کی گندگی اور دوسرے کی باریکی کو معاملہ کرتی ہے اور مناسبت ہو جاتی ہے **چوتھا زوج** اس کا مقام نشو تیسرے زوج کے پیچھے ہے اور قاعدہ دماغ کی طرف ہٹا ہوا اور تیسرے زوج سے کس قدر مل کر پھر الگ ہو جاتا ہے جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور یہ زوج تنہا حنک تک جاتا ہے اور اس کو حس دیتا ہے اور یہ زوج چھوٹا ہے مگر تیسرے زوج سے سخت ہے اس لئے کہ یہ زوج حنک تک آتا ہے اور کنارہ پوست حنک کا سخت تر ہے کنارہ پوست زبان سے **پانچواں زوج** اس کی ہر فرد پھٹ کر آدھوں آدھ ہو جاتی ہے جیسے کوئی دوہری چیز ہو بلکہ اکثر علمائے تشریح ہر فرد کو ایک زوج خیال کرتے ہیں مقام اس کی روئیدگی کا دونوں جانبوں دماغ سے ہے **پہلی قسم** ہر ایک دو ٹکڑوں اسی زوج سے جاتی ہے اندرونی جھلی سیماج تک اور اسی جگہ ساری متفرق ہو جاتی ہے اور اس قسم کا منبت حقیقت میں جزو موخر دماغ کا ہے اسی سے حس سماعت متعلق ہے **دوسری قسم** پہلی قسم سے چھوٹی ہے اس کے کہ اس کا مخرج وہ ثقبہ ہے جو استخوان حجری میں واقع ہے جس کا نام اعور اور اعمر رکھا گیا ہے اس لئے کہ اس میں لپیٹ اور کجی راہ کی زیادہ ہے کہ مقصود تطویل مسافت اور دوری اس کی مبدء سے ہے تاکہ عصب قبل اپنے خروج کے مبدء سے استفادہ بعد کا حاصل کرے اور صلابت بہ

نبعیت بعد کے حاصل ہو پھر جب باہر نکلے عصب زوج ثالث سے مختلط ہو کر اکثر حصہ ان دونوں کا بجانب رخسارہ چوڑے عضلہ کے پہنچے اور باقی جو ان میں سے رہ جائے **عضل** صدغین تک پہنچے۔ چوتھے شعبہ میں زوج ثالث کے **قوت ذوق** اور پانچویں میں **قوت** سمع اس واسطے مخلوق ہوئی کہ آلہ سمع کا محتاج اس کا تھا کہ کھلا ہوا اور راہ ہوا جانے کی اس سے بند نہ ہو اور آلہ ذوق کا واجب تھا کہ محفوظ اور پوشیدہ ہو اسی جہت سے عصب سمع کا سخت ہونا ضرور رہا کہ مقام روئیدگی اس کا موخر دماغ سے قریب تر ٹھہرایا گیا **عضل عین** کے واسطے ایک ہی عصب پر اقتصار کیا گیا اور پٹھے **عضل صدغین** کے کثیر ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ سوراخ آنکھ کا محتاج زیادہ گنجائش کا تھا اس لئے کہ پٹھہ جو **قوت** بصر پہنچانے والا ہے غلظ زائد کی طرف بوجہ تجویف کے محتاج ہے اسی واسطے وہ ہڈی جو سوراخ دار ہے واسطے ضبط کرنے مقلہ کے چند سوراخوں کی متحمل نہ ہو سکی اور صدغین کے پٹھے چونکہ زیادہ صلابت کے محتاج تھے اور گندگی کی ان میں ضرورت نہ تھی بلکہ اگر ان میں گندگی ہوتی حرکت میں ثقل پیدا ہوتا اس لئے اور بھی اس وجہ سے ان پٹھوں کا مخرج جو استخوان مجرے میں سخت تھا متحمل چند سوراخوں کا ہوا

چھٹا زوج نکلتا ہے موخر دماغ متصل پانچویں زوج کے اور پانچویں زوج کے ساتھ چند رباطات اور جھلیوں سے ایسا بندھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ دونوں بمنزلہ ایک عصب کے معلوم ہوتے ہیں پھر پانچویں زوج سے الگ ہو کر اس ثقبہ سے نکلتا ہے جو منتہائے درز لامی میں واقع ہے اور اس نکلنے سے پیشتر اس کی قسمت تین حصہ پر ہوتی ہے یہ تینوں حصہ اس ثقبہ سے ساتھ نکلتے ہیں **ایک حصہ** ان میں کا ایک راہ بجانب عضلہ حلق اور بیخ زبان کے لپٹا ہے تا کہ قوت دے ساتویں زوج کو اس کی تحریک پر **دوسرا حصہ** اس کا عضلہ کتف تک اور جو چیز کہ قریب اس عضلہ کے ہے وہاں تک اترتا ہے اور اس کے اکثر کا پھیلاؤ اس چوڑے عضلہ میں ہوتا ہے جو شانہ پر واقع ہے اس قسم کی مقدار اچھی ہے اور معلق ہو کر نفوذ کرتا ہے تا کہ مقام مقصود تک

پہنچتا ہے **تیسرا حصہ** تینوں حصوں میں بڑا ہے یہ اترتا ہے احشا تک مقام صعود رگ سباتی میں اور اس کے ساتھ رباطات سے بندھا ہوا ہوتا ہے جس وقت یہ حصہ مقابل حنجرہ کے ہوتا ہے اس سے چند شعبے پیدا ہوتے ہیں اور عضلہ حنجرہ تک آتے ہیں جن کے سرے اوپر ہیں اور حنجرہ اور غضاریف حنجرہ کو اونچا کرتے ہیں اور جس وقت حنجرہ سے گزرتا ہے چند شعبے اس سے چڑھ کر عضلہ متلکسہ تک پہنچتے ہیں وہ عضلہ جن کے سرے نیچے ہیں اور جن کا وجود تر چھائی کے بند کرنے اور کھولنے کے واسطے ضرور ہے اس لئے کہ جذب کے واسطے اسفل کی ضرورت ہے اور اسی سبب سے اس کا نام عصب راجع ہے۔ دماغ سے یہ زوج اس واسطے اترا کہ عصب نخاعی اگر چڑھتے ہیں تو بشکل توریب اپنے مبدء سے مستقیم نہ ہوتے پس جذب طرف اسفل کے باستحکام ان سے نہ ہوتا۔ یہ شعبے چھٹے زوج سے اس واسطے برآمد ہوئے کہ اس میں اعصاب انسیہ اور مائل بطرف لیں کے اتنے ہیں کہ اس کے پہلے جتنے اعصاب مذکور ہوئے اس میں نہ تھے اس واسطے تقسیم اس کی عضل وجہ اور اس اور جو چیز ان دونوں کے اعضا میں تھی ہوئی اور ساتواں زوج مستقیم ہو کر نہیں اترتا ہے مثل چھٹے کے بلکہ اس کو توریب ضرور ہوتی ہے اور ہر گاہ کہ جو چیز چڑھ کر اترے اس کو ایک مسند اور تکیہ گاہ مضبوط ضرور ہے جو کہ شبیہ کوئیں کے چڑھنے کے ہوتا کہ پھرے اس پر چڑھنے والی چیز اس سے قوت پا کر مع ذلک وضع اس کی سیدھی سخت قوی چکنی اور فربت رکھی گئی پس نہتھی کوئی شئے مثل شریان عظیم کے جو لائق اس استنا و مذکور کے ہو۔ چڑھنے والا حصہ ان شعبوں سے بطرف یسار کے مقابل اس شریان کے ہوتا ہے کہ وہ سیدھا بھی ہے اور غلیظ بھی اس پر لپٹ جاتا ہے اور زیادہ مضبوطی کی ضرورت نہیں ہے لیکن چڑھنے والا حصہ بطرف یمین کے پس یہ شریان اس کے قریب نہیں ہوتی جیسے پہلی صورت میں قریب تھی بلکہ اس کے قریب ہوتی ہے ایسی حالت میں کہ اس کو باریکی عارض ہو جاتی ہے بجہت برآمد ہونے شعبوں کے جس قدر اس سے ہوئے ہیں اور اس کی استقامت فوت ہو جاتی

ہے جس وقت کہ یہ مورب ہو کر بطرف بغل کے جھکتا ہے اس لئے اس کا مضبوط کرنا رباطات سے ضرور ہوا کہ جس پر تکیہ کرے اور شعبوں کی مضبوطی بھی اس سے ہو جائے تاکہ جس قدر غلاظ اور استقامت اس کی فوت ہوئی ہے اس کا تدارک ہو جائے **حکمت** ان شعبوں راجعہ کی دور ہونے میں مبدء سے یہ ہے کہ دوسرے قسم کے شعبے مبدء سے نزدیک ہو جائیں اور یہ شعبہ رجعہ بوجہ دور ہونے راجعہ کے مبدء سے قوت اور صلابت کا استفادہ کریں عصب راجع میں سب سے زیادہ ہی قوی پٹھہ ہے جو متفرق ہوتا ہے دونوں بند کرنے والے **عضل** حنجرہ میں مع ان شعبوں کے جو حنجرہ کے بند کرنے میں معین ہیں بعد اس کے باقی تمام یہ پٹھہ اترتا ہے پس اس کی شاخیں جھلیوں میں حجاب اور صدر کے اور ان دونوں کی پسلیوں میں اور قلب اور یہ اور وہ شرائین ہیں جو اس مقام پر ہیں متفرق ہوتی ہیں اور اس تفرق سے جس قدر باقی رہتا ہے حجاب مورب میں نافذ ہوتا ہے پس یہ جزو نافذ شریک ہوتا ہے اس مقدار منحدر کے جو جزو ثالث اترتا ہوا اور دونوں میں جدائی احشا کی جھلیوں میں ہوتی ہے پھر اس پٹھہ کی انتہا اس استخوان عریض تک ہو جاتی ہے جو عضلہ خاصرہ ہے **ساتواں زوج** اس کا مقام نشو محل مشترک درمیان دماغ اور نخاع کے ہے اور زیادہ مقدار اس کی جاتی ہے متفرق ہو کر اس عضلہ میں جو زبان کی حرکت دینے والا ہے اور اس **عضل** میں جو مشترک ہیں درمیان درقی اور عظم لامی کے اور باقی ماندہ تمام یہ زوج کبھی بحسب اتفاق اور **عضل** میں بھی متفرق ہوتا ہے جو قریب ان **عضل** محرک وغیرہ کے ہیں مگر یہ بات ہمیشہ نہیں ہوتی ہے۔ ہرگاہ کہ اور پٹھے اور جانبوں میں واسطے کار ہائے ضروری کے گئے ہیں اور یہ بات اچھی نہ تھی کہ سوراخ بہت سے مقدم میں خواہ تحت میں اس مقام کے واقع ہوں بہتر یہی ہوا کہ زبان کی حرکت کا پٹھہ اسی مقام سے اترے اس لئے کہ اس کی جس دوسرے مقام سے آتی ہے۔

فصل تیسری تشریح میں عصب نخاعین کے اور اس کی راہوں کے بیان میں:

نخاع سے جس قدر پٹھے نکل کر گردن کے فقروں میں گئے ہیں کل آٹھ زوج ہیں **پہلا زوج** دوسرا خون فقرہ اولی سے نکل کر عضل راس میں تنہا متفرق ہوتا ہے اور اس کی مقدار چھوٹی اور باریک ہے اس لئے کہ احتیاط اسی کو مقتضی تھی کہ وہ باریک ہو **دوسرا زوج** اس کا مخرج درمیان فقرۂ اولیٰ اور ثانیہ کے ہے یعنی وہ ثقبہ مخرج ہے جس کا ذکر باب تشریح عظام میں ہو چکا ہے اکثر مقدار اس زوج کی حس لمس کو سر تک پہنچاتی ہے اس طرح پر کہ بشکل تو ریب چڑھ کر اوپر والے فقرہ تک جاتا ہے اور وہاں سے آگے کی طرف پھر کر پلٹ آتا ہے اور پھیلتا ہے طبقہ خارجی پر دونوں کانوں کے پس جس قدر کمی زوج اول میں بجہت چھوٹے ہونے کے ہوئی ہے اور جو قصور اس کو پراگندہ ہونے اور پھیلنے میں ان اطراف کے جو تمام اس کے متصل میں ہوا تھا اس کا تدارک کرتا ہے اور باقیماندہ اس زوج کا آتا ہے اس عضلہ میں گردن کے پیچھے ہے اور چوڑا ہے پس اس میں حرکت پیدا کرتا ہے **تیسرا زوج** مقام نشو اور جگہ نکلنے ان کی وہ سوراخ ہے جو درمیان دوسرے اور تیسرے فقرے کے ہے اس کی ہر فرد کی دو فرعین ہوتی ہیں **ایک فرع** اس کی متفرق ہوتی ہے عمق میں ان عضل کے جو اس مقام پر ہیں اور جس میں چند شعبے ہیں خصوصاً وہ شعبہ جو سر کو گون کے ساتھ لپٹنے والا ہے بعد اس کے یہ فرع چڑھتی ہے فقروں کے کانٹوں تک جب ان کے سامنے پہنچتی ہے ان کی جڑوں میں درآمد ہوتی ہے بعد اس کے ان کے سروں تک بلند ہوتی ہے اور ملتے ہیں اس فرع کو رباطات غشائی جو اگتے ہیں انہیں سناسن سے بعد اس کے یہ فرع اور رباط دونوں نفوذ کر کے پیچیدہ ہو کر کانوں کے پاس تک پہنچتے ہیں اور سوائے انسان کے اور حیوانات میں خاص کانوں تک پہنچتی ہیں اور دونوں کانوں کے عضل کو حرکت دیتی ہیں **دوسری فرع** آگے کی جانب سے شروع ہوتی ہے اور عضلہ عریضہ تک

آتی ہے اور اس کے اول میں چند رگیں اور عضل اس سے لپٹتے ہیں اور اسے گھیر لیتے ہیں تا کہ یہ فی نفسہ قوی ہو جائے اور کبھی بہائم میں **عضل** صدغین اور **عضل** اذنین بھی اس سے ملتے ہیں اور زیادہ پھیلاؤ اس کا دونوں رخساروں کے **عضل** میں ہے

چوتھا زوج اس کا مخرج وہ سوراخ ہے جو تیسرے اور چوتھے کے بیچ میں ہے اور مثل زوج ثالث کے ایک جزو مقدم اور ایک جزو موخر پر تقسیم پاتا ہے جزو مقدم اس کا چھوٹا ہوتا ہے اسی جہت سے زوج پنجم سے ملتا ہے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس جزو سے ایک شعبہ مثل نسج عنکبوت کے نکل کر گردن سباتی پر دراز ہو کر حجاب حاجز تک آ کر گزرتا ہے حجاب کے دونوں جانبوں پر جو سینہ کی تنصیف کرتے ہیں اور بڑا جزو اس زوج کا پیچیدہ ہوتا ہے پیچھے کی جانب اور بڑھ جاتا ہے اندرون **عضل** کے تا ایکہ تنہا سناسن تک پہنچتا ہے پھر اس مقام سے اس میں شعبے نکلتے ہیں اس **عضل** تک جو مشترک درمیان سر اور گردن کے ہیں پھر اپنی راہ لیتا ہے کہ پیچیدہ ہو کر آگے کی جانب آتا ہے اور بہائم میں رخسارے اور دونوں کے **عضل** سے متصل ہوتا ہے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کچھ اس میں صلب تک منحدر رہتا ہے

پانچواں زوج اس کا مخرج اس سوراخ سے ہے جو درمیان چوتھے اور پانچویں فقرے کے ہے اس کی بھی دو فرعین ہیں

ایک فرع ان دو میں سے جو مقدم ہے اور چھوٹی ہے دونوں رخساروں کے عضل تک اور ان **عضل** تک جو سرنگوں کرتے ہیں اور تمام **عضل** جو مشترک سر اور گردن میں ہیں ان تک آتی ہے

دوسری فرع دو شعبوں پر منقسم ہوتی ہے

پہلا شعبہ جو متوسط درمیان فرع اول اور شعبہ دوسرے کے ہے آتا ہے اعلائے کتف پر اور کس قدر حصہ چھٹے اور ساتویں زوج سے اس میں ملتا ہے

دوسرا شعبہ پانچویں اور چھٹے اور ساتویں زوج کے شعبوں سے ملتا ہے اور نفوذ کرتا ہے وسط حجاب تک

چھٹا اور ساتواں اور آٹھواں زوج یہ تینوں نکلتے ہیں باقی ماندہ سوراخوں سے بہ ترتیب مگر آٹھویں زوج کا مخرج وہ ثقبہ ہے جو مشترک ہے

درمیان آخر فقروں رقبہ کے اور ان فقروں پشت کے اور اس کے شعبہ اختلاط شدید رکھتے ہیں مگر اکثر حصہ زوج سادس کا کتف کے مقام سطح پر آتا ہے اور بعض حصہ چھٹے زوج کا جو چوتھے زوج کے حصہ سے زیادہ ہے اور پانچویں زوج کے حصہ سے کم ہے آتا ہے حجاب تک۔ اور ساتویں زوج میں سے اکثر عضد تک آتا ہے اگر چہ اس کے شعبوں میں سے وہ بھی مقدار ہے جو ہمراہ ایک شعبہ کے زوج خامس سے عضل راس اور عنق اور صلب تک پہنچتی ہے اور حجاب تک بھی آتی ہے اور آٹھواں زوج بعد ملنے اور مصاحبت کے کل اس کا جلد ساعد اور ذراع تک آتا ہے اور اس میں سے کس قدر حجاب تک نہیں پہنچتا مگر چھٹے زوج سے جس قدر حصہ طرف ہاتھ کے آتا ہے شانہ سے آگے نہیں بڑھتا اور ساتویں زوج کا عضد سے آگے نہیں بڑھتا اور جو چیز از قسم عصب شانہ سے ساعد تک آتی ہے وہ آٹھویں زوج سے ہوتی ہے ملی ہوئی سینہ کے ان فقروں سے جو پہلے رویدہ ہوئے ہیں حجاب کے واسطے ان پٹھوں سے جو حصہ مقرر کئے گئے اور ان نخاعی پٹھوں سے جو نیچے آسکتے تھے اس میں سے نہ لئے گئے اس کا یہ سبب ہے تا کہ حجاب پر جو حصہ عصب کا وارد ہو اوپر سے نیچے اترتا ہو اور تقسیم اس کی حجاب میں درست ہو خصوصاً جس وقت کہ اولی مقصد ان حصوں کا وہ جھلی تھی جو منصف صدر ہے اور ممکن نہ تھا کہ اس جھلی تک کوئی عصب نخاعی سیدھا پہنچے بے اس کے کہ ٹوٹ کر زاویہ بنے اور اگر تمام پٹھہ اترنے والا حجاب کا دماغ سے نازل ہوتا ہر آئینہ راہ اس کی دراز ہوتی۔ مقام اتصال ان اعصاب کا وسط حجاب میں اس واسطے مقرر کیا گیا کہ اگر کنارہ حجاب کا مقام اتصال تجویز کیا جاتا تو بخوبی پھیلنا اور پراگندہ ہونا ان پٹھوں کا معتدل اور برابر حجاب میں نہ ہوتا یہ کہ یہ سب پٹھے متصل ہوتے ہیں کل محیط سے اور یہ بات مجرے مستقیم کی توڑنے والی تھی اس واسطے کہ عضل تحریک بذریعہ اطراف کے پیدا ہوتی پھر چونکہ محیط وہی چیز ہے جو مقدار کہ حجاب سے متحرک ہوتی ہے ضرور ہوا یہ کہ انتہا پٹھہ کی اسی محیط تک ہو اور ابتدا پٹھہ کی اس تک نہ ہو اور جب یہ بات واجب

ہوئی کہ پٹھہ وسط حجاب تک آئے تو اس کا متعلق ہونا اور لٹکنا بھی ضرور ہوا بنظر اسی ضرورت کے اس کی حمایت اور نگہبانی بھی ضرور ہوئی پس چھپایا گیا ایسی جھلی سے اس طرح کہ اس کی حمایت اور نگہبانی کرے اور اس کے ہمراہ کسی قدر جھلی منصف صدر کی بھی ہوتی ہے اور اس پر تگیہ کیے ہوئے حجاب تک اترتی ہے۔ ہر گاہ کام اس عضو کا بزرگ تھا اس کے پٹھہ کے واسطے بہت سے مبادی مقرر کیے گئے تاکہ اگر ایک مبدء کو کوئی آفت پہنچے اس کا فعل نہ ہو جائے۔

فصل چوتھی تشریح میں اس عصب نخاعی کے جو سینہ کے فقروں میں جاتے ہیں:

یہ بارہ زوج ہیں **پہلا زوج** اس کا مخرج اس سے ہے جو درمیان سینہ کے فقرۂ اولی اور ثانیہ کے ہے اور اس کے دو حصہ ہوتے ہیں بڑا حصہ عضل میں پسلیوں اور پشت کے متفرق ہوتا ہے اور چھوٹا حصہ آتا ہے دراز ہو کر اولی اضلاع پر لیس قریب ہوتا ہے آٹھویں پٹھہ گردن پر اور پھر یہ دونوں ساتھ ہی دراز ہو کر دونوں ہاتھوں تک آتے ہیں تا کہ تمام ساعد اور کتف تک پہنچ جاتے ہیں **دوسرا زوج** اس کا مخرج اس سوراخ سے ہے جو متصل سوراخ مذکور سے ہے اس میں کا ایک جزو متوجہ ظاہر ساعد کے ہو کر اس کو فائدہ حس کا دیتا ہے اور باقی جزو اس کا مع تمام ازواج باقیہ کے مل کر بطرف عضل کتف کے متوجہ ہوتا ہے وہ عضل کتف جو اس پر رکھے ہوئے ہیں اور اس کے مفصل کو حرکت دیتے ہیں وہ صلب کے عضل کی طرف بھی وہی جزو آتا ہے پس جو عصب ان میں سے فقروں صدر سے اگتا ہے اس کے جو شعبہ شانہ میں نہیں آتے ہیں عضل صلب تک جاتے ہیں اور ان عضل تک پہنچتے ہیں جو درمیان خاص پسلیوں کے ہیں اور ان عضلات تک جو موضوع ہیں خارج صدر ہیں۔ اور جس پٹھہ کا منبت فقرے اضلاع سر سینہ کے ہیں یہ پٹھے آتے ہیں اس عضل تک جو درمیان اضلاع اور عضل بطن کے ہیں اور ان کے شعبوں کے ہمراہ رگیں ملنے والی اور ٹھہری ہوئی بھی چلتی

ہیں اور داخل ہوتا ہے یہ پٹھہ مخارج میں ان عروق کے نخاع تک۔

فصل پانچویں تشریح میں عصب نخاع قطن:

کے قطن کے پٹھے سب اس بات میں شریک ہیں کہ ایک جز ان کا عضل صلب تک آتا ہے اور ایک جز وعضل بطن تک اور اس عضل تک جو پوشیدہ ہے صلب میں مگر تین پٹھے اوپر والے ملتے ہیں اس پٹھے سے جو دماغ سے اترتا ہے اور باقی پٹھے نہیں ملتے ہیں اور دو زوج نیچے والے بہت سے شعبے بڑے بڑے طرف دونوں شانوں کے چھوڑتے ہیں اور ان شعبوں سے ملتا ہے ایک شعبہ تیسرے زوج کا اور ایک شعبہ اول اعصاب عجز کا مگر یہ دونوں شعبے منفصل ورک سے آگے نہیں بڑھتے ہیں بلکہ یہ دونوں شعبے متفرق ہوتے ہیں ایک عضل میں اور یہ شعبے بڑھ کر ساقین تک پہنچتے ہیں۔ دونوں ران اور دونوں پاؤں کا عصب دونوں ہاتھ کے عصب سے اس واسطے جدا ہے کہ یہ سب یکجا ہو کر بطرف باطن کے غائر ہو کر میل نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ ہیئت متصل ہونے عضد کی ساتھ کتف کے مثل ہیئت متصل ہونے ران کے ساتھ ورک کے نہیں ہے ورنہ متصل ہونا اسی عضد کا منبت اعضائے کتف سے مثل اتصال ران کے منبت اعضائے ورک سے ہے پس یہ سب پٹھے بہ طرف ساق کے مختلف طور پر متوجہ ہوتے ہیں کوئی اندر چھپ جاتا ہے اور کوئی ظاہر رہتا ہے اور کوئی ڈوب کر نیچے عضل کے چھپتا ہے۔ اور جبکہ واسطے اس عصب کے جو از جانب استخوان عانہ کے اگتا ہے کوئی راہ بطرف دونوں پاؤں کے پیچھے سے بدن کے اور اندر سے دونوں زانوؤں کے نہیں تھی اس لئے کہ اس مقام میں عضلی اور عروق کی کثرت ہے لہذا ایک جز وعصب خاص سے اس عضل کے جو دونوں پاؤں میں ہے نکالا گیا اور نافذ کیا گیا اس مجرے میں جو اترتا ہے بطرف خصیتیں کے تاکہ متوجہ ہو کر طرف عضل عانہ کے پھر طرف عضل رکبہ کے اترے۔

فصل چھٹی تشریح میں عصب عجزی اور عصعصی کے :

پہلا زوج عصب عجزی ملتا ہے عصب قطن سے جیسا لوگوں نے کہا ہے اور باقی زواج اور وہ فرد جو کنارے سے عصعص کے اگتی ہے متفرق ہوتے ہیں عضل مقعد اور عضل قضیب اور نفس قضیب اور عضلہ مثانہ اور رحم اور جھلی میں بطن کے اور اجزائے انسیہ اندرونی میں استخوان عانہ اور اس عضل میں جو استخوان عجز میں پھیلا ہوا ہے۔

جملہ چوتھا تعلیم پانچویں شرائیں کے بیان میں :

اس میں پانچ فصلیں ہیں۔

فصل پہلی صفت میں شریانات کے :

حرکت کرنے والی رگیں جن کو شرائین کہتے ہیں سوائے ایک رگ کے ان میں سے اور سب کی خلقت میں دو صفاق یعنی دو پوست تنگ بنائے گئے ان دونوں میں سخت پوست اندرونی ہے اس لئے کہ وہ ملا ہوا ہے ضربان اور حرکت جو ہر روح کو جو قوی ہوتی ہے اور اسی کی حفاظت اور تقویت مقصود اور غایت ہے اور اسی روح کا محفوظ رہنا مطلب ہے۔ مقام اگنے شرائین کا اوپر کی جانب بائیں تجویف دو تجویفوں قلب سے ہے اس لئے کہ داہنی تجویف قلب کی متصل جگر کے ہے اس کے واسطے واجب ہے کہ مشغول رہے جذب غذا اور استعمال میں اسی غذا کے۔

فصل دوسری تشریح میں شریان وریدی کے :

پہلے سب کے بائیں تجویف قلب سے دو شریان پیدا ہوتی ہیں ایک ان میں سے ریہ کو آتی ہے اور اس میں تقسیم پاتی ہے واسطے استنشاق ہوائے نسیم کے اور پہنچانے اس خون کے جو ریہ کو غذا دیتا ہے قلب سے اس واسطے کہ گزرگاہ غذا ریہ کی وہی قلب ہے اور اسی قلب سے طرف ریہ کے غذا پہنچتی ہے مقام روئیدگی اس قسم شریان کا نہایت پتلا جزو ہے اجزائے قلب سے اور وہ جگہ ہے جہاں پر اور اس میں نفوذ کرتی ہیں اور یہ

شریان ایک ہی طبقہ رکھتی ہے اس واسطے اس کا نام شریان وریدی رکھا گیا۔ایک طبقہ پر اس کی خلقت اس واسطے ہوئی تا کہ اس میں نرمی اور سلاست بخوبی ہو اور انبساط اور انقباض کی اطاعت بہت کرے اور جو خون لطیف مجاری مناسب جوہر ریہ کے ہے اس کے ترشح یعنی ٹپکانے میں اطاعت کرے اور وہ خون ایسا ہوتا ہے کہ کمال نضج کو قلب میں پہنچ جاتا ہے اس کو زیادہ نضج کی حاجت اس قدر نہیں ہوتی جیسی اس خون کو ہوتی ہے جو ورید اجوف میں جاری ہے اور اس وریدی کا ذکر آگے آتا ہے خصوصاً چونکہ مکان اس خون کا قلب سے نزدیک ہے قلب کی قوت حارہ منضجہ اس ورید تک باآسانی پہنچے گی۔ایک یہ بھی دلیل اس شریان کے طبقہ واحد ہونے پر ہے کہ جو عضو اس شریان میں ملتا ہے یعنی ریہ وہ عضو سخیف ہے یعنی بودار ہے اس عضو سخیف سے بروقت ملنے کے خوف صدمہ پہنچنے کا اس شریان کو نہیں ہے اس طور پر کہ اس عضو کی صلابت اس میں اثر کرے اسی وجہ سے اس شریان کے جرم کے گندہ کرنے سے استغنا ہوئی کہ ایسی استغنا اور شرائین میں حاصل نہیں ہے اس لئے کہ اور شرائین متصل اعضائے سخت کے ہیں۔اور ورید شریانی جسے ہم آگے ذکر کریں گے اگرچہ وہ بھی متصل ریہ کے ہے مگر اس کا اتصال موخر ریہ سے جو قریب سخت چیز کے ہے ہوتا ہے اور یہ شریان وریدی متفرق مقدم ریہ میں ہوتی ہے اور اس میں درآتی ہے کہ اس کے اجزا اور شعبہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ جس وقت قیاس کیا جائے اس شریان وریدی کی مضبوطی اور نرمی پر کہ جس کی وجہ سے انبساط اور انقباض سہل ہوتا ہے اور ٹپکنا خلط مترشح کا آسان ہونا ہے پھر بعد اس قیاس کے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حاجت اس کے نرم ہونے کی زیادہ ہے بہ نسبت اس کے مضبوط اور گندہ ہونے کے **دوسری شریان** جو بہت بڑی ہے اور جس کا ارسطالیس اورطی نام رکھتا ہے پہلے قلب سے یہ نکلتی ہے دو شعبہ چھوڑتی ہے بڑا شعبہ پھرتا ہے گرد قلب کے اور اس کے اجزا میں متفرق ہوتا ہے اور چھوٹا شعبہ گھومتا ہے باطن میں قلب کے اور متفرق ہوتا ہے داہنی

یہی قسم ثالث شانہ کے سرے تک وہاں سے بڑھ کر ہاتھوں کے اعضا تک جاتی ہے اور چھوٹی قسم وہ قسم اوطی سے جو صاعد یعنی چڑھنے والی ہے طرف کنارہ بغل کے اور مثل انقسام تیسری قسم کے قسم اکبر سے تقسیم پاتی ہے۔

فصل چوتھی تشریح میں دونوں شریان سباقی کے:

ہر ایک شریان سباقی قبل از انکہ رقبہ تک پہنچتی ہے اس کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں ایک مقدم رقبہ کی اور ایک موخر پھر مقدم کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قسم مستبطن یعنی پوشیدہ ہو کر بطرف زبان اور عضل باطنی فک اسفل کے جاتی ہے اور دوسری قسم ظاہر ہوتی ہے اور چڑھتی ہے آگے دونوں کانوں کے عضل صدغین تک اور ان مقام سے بڑھنے کے پیشتر بہت سے شعبے چھوڑتی ہے سر کی چوٹی تک اور اس کے داہنے شعبے کے کنارے بائیں شعبے کے کنارے سے مل جاتے ہیں اور جزو موخر اس رگ کا اس کے بھی دو جزو چھوٹے اور بڑے ہوتے ہیں چھوٹا جزو اس میں سے اکثر چڑھتا ہے پیچھے کی طرف اور متفرق ہوتا ہے اس عضل میں جو محیط ہے مفصل راس کو اور کسی قدر اس چھوٹے جزو سے متوجہ ہوتا ہے طرف قاعدے موخر دماغ کے داخل ہوتا ہوا بڑے سوراخ میں نزدیک ورز لامی کے اور بڑا حصہ اس کا داخل ہوتا ہے اس سوراخ کے آگے سوراخ میں استخوان حجری کے شبکہ تک اور اسی سے شبکہ بنا جاتا اس طرح پر کہ رگوں میں رگیں اور طبقوں میں طبقے اور پوست اوپر پوست کے ممکن نہیں ہے کہ ایک ان میں سے کوئی لے اور سب کا سب آخر تک مثل جال کے نہ اٹھے اور یہ رگ آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں جاتی ہے اور شبکہ میں منتشر ہوتی ہے پھر اس میں سے ایک زوج ایسا مجتمع ہوتا ہے جیسا پہلے تھا اور سوراخ ہو جاتا ہے واسطے اس کے جھلی میں اور چڑھ جاتا ہے دماغ تک اور باریک جھلی تک متفرق ہوتا ہے بعد اس کے جرم دماغ میں بطون دماغ تک اور صفاق بطوں تک پھیلتا ہے اور اس کے شعبوں کے منہ مل جاتے ہیں ان شعبوں کے منہ سے جو نہایت چھوٹے ہیں عروق وریدی کے اترنے

والے شعبوں کے منہ سے یہ اقسام اس واسطے چڑھائے گئے اور وہ قسمیں ورید کی اس واسطے اتاری گئیں کہ یہ قسمیں گرانے والی خون کی ہیں اور بہتر وضع طرف سباقی کے یہ ہے کہ سرنگوں ہو اور اطراف اس کے جھکیں اور وہ رگیں مفید روح کی ہیں اور روح خود لطیف ہے کہ صعود کی حرکت میں محتاج ظرف کے واژگون ہونے کی نہیں ہے تا کہ اس کا انصباب آسان ہو بلکہ اگر ظرف اس کا واژگون کیا جائے اس سے افراط استفراغ اس خون کی ہوگی جو ہمراہ روح کے رہتا ہے اور روح کی حرکت میں دشواری پڑے گی اس لئے کہ حرکت روح اوپر کی جانب آسان ہے اور روح میں جس قدر حرکت اور لطافت ہے اس میں کنایت ہے اس بات کی کہ پراگندہ ہو دماغ میں بقدر محتاج الیہ کے اور گرمی پہنچائے دماغ اسی واسطے شبکہ بچھایا گیا نیچے دماغ کے شریانی خون اس میں آمد و شد کرے اور روح کی بھی آمد و رفت ہو اور مشابہ مزاج دماغ کے بعد نضج کے ہو جائے بعد اس کے خالص ہو کر تبدریج دماغ تک پہنچے اور شبکہ رکھا ہوا ہے درمیان ہڈی اور سخت جھلی کے ۔

فصل پانچویں تشریح میں شریان نازل کے:

جو قسم نازل ہے پہلے سیدھی گزرتی ہے تا ایکہ تکیہ کرتی ہے اوپر پانچویں فقرے کے اس لئے کہ وضع اس کی سامنے قلب کے سر کے ہے اور اس مقام پر ایک شے بشکل توت کے مثل تکیہ اور ستون کے واسطے اسی رگ کے ہے تا کہ حائل ہو درمیان اس کے اور پشت کے اور مری جس وقت اس مقام پر پہنچتی ہے اس سے داہنی طرف دور ہو جاتی ہے اور اس مقام کی مجاور یعنی قریب نہیں رہتی اور پھر مستقل ہو کر چند جھلیوں سے متعلق ہوتی ہے نزدیک پوری پہنچنے اس جھلی کے حجاب میں تا کہ اس میں تنگی نہ واقع ہو۔ یہ اترنے والی شریان جس وقت پانچویں فقرے پر پہنچتی ہے منحرف ہو کر بطرف اسفل کے اترتی ہے پشت پر دراز ہوتی ہوئی تا ایکہ استخوان عجز تک پہنچ جاتی ہے اور جیسے محاذی سینہ کے ہوتی ہے اور اس میں گزرتی ہے ایک شعبہ چھوٹا باریک پیچھے چھوڑتی

ہے جو ظرف میں ریہ کے متفرق ہوتا ہے سینہ سے اور اس شریان کے اطراف قصبہ ریہ تک آتے ہیں اور ہمیشہ جس فقرے کے نزدیک یہ شریان گزرتی ہے ان فقروں میں ایک شعبہ اس کا گزرتا ہے کہ پہنچ جاتا ہے درمیان اضلاع اور نخاع کے پھر جس وقت سینہ سے تجاوز کر جاتی ہے اس سے دو شریان اور پیدا ہوتی ہیں جو حجاب تک آتی ہیں اور اس کے داہنے اور بائیں متفرق ہوتی ہیں بعد ازاں ایک شریان اور پیچھے چھوڑتی ہے جس کا شعبہ معدہ اور کبد اور طحال میں متفرق ہوتا ہے اور خاص جگر سے ایک شعبہ مثانہ تک جاتا ہے بعد اس کے ایک دو شریان پیدا ہوتی ہے جو جداول تک آتی ہے وہ جداول تک آتی ہے وہ جداول خوگر و باریک آنتوں اور قولوں کے ہیں پھر اس کے بعد اس سے تین شرائین اور جدا ہوتی ہیں تینوں میں چھوٹی وہ شریان ہے جو بائیں گردہ کو جاتی ہے اور اس کی پیچیدگیوں میں اور ان اجسام میں جو محیط بہ گردہ ہیں متفرق ہوتی ہے اور ان کو عطائے حیات کرتی ہے دو باقی شریان پہنچتی ہیں دو گردوں تک اس لئے کہ ماہیت خون کی ان دونوں سے گردے جذب کریں اس واسطے کہ دونوں گردے اکثر معدے اور امعاء سے وہ خون جذب کرتے ہیں جو پاک اور خالص نہیں ہوتا بعد اس کے اسی شریان نازل سے دو شریان اور پیدا ہوتی ہیں جو انثیین تک آتی ہیں بائیں حصہ میں شریان ان دونوں میں سے آتی ہے اس کے ہمراہ ہمیشہ ایک ٹکڑا اس شریان سے ہوتا ہے جو بائیں گردے تک آئی ہے بلکہ بیشتر مقام نشو اس شریان کا جو بائیں خصیہ تک آئی ہے یہی رگ ہوتی ہے جو بائیں گردے تک آئی ہے فقط اور جو رگ داہنے خصیہ تک آئی ہے اس کا مقام نشو ہمیشہ بڑی شریان یعنی شریان اعظم سے ہوتا ہے اور کبھی بندرت اس شریان سے بھی اس کے ہمراہ ایک جزو آتا ہے جو متصل داہنے گردے کے ہے۔ پھر اس بڑی شریان نازل سے دو شریان اور نکلتی ہیں جو ان جداول عروق میں ہوتی ہیں جو گرد معائے مستقیم کے ہیں اور چند شعبہ نخاع میں متفرق ہوتے ہیں اور فقروں کے سوراخ میں داخل ہوتے ہیں اور اگر رگوں میں جو خاصر تین

تک پہنچتی ہیں کچھ اور شعبے انہیں تک آتے ہیں منجملہ ان شعبوں کے ایک چھوٹا زوج ہے جو قبل تک پہنچتا ہے سوائے اس زوج کے جس کا ذکر آگے آتا ہے اور یہ بات مردوں میں اور عورتوں میں یکساں ہی اور یہ زوج اوروہ سے مل جاتا ہے۔ پھر یہی بڑی شریان جس وقت آخر فقروں تک پہنچتی ہے اس کی تقسیم ہمراہ اس ورید کے ہو جاتی ہے جو اس کے ہمراہ ہے جس کا ہم ذکر کریں گے اور اس تقسیم میں اس شریان کی دو قسمیں بشکل لام یونانین کے اس طرح ہو جاتی ہیں ایک قسم داہنی طرف جاتی ہے اور ایک بائیں جانب ہر ایک ان دونوں قسموں میں سے چڑھتی ہے اوپر استخوان عجز کے رانوں تک قبل پہنچتے ان دونوں حصوں کے ران تک ہر ایک قسم ایک رگ اور چھوڑتی ہے جو آتی ہے مثانہ اور ناف پر دونوں آکر مل جاتی ہیں اور جن میں ان دونوں کا ظہور بخوبی ہوتا ہے مگر جو پورے نو مہینے کے بعد پیدا ہوں چونکہ اطراف ان کے خشک ہو جاتے ہیں جڑیں ان دونوں رگوں کی باقی رہ جاتی ہیں کہ ان جڑوں سے چند شاخیں برآمد ہوکر ان **عضل** میں متفرق ہوتی ہیں جو استخوان عجز پر موضوع ہیں اور جو رگیں ان میں سے مثانہ میں آتی ہیں ان کی تقسیم اس طرح ہو جاتی ہے کہ اطراف ان کے قضیب میں جاتے ہیں اور باقی ماندہ گردن رحم میں عورتوں کے اور یہ چھوٹا رخ ہے۔ دو شریان جو پاؤں تک اترتی ہیں ان کے دو شعبہ دونوں زانو ہیں بڑے بڑے ہوتے ہیں ایک بجانب وحشی دوسرا بجانب انسی اور وحشی کی جانب کا شعبہ وہ بھی اندر کے بجانب انسی مائل ہوتا ہے اور اس سے چند شعبے نکلتے ہیں اور جو **عضل** اس مقام میں ہے اس میں پہنچتے ہیں پھر یہ شعبہ اترتا ہے اور جھکتا ہے آگے کی جانب اسی شعبے سے ایک بڑا شعبہ نکلتا ہے درمیان ابہام اور سبابہ کے اور دوسرا شعبہ چھپ جاتا ہے کہ اکثر پاؤں کے اجزا میں نفوذ کرتا ہے اور اس کا امتداد شعبہ ہائے وریدی کے نیچے ہوتا ہے جیسا ہم آگے ذکر کریں گے یہ عروق ضوارب ایسے ہیں کہ ان میں سے کچھ رگیں متصل اور وہ کے نہیں ہوتی ہیں جیسے وہ دو شریان جو جگر سے ناف جنین کے بدن میں آتی ہیں خواہ

شعبہ شریان وریدی کی خواہ وہ شریان جو پانچویں فقرے تک نافذ ہے اور وہ شریان جو لبہ یعنی منخر تک چڑھتی ہیں اور وہ شریاں جو بغل کی طرف ہیں اور دونوں سباتی جب شبکہ مشمیہ میں متفرق ہوتی ہیں اور وہ شریان جو حجاب تک آتی ہے اور وہ شریان جو شانہ تک نافذ ہوئی مع اپنے شعبہ کے اور وہ شریان جو معدے اور جگر اور طحال اور امعا میں آتی ہے اور وہ شریان جو مراق بطن سے اتری ہے اور ان رگوں سے متحد رہوتی ہے جو استخوان عجز میں ہیں جس وقت شریان پشت پر آکر ورید کے متصل ہوتی ہے شریان ورید پر سوار ہو جاتی ہے تاکہ کم رتبہ چیز بلند مرتبہ کا بوجھا اٹھائے لیکن اعضائے ظاہر میں شریان نیچے ورید کے ہوتی ہے تاکہ صدمات ظاہری پوشیدہ رہے اور ورید مثل سپر کے اسی کے واسطے نئے شرائیں ہمراہ اوردہ کے واسطے دو فائدہ ہیں **ایک فائدہ** یہ ہے کہ ربط اوردہ کا اغشیہ مجللہ شرائین سے ہو جائے پس چھپ جائے شریان درمیان اعضا کے **دوسرا فائدہ** یہ ہے کہ ہر ایک شرائین اور اوردہ سے ایک دوسرے سے رطوبت پاتی رہے شرائین کا بیان تمام ہوا۔

جملہ پانچواں تعلیم پانچویں تشریح میں اوردہ کے:

اور اس میں پانچ فصلیں ہیں۔

فصل پہلی تعریف میں اوردہ کے:

ساکن رگوں کو اوردہ کہتے ہیں سب اوردہ جگر سے نکلتے ہیں پہلی دو رگیں جگر سے نکلتی ہیں ایک جانب مقعر سے جدھر جوف ہے اس رک کی زیادہ منفعت غذا کا جذب کرانا جگر کی طرف ہے اور اس کا باب کبد نام ہے اور دوسری رگ اگتی ہے محدب کبد سے اور اس کی منفعت پہنچانا غذا کا جگر سے اعضا کی طرف ہے اس کا نام اجوف ہے۔

فصل دوسری تشریح میں اس ورید کے جس کا باب کبد نام ہے:

باب کی تشریح سے ہم کلام شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باب کبد پہلے اس کا

کنارہ جو تجویف کبد میں پٹھا ہوا ہے پانچ قسموں پر منقسم ہوتا ہے اور یہ شعبے نکل کر یہاں تک چلتے ہیں کہ اطراف محدب کبد تک پہنچتے ہیں ان میں سے ایک ورید مرارہ تک جاتی ہے اور ان شعبوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے درخت کی جڑیں نکل کر پھر اندر پیٹھ جائیں۔ جو کنارہ متصل تقعیر کبد کے ہے وہ ادھر جگہ سے جدا ہوا اور اس کی آٹھ قسمیں ہوگئیں دو قسمیں چھوٹی چھوٹی اور چھ قسمیں بڑی بڑی ایک چھوٹی قسم خاص اس آنت سے ملی ہے جس کا اثنا عشری نام ہے تا کہ غذا کو اس سے جذب کرے اور راس زگ سے چند شعبے نکل کر اس جرم میں متفرق ہوتے ہیں جس کا انقراس نام ہے اور دوسری قسم چھوٹی دو قسموں سے متفرق ہوتی ہے اس اسافل معدے میں اور رنز دیک بواب کے جو فم معدہ ہے نیچے کی طرف تا کہ غذا دے چھ قسمیں باقی ان میں سے ایک قسم جاتی ہے طرف سطح معدے کے تا کہ ظاہر معدے کو غذا دے اس واسطے کہ باطن معدے کا ملاقی ہوتا ہے اس غذائے اول سے جو اس میں جاتی ہے اور اسی سے بروقت ملاقات کے غذا پاتا ہے۔ دوسری قسم ان چھ میں سے طرف طحال کے جاتی ہے تا کہ طحال کو غذا دے اور قبل زانکہ طحال تک پہنچے اس سے چند شعبے برآمد ہوتے ہیں جو غذا دیتے ہیں جرم انقراس کو اسل غذا کو صاف کر کے جو طحال سے اس جرم تک پہنچتی ہے بعد اسکے یہ قسم طحال کے متصل ہو جاتی ہے اور باوجود یکہ طحال سے متصل ہے ایک شعبہ اچھا اسی قسم سے پھر پلٹ جاتا ہے معدے کی بائیں طرف اس کا تغذیہ کرے اور جس وقت اس قسم سے نفوذ کرنے والی مقدار طحال میں نافذ ہو جاتی ہے اور اس کے بیچ میں آ جاتی ہے اس میں سے ایک جزو اوپر کو چڑھتا ہے اور ایک نیچے کو اترتا ہے چڑھنے والا جزو اس سے ایک شعبہ نصف فوقانی طحال میں رہ کر اس کو غذا دیتا ہے اور اترنے والا جزو ظاہر ہو جاتا ہے تا اینکہ محدب معدے تک پہنچ کر پھر اس کے دو جزو ہو جاتے ہیں ایک جزو معدے کے ظاہری بائیں حصہ میں متفرق ہوتا ہے کہ اس کو غذا دے دوسرا جزو فم معدے تک درآتا ہے تا کہ فضول سوداوی بکھٹے بکھٹے اس پر گرائے اور اس دفع

فضول سے دو فائدے ہوتے ہیں فضول نکل جاتے ہیں اور فم معدے کو دغدغہ جس سے خواہش طعام کا متنبہ ہو پیدا ہوتا ہے اور اس بات کو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ دوسرا جزو اترنے والا ان میں سے اس کے بھی دو جزو ہوتے ہیں ایک جزو سے ایک شعبہ طحال کے نصف اسفل میں واسطے تغذیہ کے متفرق ہوتا ہے اور دوسرا جزو باہر نکل کر ثرب تک پہنچتا ہے اور اس میں متفرق ہو جاتا ہے تاکہ اس کو غذا دے تیسری قسم ان چھ میں سے شروع ہوتی ہے بائیں جانب سے اور جداول میں ان عروق کے جو گرد معاے مستقیم کے ہیں متفرق ہو جاتا ہے تاکہ اس کو غذا دے تیسری قسم ان چھ میں سے شروع ہوتی ہے بائیں جانب سے اور جداول میں ان عروق کے جو گرد معاے مستقیم کے ہیں متفرق ہو جاتی ہے تاکہ ثقل جو غذا سے حاصل ہوا ہے اسے چوس لے چوتھی قسم ان چھ میں سے مثل بال کے متفرق ہوتی ہے پس بعض اس کا داہنی جانب ظاہری معدے میں تقسیم پاتا ہے مقابل اس جزو کے جو طحال سے معدے کی بائیں طرف آیا ہے اور کسی قدر جزو اس کا ثرب کے داہنے جانب متوجہ ہوتا ہے اور اس میں متفرق ہوتا ہے مقابل اس جزو کے جو بائیں جانب طحال رگوں کے شعبے سے وارد ہوا ہے۔ پانچویں قسم ان چھ میں سے ان جداول میں متفرق ہوتی ہے جو گرد معاے قولوں کے ہے تاکہ غذا کو حاصل کرے چھٹی قسم ان چھ میں سے اس طرح پر کہ اکثر وہ گرد معاے فصائیم کے ہے اور باقی گرد ان باریک پیچیدگیوں کے جو اعور سے متصل ہیں جاتی ہے اور جذب غذا کرتی ہے۔

فصل تیسری تشریح میں ورید اجوف کے اور جو چیز کہ اس سے چڑھتی ہے:

جوف کی جڑ پہلے نفس جگر میں متفرق ہو کر اس کے اجزا مثل بال کے ہو جاتے ہیں تاکہ غذا کو جذب کریں باب کے ان شعبوں سے کہ وہ بھی مثل بال کے متفرق ہیں۔ اجوف کے شعبہ محدب کبد سے جوف کب تک وارد ہوتے ہیں اور باب کے شعبے

مقعر کبد سے جوف کبد تک وارد ہوتے ہیں بعد اس کے ساق اس کے نزدیک محدب کے برآمد ہوتی ہے پھر دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قسم چڑھنے والی اور ایک قسم اترنے والی چڑھنے والی قسم حجاب کو پھاڑ کر اس میں نفوذ کرتی ہے اور اسی حجاب میں دو رگیں چھوڑتی ہے جو اسی حجاب میں داہنے بائیں متفرق ہو جاتی ہیں اور اس کو غذا دیتی ہیں پھر محاذی غلاف قلب کے ہوتی ہے اور اس کی طرف بہت سے شعبے چھوڑتی ہے جو مثل بال کے پیدا ہوتے ہیں اور غلاف قلب کو غذا دیتی ہے پھر اس کی یعنی باقی عرق ساعد کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں ایک قسم کا **عظیم** نام ہے کہ وہ قلب تک آتی ہے اور اس میں نفوذ کرتی ہے داہنے اذن قلب کے نزدیک اور یہ رگ دل کی رگوں میں سب سے بڑی ہے اور بڑی اس واسطے ہے کہ اور رگیں قلب کی نسیم کے پہنچانے کے واسطے قلب تک مخلوق ہوئیں اور یہ رگ غذا پہنچانے کے واسطے پیدا کی گئی اور چونکہ غذا بہ نسبت نسیم کے غلیظ تر ہے اس کا منعقد بھی وسیع تر چاہیے اور اس کا ظرف بڑا ہونا ضرور ہے یہ رگ جیسی ہی قلب میں داخل ہوتی ہے اس کے واسطے تین جھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں کشادہ گاہ ان کی باہر سے اندر کی طرف ہوتی ہے تا کہ جذب کرے قلب نزدیک تمدد اپنے کے انہیں غشاون سے غذا کو طرف اپنی اور بروقت انبساط کے یہ غذا پھر پلٹ نجائے اور یہ جھلیاں سب جھلیوں سے زیادہ تر سخت ہیں۔ یہ ورید پیچھے چھوڑتی ہے بروقت محاذات قلب کے تین رگیں جس میں سے ایک ریہ کی طرف پہنچتی ہے اس کا نکلنا نزدیک منبت مغرائیں کے قریب میں بائیں جانب کے پیچیدہ ہو کر داہنی تجویف میں ریہ تک ہوتا ہے اور ان کی بھی دو جھلیاں پیدا کی گئیں جس طرح شریانات کے واسطے دو جھلیاں اس واسطے اس کا نام ورید شریانی رکھا گیا **پہلی منفعت** اس میں یہ ہے کہ جو خون اس سے مترشح ہو نہایت رقیق مشابہ جوہر ریہ کے ہو اس لئے کہ یہ خون ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ قلب میں تھا اس کو ایسا نضج حاصل نہیں ہوا ہے کہ قابل انصباب کے شریان وریدی میں ہو جائے **دوسری منفعت** اس میں یہ ہے

کہ نضج خون کا اس میں اچھی طرح ہو جائے دوسری قسم ان تین قسموں کی گرد قلب کے
پھر جاتی ہے بعد اس کے اندر قلب کے پراگندہ ہوتی ہے تا کہ اس کو غذا دے اور یہ
بات اس وقت ہوتی ہے جس وقت ورید اجوف قریب اس کے ہوتی ہے کہ داہنے اذن
قلب میں ڈوب کر قلب میں داخل ہو جائے تیسری قسم ان تینوں سے وہ خاص
آدمیوں کی خلقت میں بائیں جانب کو مائل ہوتی ہے بعد اس کے بطرف پانچویں
فقرے کے سینہ کے فقروں سے متوجہ ہوتی ہے اور اس فقری پر تکیہ کرتی ہے اور آٹھوں
نیچے کے اضلاع اور جو متصل اضلاع کے عضل اور کل اجرام سے ہیں ان میں متفرق
ہوتی ہے۔ ورید اجوف سے بعد ان تین اجزا کے جس وقت ناحیہ قلب سے چڑھتی
ہوئی بڑھ جائے چند شعبی مثل بال کے متفرق ہوتے ہیں اوپر کی جھلیوں میں جو سینہ کی
منصف ہیں اور اوپر کے خلافون ہیں اور اس گوشت نرم میں جس کا توشہ نام ہے پھر
جب یہ رگ قریب ترقوہ کے پہنچتی ہے اس سے دو شعبہ برآمد ہوتے ہیں اور بہ شکل
توریب طرف ترقوہ کے متوجہ ہوتے ہیں اور جس قدر قریب ترقوہ کے ہوتے ہیں دور
ہو جاتے ہیں اور ہر ایک شعبہ کے دو شعبہ ہو جاتے ہیں ایک ان میں سے ہر طرف
سے طرف سینہ کے داہنے اور بائیں اترتا ہے تا ایکہ خجرے تک منتہی ہوتا ہے اور اپنی
گذرگاہ میں شعبہ چھوڑتا جاتا ہے جو اضلاع کے نیچے کے عضل میں متفرق ہوتے ہیں
ان شعبوں کے منہ ان رگوں کے منہ سے مل جاتے ہیں جو اضلاع میں پھیلے ہوئے ہیں
تھوڑے سے شعبے ان میں سے باہر نکلتے ہیں اس عضل تک جو سینہ سے باہر ہے جس
وقت یہ دونوں خجرے پر پورے پہنچ جاتے ہیں ان میں تھوڑے شعبی ظاہر ہو جاتے ہیں
ان عضل تک جو درآوردہ اور کتف کے مہرک ہیں اور انہیں میں متفرق ہو جاتے ہیں
اور چند شعبے نیچے عضل مستقیم کے اترتے ہیں ان میں سے عضل مستقیم میں چند شعبے
متفرق ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ ان اجزاء سے متصل ہوتے ہیں جو چڑھتے ہیں اور
یہ عجزے سے جس کا آگے ہم ذکر کریں گے دوسری قسم ان دونوں میں وہی ایک زوج

ہے اس کی ہر فرد پانچ شعبے چھوڑتی ہے **ایک شعبہ** سینہ میں جاتا ہے اور چار رہ پسلیوں اوپر والی کو غذا دیتا ہے **دوسرا شعبہ** مواضع کتفیں کو غذا دیتا ہے **تیسرا شعبہ** بطرف اس عضل کے جاتا ہے جو عنق میں ورآبا ہوا ہے اور راس کو غذا دیتا ہے **چوتھا شعبہ** سوراخوں میں اوپر کے چھ فقرے جو رقبہ میں ہیں نفوذ کرتا ہے اور ان سے بڑھ کر سر تک جاتا ہے **پانچواں شعبہ** بڑا ہے سب شعبوں سے بغل تک پہنچتا ہے ہر طرف سے اور اس کی چار شاخیں ہوتی ہیں **پہلی شاخ** متفرق ہوتی ہے ان عضل میں جو سر سینہ پر ہیں اور یہ عضل ان چیزوں میں داخل ہیں جو مفصل کتف کو حرکت دیتے ہیں **دوسری شاخ** گوشت نرم اور روابط کی جھلیوں میں آتی ہے **تیسری شاخ** اترتی ہے جانب صدر پر گزرتی ہوئی مراق تک **چوتھی شاخ** یہ سب میں بڑی ہے اس کے تین جزو ہوتے ہیں **ایک جزو** اس عضلہ میں متفرق ہوتا ہے جو تقعیر کتف میں ہے **دوسرا جزو** اس بڑے عضلہ میں جو ربط میں واقع ہے متفرق ہوتا ہے **تیسرا جزو** سب میں بڑا عضد پر گزرتا ہوا ہاتھ تک آتا ہے اور اسی رگ کا نام ابطی ہے۔ جو کچھ انشعاب اولی سے اس رگ کے جس کی ایک فرد کی اتنے اقسام کثیرہ ہو چکے ہیں بچتا ہے وہ بطرف عنق کے صعود کرتا ہے اور قبل ازانکہ پورا صعود کر چکے دو قسموں پر منقسم ہوتا ہے **ایک وداج ظاہر دوسرا وداج غایر** وداج ظاہر ترقوہ سے صعود کرتا ہوا دو قسموں پر منقسم ہوتا ہے **ایک قسم** متصل ہو کر جانب قدام کو لیتی ہے اور ایک ہی جانب چلتی ہے **دوسری قسم** پہلے جانب قدام کو لیکر اور نیچے اتر کر پھر چڑھتی ہے ظاہر ہو کر دوبارہ ترقوہ سے اور پھرتی ہے گرد ترقوہ کے اور پھر صعود کرتی ہے اور چڑھتی ہے رقبہ میں اظاہر ہو کر حتی کہ قسم اول سے ملحق ہوتی ہے اور اس سے مل جاتی ہے پھر ان دونوں سے مل کر وداج ظاہر پیدا ہوتا ہے جو مشہور ہے قبل اس کے کہ قسم اول سے لے اس سے دو جزو الگ ہوتے ہیں **ایک جزو** عرض میں جاتا ہے بعد اس

کے دونوں جزو نزدیک لتقاء دونوں ترقوہ کے مقام اندرونی میں مل جاتے ہیں **دوسرا جزو** ان میں کا متورب ہوکر ظاہر عنق تک رہتا ہے اور اس کی دونوں فردین پھر کبد میں نہیں ملتی ہیں۔ ان دونوں زوجوں سے شعبہ عنکبوتی پیدا ہوتے ہیں جسے حس متعلق نہیں ہوتی ہے اور ان کو نہیں دریافت کرتی مگر کبھی اس دوسرے زوج سے خاص کر اس کی تمام فروغ تین تین اور وہ ایسی نکلتی ہیں جو محسوس ہوتی ہیں اور ان کے واسطے ایک مقدار معین ہے اور سب فرو اس کے غیر محسوس ہیں **ایک** ان تین اور دون سے شانہ پر ممتد ہوتا ہے جس کا نام کتفی ہے اسی میں سے رگ **قیفال** نکلتی ہے اور **دو** اور وہ بقیہ پہلو میں اس ورید کتفی کے قریب ہوکر راس کتف تک ساتھ ہی آتے ہیں۔ **مگر ایک** ان میں کا اسی جگہ پر نبد ہو جاتا ہے آگے نہیں بڑھتا ہے اور راس جگہ متفرق ہو جاتا ہے اور **دوسرا** وہاں سے بڑھ کر عضد کے مہرے پر پہنچ کر وہاں پر متفرق ہو جاتا ہے۔ ورید کتفی ان دو مقاموں سے بڑھ کر آخر ہاتھ تک پہنچتا ہے اس کا تو یہ حال ہے اس سے نکلتے ہیں اور فک اعلیٰ میں متفرق ہوتے ہیں اور بڑے چند شعبے بہت نکل کر فک اسفل میں متفرق ہوتے ہیں اور بہت سے اجزا دونوں طرح کے شعبوں میں سے نکل کر گرد وزبان کے متفرق ہوتے ہیں اور ظاہر میں اجزا کے اس عضل سے جو اس مقام پر ہیں پھیلتے ہیں **دوسرا جزو** ظاہر ہوتا ہے اور ان مقامات میں جو سر اور دو کانوں کے متصل ہیں متفرق ہوتا ہے **وداج غائر** ہمراہ مری کے رہتا ہے اور اس لئے ساتھ سیدھا چڑھتا ہے اور اسی مسلک میں چند شعبے چھوڑتا ہے جو مل جاتے ہیں ان شعبوں سے کہ وداج ظاہر سے آنے والے ہیں اور یہ سب شعبہ مری اور حنجرہ اور تمام اجزاء عضل غائر میں تقسیم پاتے ہیں اور آخر وداج غائر درز لامی تک منتہی ہوکر نفوذ کرتا ہے اور اس جگہ آٹھ شاخیں اس سے نکل کر متفرق ہوتی ہیں ان اعضا میں جو درمیان فقرہ اولیٰ اور ثانیہ کے ہیں اسی وداج غائر سے ایک رگ مثل بال کے نزدیک مفصل راس اور رقبہ کے آتی ہے اس سے چند فروع اس جھلی تک

جاتی ہیں جو قحف کے اوپر منڈی ہوئی ہے اور یہ رگ شعری محل التقاء دونوں چیمہ قحف تک آتی ہے اور اس جگہ قحف میں ڈوب جاتی ہے جو مقدار اس رگ میں سے بعد چھوڑنے ان فروع کے باقی رہتی ہے جو قحف تک نفوذ کرتی ہے منتہی میں ولازمی کے اور اس سے چند شعبے دونوں جھلیوں دماغ میں متفرق ہوتے ہیں تا کہ ان دونوں کو غذا دین اور تا کہ سخت جھلی اپنے گرد کی چیز اور اوپر کی چیز سے ربط پا جائے۔ بعد اس کے یہ رگ باریک جھلی سے دماغ تک اترتی ہے اور دماغ میں متفرق ہو جاتی ہے جس طرح عروق ضوارب متفرق ہوتے ہیں اور ان ضوارب کو یہ مضبوط کرتی ہے موٹی جھلی کے لپیٹنے میں اور ان ضوارب کو پہنچاتی ہے ایک مقام وسیع تک کہ وہ راہ انصباب خون کی ہے اور اس میں جمع ہو جاتی ہے بعد اس کے متفرق ہوتی ہے اسی دماغ سے درمیان دو طاقوں کے کہ اس کا نام معصرہ ہے جس وقت یہ شعبے بطن اوسط دماغ کے نزدیک ہو جاتے ہیں حاجت اسبات کی ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی رگیں بن جائیں تا کہ چوس لیں معصرہ سے اور اس کے مجاری سے وہ مجاری جو معصرہ سے پیدا ہوتے ہیں پھر بطن اوسط سے دراز ہو کر دونوں بطن مقدم تک پہنچتی ہے اور ان عروق ضوراب سے جو چڑھنے والی ہیں اس مقام پر مل جاتی ہے اور پھر بنی جاتی ہے اس سے وہ جھلی جو مشہور بشکلہ مشمیہ ہے

فصل چوتھی تشریح میں ہاتھوں کی اور دہ کے

ورید کتفی وہی قیفال ہے اول اس سے جو چیز نکلتی ہے جس وقت کہ محاذی عضد ہو چند شعبے ہیں کہ جلد میں اور اعضائے ظاہری عضو میں متفرق ہوتے ہیں بعد اس کے قریب مفصل مرفق کے تین قسمیں ہو جاتی ہیں **ایک قسم** جو حبل الذراع ہے ظاہر زند اعلیٰ پر دراز ہوتی ہے بعد اس کے بجانب وحشی محدب زند اسفل کی طرف مائل ہوتی ہے اور نیچے کے اجزاء وحشیہ میں رسغ کے متفرق ہو جاتی ہے **دوسری قسم** مقام پیچیدگی مرفق تک ظاہر ساعد میں متوجہ ہوتی ہے اس جگہ اس سے ایک شعبہ ابطی کا ملتا ہے اور دونوں سے مل کر اکحل یعنی ہفت اندام پیدا ہوتی ہے

تیسری قسم اندر جاتی ہے اور اندر ہی کے جانب اس سے بھی ایک شعبہ آ ملتا ہے۔ ابطی سے پہلے پل جو شعبہ نکلتے ہیں عمق عضد میں جو عضل اس جگہ پر ہے اس میں متفرق ہوتی ہے اور ناپیدا ہو جاتے ہیں مگر اس میں وہ شعبہ جو ساعد تک پہنچتا ہے اور جس وقت کہ ابطی قریب مرفق کے پہنچتی ہے اس کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں **پہلی قسم** اندر جاتی ہے اور ملتی ہے اس شعبے سے جو قیفال سے بجانب عمق آتا ہے اور اندر کے اس کے محاذی رہ کر پھر دونوں جدا ہو جاتے ہیں اور ایک ان میں کا اتر کر طرف انسی کے جاتا ہے تا ایکہ خنصر و بنصر و نصف وسطیٰ تک پہنچتا ہے اور دوسرا اجزو مرتفع ہوتا ہے اور تقسیم پاتا ہے تمام اجزاء میں ہاتھ کے وہ اجزاء جو ہڈی سے ملے ہوئے ہیں **دوسری قسم** ابطی کی ساعد کے نزدیک ہی ان کی چار شاخیں ہو جاتی ہیں **پہلی شاخ** اسفل میں ساعد کے رسغ تک منقسم ہوتی ہے **دوسری شاخ** کی تقسیم مثل تقسیر پہلی شاخ کے ہوتی ہے مگر اس سے زیادہ اقسام اس کے ہوتے ہیں **تیسری شاخ** بھی اسی زیادتی کے ساتھ وسط میں ساعد کے منقسم ہوتی ہے **چوتھی شاخ** سب میں بڑی ہے وہ ظاہر اور بلند ہوتی ہے پس ایک فرع چھوڑتی ہے جو قیفال کے شعبے سے ملتی ہے اور ان دونوں سے مل کر اکحل پیدا ہوتی ہے اور جو اس میں سے باقی رہتا ہے وہ باسلیق ہے وہ بھی عمق میں دوبارہ بیٹھتی ہے اور اکحل شروع ہوتی ہے جانب انسی سے اور زندہ اعلیٰ کے اوپر جا کر پھر متوجہ جانب وحشی کے ہوتی ہے اور اس کی دو شاخیں ہوتی ہیں بشکل حرف لام یونانین کے اوپر کا جزو اس کا کنارے اور زندہ اعلیٰ کے ہو جاتا ہے اور جانب رسغ کے لیتا ہے اور ابہام کے پیچھے اور درمیان ابہام اور سبابہ اور خاص سبابہ میں متفرق ہوتا ہے اور نیچے کا جزو کنارے زند اسفل کے جا کر تین شاخوں پر منقسم ہوتا ہے **ایک شاخ** اس کی متوجہ اس مقام کے ہوتی ہے جو درمیان وسطیٰ اور سبابہ کے ہے اور اس رگ کے شعبے سے ملتی ہے جو سبابہ تک جزو اعلیٰ سے آتی ہے اور مل کر رگ واحد ہو جاتی ہے **دوسری شاخ**

وہی اسلیم جو جو بیچ میں وسطیٰ بنصر کے ہے اور **تیسری شاک** خنصر اور بنصر تک دراز ہوتی ہے اور یہ تینوں شاخیں کل انگلیوں میں منقسم ہوتی ہیں

فصل

پانجویں تشریح میں اجوف نازل کے اجوف کے چڑھنے والے جزو میں جو چھوٹا ہی جو کچھ ہم کو بیان کرنا تھا بیان کر چکے باقی رہا جزو نازل پہلے سب سے جو چیز اس سے نکلتی ہے جس وقت یہ اجارے بڑا ہوا اور ابھی صلب پر تکیہ نکرے وہ چند شعبے مثل بال کے باریک ہوتے ہیں جو پہنچتے ہیں گردون کے داہنے لفافوں تک اور انہیں لفافوں میں اور ان کے قریب کے اجسام میں متفرق ہوتے ہیں تاکہ ان کو غذا دیں۔ بعد اس کے اسی جزو نازل سے ایک بڑی رگ بائیں گردے تک آتی ہے اور اس سے بھی شاخیں مثل بال کے بائیں گردے کے لفافوں میں اور ان اجسام میں جو قریب ان کے واقع ہیں متفرق ہوتی ہیں تاکہ ان کو غذا دیں پھر اسی جزو نازل سے دو بڑی رگیں اور پیدا ہوتی ہیں کہ ہر ایک کا نام طالع ہے یہ دونوں رگیں دونوں گردوں کی طرف آتی ہیں کہ ماہیت خون کی صاف کریں اس لئے کہ گروہ انہیں دونوں سے اپنی غذا کو جذب کرتا ہے اور وہ ماہیت خون کی ہے۔ بائیں طالع سے ایک رگ بائیں بیضہ میں عورتوں اور مردوں کے جاتی ہے۔ اور جس طرح پر ہم نے شرائین میں بیان کیا ہے اس طرح یہاں ناپختہ کاری نہ کرنا چاہیے اور دھوکھا نہ کھانا چاہیے کہ عورت کے نہیں ہوتا اور راسپات میں بھی دھوکھا نہ کھانا چاہیے کہ اس کے بعد دو رگیں متوجہ بطرف انثیین کے ہوتی ہیں جو رگ بائیں کہ طرف آتی ہے ہمیشہ ایک شعبہ بائیں طالع سے لیتی ہے اور بیشتر بعض لوگوں میں کل طالع کو لیتی ہے منشاء اس کا اسی طالع سے ہوتا ہے اور جو رگ داہنے خصیہ میں آتی ہے تو کبھی شاذ و نادر داہنے طالع سے نکلتی ہے مگر اکثر حال اس کا یہی ہے کہ طالع سے ملتی نہیں ہے جو چیز انثیین میں گردے سے آتی ہے جس میں وہ مجرے رہے کہ نضج منی کا اس میں ہوتا ہے اس طرح پر کہ بعد سرخی کے جو قبل از نضج ہوتی ہے سفید ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ پیچیدگی رگوں کی

اوران کی استدارت زیادہ ہے۔ جو چیز انلثیین میں صلب سے آتی ہے اور اکثر حصہ اس رگ کا قضیب میں اور عنق رحم میں پوشیدہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ حال ہوتا ہے جو ہم نے نسبت عروق ضوارب کے بیان لیا ہے۔ بعد بر آمد ہونے دونوں طلاع اوران کے شعبوں کے اجوف قریب پشت کے تکیہ کر کے اترنا شروع کرتی ہے اس سے ہر فقرہ کے نزدیک شعبے پیدا ہوتے ہیں اورانہیں فقروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور جو عضل نقرات کے قریب رکھے ہوئے ہیں ان میں متفرق ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی رگ نازل سے چند رگیں نکلتی ہیں جو خاصرتین تک آ کر عضل بطن میں منتہی ہو جاتی ہیں پھر وہ رگیں ہیں جو داخل ہوتی ہیں سوراخ میں فقروں کے نخاع تک جب یہ اجوف نازل آخر فقروں تک پہنچتی ہے اس کی دو قسمیں ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ ایک دوسرے کی طرف جھکی ہوئی ہوتی ہیں اور ہر واحد ان میں سے ایک ران کی طرف جاتی ہے اور ہر ایک سے ان دونوں میں قبل پوری پہنچنے کے ران تک دس طبقہ ہو جاتے ہیں **پہلا طبقہ** ان میں سے قصد کرتا ہے دونوں عضل متنیں پشت کو **دوسرا طقبہ** مثل بالوں کے باریک ہے بعض نیچے کے اجزائے صفاق تک جاتا ہے **تیسرا طبقہ** متفرق ہوتا ہے اس عضلہ میں جو استخوان عجز پر ہے **چوتھا طبقہ** عضل مقعد اور ظاہر عجز میں متفرق ہوتا ہے **پانچوان طبقہ** رحم کی گردن میں عورتوں کے جاتا ہے اور اس کے قریب جو چیزیں ہیں ان میں متفرق ہوتا ہے اور مثانہ تک آتا ہے اور مثانہ کی طرف آنے والے کی دو قسمیں ہوتی ہیں **ایک قسم** مثانہ میں متفرق ہو جاتی ہے اور **دوسری قسم** مثانہ کی گردن میں اور یہ قسم مردوں میں اکثر ہوتی ہے اس لئے کہ اکے واسطے قضیب مخلوق ہوا ہے اور عورتوں میں کم ہوتی ہے **چھٹا طبقہ** اس عضل کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو استخوان عانہ پر موضوع ہے **ساتواں طبقہ** چڑھتا ہے اس عضل کی طرف جو شبدہ میں بدن کے بطن پر جانے والا ہے اور یہ رگیں متصل ہوتی ہیں کناروں سے ان رگوں کے جن کو ہم نے کہا

ہے کہ سینہ میں مراق بطن تک منحدر ہوتی ہے ان رگوں کی جڑ سے عورتوں کے بدن میں چند رگیں ایسی نکلتی ہیں جو رحم تک جاتی ہیں اور جو رگیں ہر جانب سی رحم تک جاتی ہیں ان میں سے چند رگیں پستان تک چڑھتی ہیں انہیں رگوں سے درمیان رحم اور پستان کے شرکت ہوتی ہے **آٹھواں طبقہ** قبل میں مردوں اور عورتوں کے آتا ہے **نواں طبقہ** باطن فخذ کے عضل میں آ کر متفرق ہو جاتا ہے **دسواں طبقہ** شروع ہوتا ہے کنارے سے حالب یعنی اس رگ کے جو قریب ناف کے ہے اور ظاہر ہو کر خاصر تین تک پہنچتا ہے اور کناروں سے ان رگوں کے ملتا ہے جو اترنے والی ہیں خصوصاً جو از طرف تدبین منحدر ہوئی ہیں اور کل اس طبقہ سے ایک بڑا جزو عضل الیتین تک پہنچتا ہے اور باقی ماندہ ران تک آتا ہے اور اس مقام پر اس کی چند شاخیں اور شعبے ہو جاتی ہیں **ایک** ان میں سے اس عضل میں جا کر تقسیم پاتا ہے جو مقدم مان پر ہے **دوسرا** اسفل ران کے عضل میں آتا ہے اور ایک جانب ران سے عمق میں جاتا ہے اور بہت سے شعبے عمق ران میں متفرق ہوتے ہیں ان شعبوں سے جو باقی رہتا ہے اس کی تقسیم اس وقت ہوتی ہے کہ مفصل رانوں کے درمیان تھوڑا سا آ جائے اس جگہ اس کے تین شعبے ہوتے ہیں ان میں وحشی قصبہ صغریٰ پر کھنچ جاتا ہے مفصل کعب تک اور بیچ والا شعبہ مقام دوہرے ہونے رانوں میں اترتا ہوا دراز ہوتا ہے اور شعبہ عضل باطن ساق میں چھوڑتا ہے اور اس کے دو شعبہ ہو جاتے ہیں ایک ان دونوں سے چھپ جاتا ہے داخل اجزائے ساق میں اور دوسرا اور آتا ہے درمیان دونوں قصبوں کے دراز ہوتا ہوا مقدم رجل تک اور مل جاتا ہے شعبہ وحشی سے جس کا ابھی ذکر ہوا اور تیسرا وہ انسی ہی مائل ہوتا ہے اس مقام کی طرف جو ساق میں معرق یعنی بے گوشت ہے۔ بعد اس کے کعب تک دراز ہو جاتا ہے اور جانب محدب بڑے قصبہ تک انسی مقدم تک اترتا ہی اور یہی صافن ہے۔ اور ان تین شعبوں کے چار شعبے ہو گئے دو وحشی ہیں کہ قدم تک آتے ہیں قصبہ صغریٰ سے اور دو انسی ہیں۔ ایک شعبہ

جانب وحشی کا اوپر قدم کے چڑھتا ہے اور اوپر کی جانب خنصر میں متفرق ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہی جو ملتا ہے شعبہ وحشی کو قسم انسی مذکور سے اور یہ دونوں اجزائے سفلی میں متفرق ہوتے ہیں۔ اور وہ کہ کل اتنے ہی عدد تھے جو ہم لکھ چکے ہم نے اعضائے تمشابہتہ الاجزا کی تشریح پوری بیان کردی باقی رہے اجزائے آلیہ یعنی اعضائے مرکبہ ان میں سے ہر ایک عضو کی تشریح ہم اسی مقالہ میں بیان کریں گے جو اس عضو کی حالت اور معالجہ پر مشتمل ہے اب اس وقت ہم شروع کرتے ہیں بیان میں قویٰ کے

تعلیم چھٹی میں ایک جملہ اور ایک فصل ہے **جملہ پہلا** بیچ بیان قویٰ کے اور اس میں چھ فصلیں ہیں **فصل پہلی اجناس قویٰ کا بیان بطور کلی** ہر ایک چیز قویٰ اور افعال سے پہچانی جاتی ہے اور بعض کا بعض سے تفرقہ بھی ہوتا ہے اس واسطے کہ ہر قوت کسی فعل کی مبدء ضرور ہے اور ہر فعل کسی قوت سے ضرور صادر ہوتا ہے اس واسطے ہم نے ان دونوں کو یعنی قویٰ اور افعال کو ایک ہی تعلیم میں جمع کردیا۔ اجناس قویٰ کے اور اجناس ان افعال کے جو ان قوتوں سے صادر ہوتے ہیں طبیبوں کے نزدیک تین ہیں **ایک** جنس قویٰ انفسانی کی **دوسری** جنس قویٰ طبیعی کی **تیسری** جنس قوائے حیوانی کی۔ اکثر فلاسفہ وتمامی اطبا خصوصاً **جالینوس** کی یہ رائے ہے کہ ہر ایک قوت کے واسطے ایک عضو رئیس ہے کہ وہی اس قوت کا معدن ہے اور اسی عضو سے اس قوت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہ رائے ہے کہ قوت نفسانی کا مسکن اور مصدر اس قوت کے افعال کا دماغ ہے اور قوت طبعی کی دو قسمیں ہیں **ایک قسم** جس کی غایت حفاظت اور تدبیر شخص معین اور بدن خاص کی ہے اور وہی نوع غذا میں تصرف کرتی ہے تاکہ بدن کو غذا دے جب تک وہ بدن باقی ہے اور اس میں نموء پیدا کرے نہایت زمانہ تشونک اس نوع کا مسکن اور مصدر اس نوع کے فعل کا جگر ہے۔ **دوسری قسم** قوائے طبعی کی اس کی غایت حفاظت نوع کی ہے اور وہی قسم امر تناسل میں تصرف کرتی ہے تاکہ

جد کرے آمختیہ مقامات بدن سے جوہر منی یا رطوبات کو بعد اس کے اس میں صورت گری کرے اپنی خالق کے حکم سے اور مسکن اس نوع کا اور مصدر اس افعال کا انثیین ہے **قوت حیوانی** یعنی وہ قوت جو امر روح کی تدبیر کرتی ہے وہ روح جو مرکب ہے حس وحرکت کا اور اس روح کو آمادہ کرتی ہے واسطے قبول کرنے حس و حرکت کے بروقت حاصل ہونے روح کے دماغ میں اور روح کو اس حال پر کردیتی ہے کہ وہ عطا کرتی ہے اس چیز کو جس میں حیات کا نشو ہوتا ہے مسکن اس قوت کا اور مصدر فعل اس قوت کا قلب ہے اعظم فلاسفہ **ارسطاطالیس** کی یہ رائے قوتوں کا مبدء قلب ہے لیکن ان قوے کے افعال اولیہ کا مبدء ظہور یہی مبادی مذکورہ ہیں۔ جس طرح مبدء حس کا نزدیک اطبا کے دماغ ہے۔ پھر ہر ایک حاسہ کے واسطے ایک عضو مفرد ہے کہ اسی سے اس حاسہ کا افعال ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اگر بقدر واجب تفتیش اور تحقیق کی جائے واقع میں رائے ارسطاطالیس کی صحیح ٹھہرے گی اور ان لوگوں کی غیر صحیح اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان لوگون کے اقوال مقدمات اقناعیہ غیر بدہیہ سے ماخوذ ہیں جن کا نتیجہ دینا کچھ ضروری نہیں ہے یہ لوگ ظاہر امر کی منابعت کرتے ہیں مگر طبیب کو بنظر منصب طبابت ضرور نہیں کہ مذہب حق کو ان دونوں مذہبوں میں پہنچانے بلکہ یہ تحقیق فیلسوف یا حکیم طبعی پر واجب ہے اور طبیب نے جس وقت یہ مان لیا کہ یہ اعضائے مذکورہ ان قوے کے مبادی ہیں پھر اس پر یہ کچھ ضرور نہیں ہے بفرض اتمام ان قواعد کے جو طب میں مذکور ہیں کہ یہ قوتیں ان اعضا میں بذاتہ ہیں یا کسی اور مبدء سے ان اعضا کو ملی ہیں مگر اس مسئلہ سے جاہل رہنے کی رخصت فیلسوف کو نہیں دی جا سکتی کہ اس کا منصب اس کی تحقیق کا ہے **فصل دوسری قوائے طبعیہ مخدومہ کے بیان میں** قوائے طبعیہ ان میں سے ایک قسم خادمہ ہے اور ایک قسم مخدومہ مخدومہ کی دو جنس ہیں **ایک جنس** واسطے بقائے شخص کے غذا میں تصرف کرتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ غاذیہ اور نامیہ

دوسری جنس واسطے بقائے نوع کے غذا میں تصرف کرتی ہے کہ اس کی دو نوع ہیں ۔ مولدہ اور مصورہ **قوت غاذیہ** وہ ہے جو غذا کو طرف مشابہت عضو مغتذی کے یعنی اس عضو کے جس کی یہ غذا ہے پھر دیتی ہے تا کہ بدل ما یتحلل چھوڑے یعنی جو چیزیں سے بذریعہ حرکات وغیرہ کے متحلل ہوتی ہے اس کے بدلے ایک مقدار مشابہ اسی عضو کے حاصل ہو **قوت نامیہ** وہ ہے کہ جسم کو اقطار ثلثہ یعنی طول وعرض وعمق میں تناسب طبعی پر زیادہ کرے تا کہ پہنچ جائے وہ جسم نما نشو کو بذریعہ اس جزو کے جو غذا سے اس جسم میں داخل ہو کر جزو بدن ہوتا ہے غاذیہ قوت نامیہ کی خادمہ ہے اور غاذیہ کبھی غذا کو برابر شے متحلل کے پہنچاتی ہے اور کبھی کم اور کبھی زیادہ اور نموء جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ جب غذائے وارومقدار متحلل سے زیادہ ہو مگر یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ جب غذائے وارد زیادہ ہو متحلل سے نموء بھی ضرور ہو اس لئے کہ فربہی بعد لاغری کے سن وقوف میں اسی قبیل سے ہو کہ وہ نموء نہیں ہے نموء وہ ہے کہ تناسب طبیعی پر بدن جمیع اقطار میں بڑھے جب تک زمانہ نشو کا باقی ہے اور بعد زمانہ نشو کے مثلا سن وقوف میں بالیقین نموء نہیں ہوتا اگر چہ فربہی ہوتی ہے جیسے قبل سن وقوف کے ذبول نہیں ہوتا اگر چہ لاغری ہوتی ہے علاوہ یہ ہے کہ یہ بات یعنی نموء بعد سن وقوف کے زیادہ تر بعید از قیاس ہے اور مقتضائے واجب سے کارج ہے ۔ غاذیہ اپنے افعال کو تین فعل جری سے تمام کرتی ہے **ایک فعل** تحصیل جوہر بدن کا اور نہ وہ خون اور خلط ہے جو بقوت فریہ فعلیت سے شبیہہ ہے ساتھ عضو کے کبھی اس فعل میں خلل بھی پڑ جاتا ہے جس طرح مرض اطروقیا میں جس کے معنے یہ ہیں کہ غذا جزو بدن نہ ہو جیسے دق شیخوخت میں یہ بات پیدا ہوتی ہے **دوسرا فعل** اس الزاق ہے یعنی چسپیدہ کرنا اور اس سے یہ مطلب ہے کہ اس مقدار حاصل کو غذا بالفعل اور پوری کر دے یعنی اس کو جزو عضو بنا دے یہ بھی فعل کبھی باطل ہو جاتا ہے جیسے استسقائے لحمی میں **تیسرا فعل** غاذیہ کا تشبیہ ہی تشبیہ کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر غذا کو جزو کسی عضو کا

کیا ہے اس کے مشابہ ہر طرح سے کر دے حتیٰ کہ اس کے قوام اور لون میں بھی مشابہت پیدا کر دے یہ بھی فعل کبھی باطل ہوتا ہے جیسے برص اور بہق میں کہ بدل اور الزاق دونوں موجود ہوتے ہیں اور تشبیہ نہیں ہوسکتی۔ فعل تشبیہ واسطے قوت مغیرہ کے قوائے غاذیہ سے ہے اور یہ انسان میں واحد بالجنس ہیں یا واحد مبداول میں ہیں اور اعضائے متشابہ میں نوع اس فعل تشبیہ کی مختلف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر ایک عضو میں اعضائے متشابہ سے بحسب اس کے مزاج کے ایک قوت ہے کہ غذا کو طرف تشبیہ کے بدل دیتی ہے اور یہ قوت مخالف دوسرے عضو کی قوت کے ہے مگر قوت مغیرہ جگر کی فعل مشترک واسطے جمیع بدن کے کرتی ہے کیموس بنانے میں غذا کے قوت مولدہ کی بھی دو قسمیں ہیں **ایک قسم** تولید منی کی مرد اور عورت میں کرتی ہے اور اس کو محصلہ یعنی کہتے ہیں **دوسری قسم** قوی کو جدا جدا کر دیتی ہے تو قوتیں کہ منی میں ہیں پھر ملاتی ہے ان قوتوں کو ایسی آمیزش سے جو مناسب ہر ایک عضو کے ہے اور خاص کرتی ہے واسطے عصب کے اس کے مزاج خاص کو اور ہڈی کے واسطے اس کے مزاج خاص کو اور شرائین کے واسطے اس کے مزاج خاص کو اور یہ بات ایسی منی سے حاصل ہوتی ہے جس کے اجز امتشابہ ہیں اور جن کا امتزاج آپس میں یکساں ہے۔ ایسی قوت کا نام اطباء مغیرہ اولی رکھتے ہیں۔ مصورہ طالبہ یعنی چھانپے الی یہ وہ قوت ہے کہ باذن خالق تبارک و تعالی کے تخطیط اعضا اور تشکیل اعضا کی اور تجویفیں اور سوراخ اور ملاست اور خشونت اور ان کے اوضاع ور مشارکات اسی قوت سے صادر ہوتی ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جتنے افعال متعلق نہایات مقدار دن جسم کے میں وہ سب افعال اسی سے متعلق ہیں۔ اور خادمہ واسطے اس قوت کے جو تصرف کرتی ہے غذا میں واسطے محافظت نوع کے دو قوتیں ہیں غاذیہ نامیہ

فصل تیسری بیان میں قواے طبعیہ خادمہ کے

محض خادمہ قوائے طبعی میں وہی قوتیں جو قوائے غاذیہ کی خدمت کرتی ہیں اور یہ چار قوتیں ہیں۔ جاذبہ' ماسکہ' ہاضمہ' دافعہ

خسیس کے کواہ عضو سخت سے بطرف عضو ڈھیلے اور زم کے دفع کرتی ہے اگر جہت دفع کے اور جہت میل مادہ فضول کے بالطبع ایک ہی ہو قوت دافعہ تا امکان اس فضلہ کو اور جہت میں نہیں دفع کرتی ہے۔اور یہ چاروں قوائے طبعی ایسے ہیں کہ ان کی خدمت چاروں کیفیتیں کرتی ہیں یعنی حرارت و برودت و رطوبت و یبوست حرارت کی خدمت تو حقیقت میں باشتراک واسطے چاروں قوتوں کے ہے۔اور برودت کی خدمت کبھی بعض قوتوں سے بالعرض متعلق ہوتی ہے نہ بالذات اس لئے کہ جو فعل برودت کا ذاتی ہے وہ سب قوتوں سے ضد رکھتا ہے اس واسطے کہ سب قوتوں کے افعال بذریعہ حرکات پیدا ہوتے ہیں اور حرکت کو حرارت لازم ہے تو ان افعال کو بھی حرارت لازم ہوتی اور برودت ضد حرارت ہے اس لئے کہ ان افعال کی بھی ضد ہوئی۔جذب اور دفع میں حرکت کا پیدا ہونا ظاہر ہے اور ہضم میں حرکت ہوتی ہے کہ ہضم اجزائے غلیظ اور کثیف کی تفریق کرتا ہے اور رقیق اور لطیف کو جمع کرتا ہے اور یہ دونوں سریع حرکات ہیں ایک حرکت تفریقی اور دوسری تمریحی ہے۔اور ماسکہ فعل کرتی ہے اس طرح کہ لیف مورب کو طرف ایک ایسی ہیات اشتمال کے جو مضبوط ہو کر حرکت دیتی ہے کہ جنس ہی کو ٹھہرایا ہے وہ جدا نہ ہو سکے اور اس ہیات پر لانا لیف مورب کا ہجر گت تمام نہیں ہوتا اگرچہ ٹھہرنا لیف مورب کا اس ہیات پر متعلق بسکون ہے برودت ان سب حرکات کی فنا کرنے والی ہے اور ان میں تخدیر پیدا کرتی ہے اور ان سب افعال کو منع کرتی ہے مگر امساک یعنی ٹھہرانے میں بالعرض نفع دیتی ہے اس طرح پر کہ لیف مورب میں اپنا اثر پیدا کر کے اس کو ہیات اشتمال صالح پر حبس کرتی ہے اور روکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ فعل میں قوت ماسکہ کے اس کو کچھ دخل نہیں ہے بلکہ جو آلہ فعل ماسکہ ہے یعنی لیف مورب اس کو قبول اثر میں اس فعل کے آمادہ کرتی ہے قوت دافعہ کو برودت سے نفع پہنچتا ہے کہ جو ریاح دفع کے معین ما بین ان کو تحلیل نہیں ہونے دیتی اور ان کو غلیظ کرتی ہے اور چوڑے لیف کو جو عاصر فضول یعنی نچوڑنے والی ہے جمع کرتی

ہے اور اس لیف میں تکثیف پیدا کرتی ہے اور یہ نفع بھی برودت کا نفس فعل میں اس قوت کے نہیں ہے بلکہ آلہ دفع کو آمادہ کرتی ہے۔ اس بیان سے واضح ہوا کہ برودت ان قویٰ کی خدمت میں بالعرض داخل ہے اور اگر برودت کا ادنیٰ فعل ان قویٰ کی خدمت میں داخل ہوتا بیشک ضرور کرتا اور حرکت کی حرارت کو بالکل بجھا دیتا ہے۔ یبوست کو خدمت کی حاجت افعال میں تین قویٰ کے پڑتی ہے دونوں ناقلان یعنی جاذبہ اور دافعہ اور تیسری ماسکہ جاذبہ اور دافعہ کے فعل میں چونکہ بذریعہ یبس کے زیادہ تمکین اور اعتماد درکار ہے اور بدون اس کے حرکت میں چارہ نہیں ہے میری مراد یہ ہے کہ جس وقت حرکت اس روح میں جو حامل ان قوتوں کی ہے بطرف فعل ان قوتوں کے باندفاع قویٰ پیدا ہو ایسی حرکت کو استرخائے رطوبی جو ہر روح خواہ جوہر آلہ حرکت میں ہوتا ہے ضرور مانع ہوگا اسوقت یبوست اپنا فعل جو ہر روح خواہ آلہ میں اس قدر پیدا کرے گی کہ تمکین یعنی قدرت اور اعتماد ان دونوں جوہروں کو اس اندفاع قویٰ میں پیدا ہو **مترجم کہتا ہے** جو چیز نرم اور مسترخی ہوتی ہے محرک قویٰ اس میں اثر نہیں کرسکتا بدون اس کے کہ یا تو محرک میں کس قدر سختی آجائے خواہ تحریک قویٰ ضعیف ہوجائے زیادہ تر ظہور اس قاعدہ کا حرکت مکانی میں ہوتا ہے اس وجہ سے یبوست چونکہ صلابت روح میں خواہ جوہر میں آلہ حرکت کے فائدہ کرتی ہے گویا تتمیم حرکت جذب اور دفع قویٰ کی بدون یبوست کے ناممکن ہے۔ **متن** ماسکہ کو حاجت یبوست کی قبض میں ہوتی ہے اور ہاضمہ کو حاجت رطوبت کی طرف زیادہ ہے پھر جس وقت قیاس کیا جائے درمیان کیفیات فاعلہ اور منفعلہ کے اور حاجت ان قوتوں کی طرف ان کیفیات کے دیکھی جائے اس وقت ماسکہ کی حاجت طرف یبس کے بہ نسبت حرارت کے زیادہ پائی جائے گی اس لئے کہ زمانہ تسکین یعنی ٹھہرانے کا ماسکہ میں زیادہ ہے تحریک لیف مورب کی زمانے سے اور تحریک لیف مستعرض یا مورب سے طرف قبض اس لئے کہ زمانہ اس کی تحریک کا جس کو حرارت درکار ہے بہت

تھوڑا ہی اور تمام زمانہ اس کے فعل کا امساک اور تسکین میں صرف ہوتا ہے۔ چونکہ مزاج لڑکوں کا نہایت مائل برطوبت ہوتا ہے اور اسی جہت سے ان میں قوت ماسکہ ضعیف ہوتی ہے قوت جاذبہ کو حاجت حرارت کی بہ نسبت یبوست کے زیادہ ہے اور اس جہت سے زیادہ نہیں ہے کہ حرات جذبہ میں اعانت کرتی ہے بلکہ اس واسطے زیادہ ہے کہ اکثر فعل جاذبہ کا تحریک جاذبہ کو زیادہ درکار ہے بہ نسبت تسکین اجزائے آلہ اسی قوت کو اوران کے قبض کرنے کو جس قدر یبوست کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے زیادہ حاجت حرارت کی بہ نسبت یبوست کے کہ یہ قوت فقط حرکت کثیر کی محتاج نہیں ہے بلکہ کبھی اس کو حاجت قوی کی ہوتی ہے گو شئی متحرک مسافت قریب پر واقع ہو۔ فعل جذب کا کبھی محض لقوت جاذبہ تمام ہوتا ہے جیسے مقناطیس رہے کو جذب کرتا ہے اور کبھی باضطرار خلائے محال جذب پیدا ہوتا ہے جیسے پانی موریون میں کھینچتا ہے خواہ بوجہ حرارت کے جذب ہوتا ہے جیسے تیل کو چراغ کی بتی جذب کرتی ہے اگر چہ یہ تیسری قسم نزدیک محققین فلاسفہ کے بطرف جذب خلا کے پھرتی ہے بلکہ یہ وہی قسم بعینہ ہے۔ پس اتنی بات کا خیال کرنا چاہیے کہ جس وقت قوت جاذبہ کے ساتھ حرارت کی اعانت ہوگی وہاں پر جذب قوی تر ہوگا۔ دافعہ کو حاجت یبس کی بہ نسبت جاذبہ اور ماسکہ کے کم ہے اس لئے کہ نہ اس کو حاجت ماسکہ کی قبض کی ہے اور نہ یہ قوت لزوم جاذبہ کی محتاج ہے اور نہ جاذبہ کا قبض خواہ شامل ہونا جاذبہ کا (اوپر شئی مجذوب کے بذریعہ ٹھہرانے کسی جزو کے آلہ سے تاکہ اس کو متصل جذب دوسرے جزو کا پیدا ہو' قوت دافعہ کو درکار ہے خلاصہ یہ ہے کہ دافعہ کو حاجت تسکین کی ہرگز نہیں بلکہ اس کو حاجت طرف تحریک کے ہے اور تھوڑی سی تکثیف بھی اس کو درکار ہے جو معین ہو بطرف نچوڑنے فضلہ کے اور دفع کرنے اسی فضلہ کے نہ اس قدر کہ بسبب اس کے آلہ حفاظت کرے ہیات شکل عضو اور قبض کے زمانہ طویل تک جس طرح ماسکہ میں ضرورت ہوتی ہے اور قوت جاذبہ میں سکون کی حاجت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے

تا کہ جذب اجزا سے آپس میں اتصال پیدا ہو اس وجہ سے اس کو حاجت طرف یبس کے کم ہے۔ ان قوتوں میں حرارت کی محتاج سب سے زیادہ ہاضمہ ہے اور اس کو یبوست کی طرف کچھ حاجت نہیں ہے ہاں رطوبت کی البتہ احتیاج ہے تا کہ غذا میں سیلان پیدا کرے اسے آمادہ مجاری میں نفوذ کرنے اور قبول اشکال پر کر دے کوئی معترض اس مقام پر اعتراض نہیں کرسکتا کہ اگر رطوبت ہضم کی معین ہوتی تو لڑکوں کی قوت سخت چیز ہضم کرنے میں عاجز نہ ہوتی اسلئے ہم جواب دیتے ہیں کہ لڑکے بوجہ زیادتی رطوبت کے سخت چیز کے ہضم کی معین ہوتی تو لڑکوں کی قوت سخت چیز ہضم کرنے میں عاجز نہ ہوتی اس لئے ہم جواب دیتے ہیں کہ لڑکے بوجہ زیادتی رطوبت کے سخت چیز کے ہضم کرنے سے عاجز نہیں ہیں اور نہ جوان بوجہ کمی رطوبت کے ایسی چیزوں کے ہضم پر قادر ہیں بلکہ اس عجز اور اقتدار کا ایک اور سبب ہے اور وہ سبب مجانست اور بعد مجانست سے واقع ہے پس جو چیز سخت ہوتی ہے لڑکوں کے مزاج سے ہم جنس نہیں ہوتی اس وجہ سے نہ قوت ہاضمہ ان کی اس کے ہضم پر متوجہ ہوتی ہے اور نہ ماسکہ اسے روک سکتی ہے اور جلدی اس کو قوت دافعہ ان کی دفع کر دیتی ہے۔ اور جوانوں کے مزاج سے چونکہ سخت چیز مجانست رکھتی ہے اور ان کے تغذیہ کے لائق ہے اس سے ہضم ہو جاتی ہے ان سب بیانات کا حاصل یہ ہے کہ ماسکہ محتاج قبض کی ہے اور ہیات قبض کے ثبات کو زمانہ طویل تک چاہتی ہے اور تھوڑی سی معونت حرکت کی اسے درکار ہے۔ اور جاذبہ قبض اور ثبات کی مگر قبض کی بہت تھوڑے زمانہ تک محتاج ہے اور معونت حرکت کی اسے بکثرت چاہیے۔ اور دافعہ فقط قبض کی محتاج ہے ثبات معتد بہ اس کو کچھ ضرور نہیں ہے اور معونت حرکت کی بھی حاجت ہے اور ہاضمہ کو حاجت اذابت یعنی پگھلانا اور تمزیج یعنی ملانے کی ہوتی ہے اس وجہ سے یہ قوتیں استعمال کیفیات اربعہ میں اور ان کی طرف محتاج ہونے میں مختلف ہیں **فصل**

چوتھی قوائے حیوانی کا بیان قوت حیوانی سے طبیب وہ قوت

مراد لیتے ہیں جس کے حاصل ہونے کے بعد اعضا میں قبول قوت حس وحرکت اور افعال حیات کی آمادگی پیدا ہوتی ہے اور اسی قوت کی طرف حرکات خوف اور غضب کو منسوب کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ان حرکات میں انبساط اور انقباض کو پاتے ہیں جو واسطے اس روح کے عارض ہوتا ہے جس کی طرف یہ قوت حیوانی منسوب ہے۔ مناسب ہے کہ اس محل بیان کی ہم تفصیل کریں اور کہیں تحقیق یہی بات ہے کہ جس طرح کثافت سے اخلاط کے بحسب مزاج اس شے کے جس کا جوہر کثیف یا جزو عضو کثیف کی ہوتی ہے اسی طرح بخاریت اخلاط اور ان کی لطافت سے پیدائش اس چیز کی ہوتی ہے جس کا جوہر لطیف ہے اور وہ روح ہے اور جیسا جگر نزدیک اطبا کے معدن تولد اجسام کثیفہ ہے اسی طرح قلب معدن تولد اخلاط لطیفہ کا ہے اور یہ روح جس وقت اپنے مزاج مناسب پر درست پیدا ہوتی ہے اس کو استعداد قبول اس قوت کی ہوتی ہے جس قوت سے کل اعضا کو اور قوتوں کے قبول پر آمادہ کردیتی ہے وہ قوتیں نفسانی ہوں یا غیر نفسانی قوتیں روح خواہ اعضا میں نہیں پیدا ہوتی ہیں مگر بعد حصول اس قوت کے اگر کسی عضو کی قوت نفسانی معطل ہو جائے اور ابھی اس کی قوت حیوانی معطل نہ ہوئی ہو تو اس کو حی اور زندہ کہیں گے ہم دیکھتے ہیں کہ خدر یا فالج میں کوئی عضو فی الحال قوت حس وحرکت سے فاسد ہوتا ہے اس جہت سے کہ ایک مزاج خاص اس میں ایسا پیدا ہوتا ہے جو قبول حس وحرکت سے مانع ہوتا ہے خواہ ایک معدہ درمیان دماغ اور اس عضو کے اعصاب میں پڑ جاتا ہے جو اسی عضو میں پھیلے ہوئے ہیں حالانکہ یہ عضو زندہ ہوتا ہے اور پس عضو کو موت عارض ہوتی ہے حس وحرکت اس کی مفقود ہو کر باان ہیہ اور ایک قسم کا فساد اور تعفن اس کو عارض ہوتا ہے پس اس وقت معلوم ہوا کہ عضو مفلوج یا محذر میں ایک قوت موجود ہوتی ہے جو اس کے حیات کی حفاظت کرتی ہے تاانیکہ جب مانع حس وحرکت زائل ہو جاتا ہے قوت حس وحرکت کی قابض ہوتی ہے اور ان دونوں کے قبول کا وہ مستعد ہو جاتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اس کی قوت

حیوانی کی صحت اس میں موجود ہوتی ہے اور جو مانع اس میں پیدا ہوتا ہے وہ فقط مانع بالفعل ہوتا ہے عضومیت کا حال ایسا نہیں ہے یہ معد (یعنی اعضا کی آمادہ کرنے والی قبول پر قوائے نفسانی وغیرہ کو) فقط تغذیہ وغیرہ کی قوت نہیں ہے تاکہ قوت تغذیہ کی باقی رہے عضو بھی زندہ رہے اور جس وقت قوت تغذیہ کی باطل ہو جائے عضو بھی میت ہو جائے اس لئے کہ یہ کلام بعینہ تغذیہ کی قوت میں بھی جاری ہے کہ بیشتر قوت تغذیہ کا فعل بعض اعضا میں باطل ہو جاتا ہے آنکہ وہ عضو زندہ رہتا ہے اور بیشتر قوت تغذیہ کا فعل باقی رہتا ہے اور عضومیت ہو جاتا ہے۔ اگر قوت مغذیہ بحیثیت تغذیہ کے علت معدہ حس وحرکت کی ہوتی ہے ہر آئینہ نباتات بھی مستعد قبول حس وحرکت ارادی کی ہوتی اس لئے کہ قوت مغذیہ ان میں بھی موجود ہے اور حس و ہرکت نہیں ہے۔ اب یہی بات باقی رہی کہ معدہ حس وحرکت سوائے مغذیہ کے کوئی دوسری چیز ہے کہ جو تابع ایک مزاج خاص کی ہے اور اس کا نام قوت حیوانی ہے اور یہ اول قوت ہے جو روح میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جس وقت پیدائش روح کی لطافت اخلاط سے ہوتی ہے فلیسوف ارسطاطالیس کے نزدیک روح بوجہ قوت حیوانی کے مبدء اول اور نفس اولی کو قبول کرتی ہے وہ نفس جس سے سب قوتیں برانگیختہ ہوتی ہیں گمر افعال ان قوتوں کے اول ماہر میں روح سے صادر نہیں ہوتے ہیں جس طرح نزدیک اطباء کے فعل احتباس روح نفسانی سے جو دماغ میں ہے اول امر میں صادر نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اس روح کا نفوذ طبقہ جلیدیہ یا زبان یا اور مقام تک نہ ہو پھر جس وقت روح کی ایک قسم تجویف دماغ میں حاصل ہوتی ہے ایسا مزاج قبول کرتی ہے جو صالح اسبات کا ہو کہ جو قوت اس میں ابتدا سے موجود ہے اس کے جملہ افعال اسی روح سے صادر ہوں۔ اسی طرح جگر اور انثیین کا اپنی کاص قوتوں میں یہی حال ہے اور طبیبوں کے نزدیک جب تک استحالہ روح کا نزدیک دماغ کے طرف مزاج دوسرے کے نہ ہو جائے اس کو استعداد قبول اس نفس کی جو مبدء حس وحرکت ہے نہیں ہوتی اور اس

طرح جگر میں اگر چہ امتزاج اولی نے افادہ قبول کی قوت اولی حیوانی کا کر دیا ہو اور اس طرح بیچ ہر عضو کے واسطے ہر قسم افعال کے نزدیک طبیبوں کے ایک نفس جداگانہ ہے کوئی نفس ایسا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب قوتیں صادر ہوتی ہوں اور نہ یہ بات ہے کہ نفس ان سب قوتوں کا مجموعہ ہو۔ اطباء کا یہ بھی قول ہے کہ اگر چہ امتزاج اولی افادہ قوت اولی حیوانی کا بروقت حدوث روح کے اور بروقت ایک اور قوت کے جو کمال روح کا ہے کرتا ہے مگر یہ قوت تنہا نزدیک طبیبوں کے واسطے قبول کرنے روح کے بذریعہ اس قوت کے اور سب قوتوں کے قبول کرنے کے واسطے حیات کے کرتی ہے اس طرح یہ مبداء حرکت جوہر لطیف روح کی طرف اعضا کے ہے اور مبدء بسط روح کا اور قبض واسطے جذب نسیم کے ہے پھر چونکہ یہ جوہر روحانی نسیم کو جذب کرتا ہے اور اس سے پاک ہو جاتا ہے بذریعہ اخراج بخار دخانی کے پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرکت جذب اور نقاء کی بہ نسبت حیات کے فائدہ انفعال کا دیتی ہے۔ اور بہ نسبت افعال نفس اور نبض کے فائدہ فعل کا دیتی ہے اور یہ قوت مشابہ قوت طبعی کے ہے کہ جو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں بلا ارادہ صادر ہوتے ہیں اور مشابہ قوت نفسانی کے اس وجہ سے ہے کہ اس سکے افعال مختلف یعنی گوناگوں ہوتے ہیں اس لئے کہ قبض اور بسط ساتھ ہی کرتا ہے اور یہ دو حرکت متضادہ اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ مگر فلاسفہ جس وقت اطلاق نفس کا نفس ارضی پر کریں گے ان کی مراد اس نفس سے کمال جسم طبعی آبی ہوتی ہے اور وہ ارادہ نفس سے اس وقت اسبات کا کرتے ہیں کہ جو چیز زمین میں مبداء ہر ایک قوت کا ہے جس سے بعینہ بابذاتہ حرکات یا افعال مختلفہ صادر ہوں اس بنا پر یہ قوت فلاسفہ کے نزدیک قوت نفسانی ٹھہرے گی جیسے وہ قوت طبعی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں ان کی اصطلاح میں قوت نفسانی نام رکھی ہے۔ لیکن اگر نفس سے یہ معنی مراد نہ لئے جائیں بلکہ یہ مراد کہ نفس وہ قوت ہے جو مبداء ادراک اور تحریک ہے کہ اس سے یہ دونوں چیزیں کسی قسم کے ادراک سے بذریعہ کسی قسم ارادے کے صادر ہوتی ہیں اور

طبیعت سے مراد لیں جو قوت کہ صادر ہو اس سے ایک فعل اس کے جسم میں بخلاف اس صورت مذکور یعنی بدون ادراک اور ارادے کے اس وقت یہ قوت نفسانی نہ ٹھہرے گی بلکہ قوت طبعی ہو گی اور اعلیٰ درجہ پر اس قوت کے ہو گی جس کا نام اطباء قوت طبعی رکھتے ہیں اور اگر طبیعت سے یہ مراد لیں کہ جو شئے تصرف کرے امر غذا میں اور اس کی تبدیل صورت میں کواہ یہ تصرف واسطے بقائے شخص واحد کے ہو یا واسطے بقائے نوع کے ہو اس فرض پر طبیعت اور بھی کاص ہو جائے گی اور جو معنے طبیعت کے ابھی بیان ہو چکے اس سے یہ الگ ہو جائے گی اور ایک قسم تیسری ہو گی ۔ غضب اور خوف اور مثل ان کے حزن وفرغ چونکہ انفعال اسی قوت طبعی کے ہیں اگر چہ مبدء ان انفعالات کا حس اور وہم اور قوائے دراکہ ہیں لیکن منسوب اسی قوت کی طرف کیے جاتے ہیں اور تحقیق بیان میں اس وقت کی اور بھی اسبات کا بیان کہ یہ ایک قوت ہے یا ایک سے زیادہ ہے علم طبعی میں کی جاتی ہے جو فلسفہ کا ایک جزو ہے

فصل پانچویں قوائے نفسانی مدرکہ کے بیان میں

قوت نفسانی بمنزلہ جنس کے ہے اس کے ماتحت دو قوتیں بمنزلہ دو نوع کے ہیں ایک قوت مدرکہ دوسری قوت محرکہ پھر قوت مدرکہ بمنزلہ جنس کے دو قوتوں کے واسطے ہے ایک مدرکہ ظاہری اور ایک مدرکہ باطنی پھر مدرکہ ظاہری اور وہی قوت حس بھی ہے پانچ قوتوں کے واسطے بمنزلہ جنس کے ہے ایک قوم کے نزدیک اور آٹھ قوتوں کی جنس ہے دوسری قوم کے نزدیک اگر ہم اس کی پانچ ہی قسمیں شمار کریں تو ان کی تفصیل یہ ہے ۔ باصرہ ۔ سامعہ ۔ شامہ ۔ ذائقہ ۔ لامسہ ۔ اور اگر آٹھ قسمیں فرض کریں اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ قوے مس کے بہت سے ہیں بلکہ چار قوتوں سے زیادہ ہیں اور ہر قسم کی ملموسات اربعہ سے ساتھ ایک قوت جداگانہ کے خاص کرتے ہیں لیکن دو چاروں قوتیں ایک ہی عضو حساس میں مشترک ہیں ۔ جیسے ذوق اور لمس دونوں زبان میں ہیں یا ابصار اور لمس دونوں آنکھ میں ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی فیلسوف پر واجب ہے ۔ مدرکہ باطنی یعنی

مدرکہ نفسانی وہ بھی بمنزلہ جنس کے پانچ قوتوں کے واسطے ہے **پہلی** وہ قوت ہے جسے حس مشترک اور خیال کہتے ہیں اور یہ قوت واحد ہے نزدیک اطبا کے اور محققین فلاسفہ اس کو دو قوتیں جانتے ہیں کہ حس مشترک وہ قوت ہے کہ اس تک کل محسوسات پہنچتے ہیں اور سب کی صورتوں سے وہ منفعل ہوتی ہے اور اس میں سب جمع ہوتی ہیں۔ اور خیال وہ قوت ہے جو ان کی محافظت بعد اجتماع کرتی ہے اور ان کو بعد غائب ہونے کے حس سے ٹھہراتی ہے اور جو قوت حس مشترک اور خیال کے فعل کو قبول کرتی ہے وہ حفاظہ کے مغائر ہے تحقیق حق کی اس مسئلہ میں بھی حکیم فیلسوف کو مناسب ہے بہر حال ایک ہو خواہ دو ہوں مسکن انکار اور مبداء ان کے فعل کا بطن مقدم دماغ ہے اور **دوسری** وہ قوت ہے جسے اطباء مفکرہ نام رکھتے ہیں اور محققین کبھی اسے متخیلہ کہتے ہیں اور کبھی مفکرہ اگر اس وقت کا قوت وہمیہ حیوانیہ جسے ہم آگے ذکر کریں گے استعمال کرے خواہ یہ قوت بذا انتہا اپنے فعل پر قائم ہو اس وقت اس کا نام متخیلہ ہے اگر قوت نطقیہ اسی کی طرف متوجہ ہو اور اس کو اپنے پاس کام میں جس سے متنفع ہوتی ہے صرف کرے اس وقت اس قوت کو مفکرہ کہتے ہیں۔ اس قوت میں اور پہلی قوت میں یہ فرق ہے کہ پہلی قوت قوت قابل اور حافظہ ہے ان صور محسوسہ کی جو اس تک پہنچتی ہیں اور یہ قوت مفکرہ تصرف کرتی ہے اس قوت سے جو خیال میں بطور ودیعت کے ہے اور تصرفات اس کی ترکیب اور تفصیل کے ہوتے ہیں پس حاضر کرتی ہے صورتوں کو جس طرح جس سے اس وقت تک پہنچتی ہیں اور کبھی ایسی صورتیں حاضر کرتی ہیں جو حس کے مخالف ہیں جیسے انسان اڑتا ہوا تصور کرے یا ایک پہاڑ زمرد کا سوچے مگر خیال میں وہی چیزیں حاضر ہوتی ہیں جنہیں حس قبول کر چکی ہیں اس قوت متفکرہ کا مسکن بطن اوسط دماغ سے ہے اور یہی قوت آلہ ہے واسطے اس قوت کے جو قوت مدرکہ باطنی خقیقت حیوان میں ہوتی ہے وہم ہے جس سے حیوان حکم کرتا ہے اسبات پر کہ بھیڑیا اس کا دشمن ہے اور بچہ دوست ہے یا جو خبر گیری اس کے دانہ گھاس کی کرتا ہے وہ اس کا

صدیق ہے کہ اس سے نفرت نہیں کرتا ہے یہ حکم حیوان کا اس طور پر نہیں ہوتا جیسا بذریعہ قوت نطقیہ کے انسان کرتا ہے اور جیسا عداوت اور محبت غیر محسوس کو انسان پہنچاتا ہے اس طرح حیوان نہیں پہنچتا اس لئے کہ اس عداوت اور محبت کو حس نہیں دریافت کرسکتی ہے بلکہ ان دونوں کو ایک اور قوت دریافت کرتی ہے اور ان پر حکم کرتی ہے اور اگر چہ یہ حکم بادراک نطقی حیوان نہیں ہوتا لیکن بالضرور یہ اور ادراک جزئی ہے اس چیز کا جو غیر نطقی ہے انسان بھی کبھی اس قوت کا استعمال اکثر احکام میں کرتا ہے اور اس وقت قائم مقام حیوان غیر ناطق کے ہو جاتا ہے۔ یہ قوت خیال سے جدا ہے اس لئے کہ خیال کا تعلق محسوسات سے ہوتا ہے اور یہ قوت محسوسات میں معانی غیر محسوسہ پر حکم کرتی ہے۔ قوت مفکرہ اور متخیلہ سے بھی یہ قوت جدا ہے اس طرح پر کہ افعال قوت حیوانی کے تابع کوئی حکم نہیں ہوتا ہے اور افعال متفکرہ یا متخیلہ کے تابع کوئی حکم ہوتا ہے بلکہ ان کے افعال بھی اجسکام ہیں اور اس کے افعال کی ترکیب ہے محسوسات میں اور ان کا فعل محسوس میں وہی حکم ہے ایسے معنوں میں جو خارج ہے محسوس سے اور جس طرح سے حس حیوان میں صور محسوسات پر حاکم ہے اسی طرح وہم اسی حیوان میں انہیں صورت کے معانی پر حکم کرتا ہے جو وہم تک پہنچتے ہیں اور حس تک نہیں پہنچتے ہیں۔ بعض لوگ مجازاً اس قوت کو بھی تخیل نام رکھتے ہیں اور یہ ان کے اختیار کی بات ہے اس لئے کہ اسماء اور الفاظ میں کچھ نزاع نہیں ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ معانی سمجھ لئے جائیں اور ان کے فرق دریافت ہو جائیں۔ اس قوت کے سمجھنے کا اور اس کی معرفت حاصل کرنے کا طبیب کو منصب نہیں ہے اس لئے کہ مضار افعال اس قوت کے تابع اور قوتوں کے مضار کے ہیں جو اس سے پیشتر ہے جیسے خیال اور تخیل اور ذکر کہ جس کا بیان ہم آگے کریں گے اور طبیب اسی قوت میں نظر کرتا ہے کہ اگر اس کے افعال میں کوئی مصرف واقع ہو اس کا شمار مرض میں کیا جائے پس اگر مضرت کسی قوت میں بسبب لاحق ہونے مضرت کے کسی ماقبل کی قوت کے فعل میں پیدا ہو اور اس مضرت

کے تابع کوئی سوئے مزاج یا فساد ترکیب کسی عضو میں ہو جائے طبیب کو یہی بات کافی ہے کہ لحوق اس ضرر کو پہچانے کے آیا بسبب سوئے مزاج یا فاسد اسی عضو کے یہ ضرور پیدا ہوا ہے تاکہ اس کا تدارک بذریعہ علاج کے کرے اور اس سے محفوظ رہے اور طبیب پر یہ بات لازم نہیں ہے۔ کہ حال اس قوت کا پہچانے کہ جس کے ذریعہ یہ ضرر پیدا ہے جس وقت وہ پہچان لے حال اس قوت کا کہ جسے بغیر واسطہ یہ ضرر لاحق ہوتا ہے **تیسری قوت** بحسب قول اطبائے جو عند المحقیق پانچویں یا چوتھی ہے اور وہی قوت حافظہ اور متذکرہ ہے اور یہ قوت خزانہ ہے اس چیز کی جو وہم تک معانی محسوسات سے سوائے صورت محسوسہ کے پہنچتی ہے جس طرح خیال خزانہ اس چیز کا ہے جو حس تک صور محسوسہ سے پہنچتی ہے اور مقام اس قوت کا بطن موخر بطون دماغ سے ہے اس مقام پر ایک تحقیق فلسفی اسبات میں ہے کہ آیا یہ قوت حافظہ اور متذکرہ کہ جو دوبارہ پھیر لاتی ہے اور اس چیز کو جو غائب ہو جائے حفظ سے مخروفات وہمیہ میں سے ایک قوت ہے یا وہ قوتیں مگر طبیب کو اس کی تحقیق کچھ ضرور نہیں ہے اس لئے کہ جو آفات ان میں سے کسی ایک کو عارض ہوتے ہیں وہ ایک سے ہوتے ہیں اور یہ وہی آفتیں ہیں جو بطن موخر دماغ کو عارض ہوتی ہیں خاہ جنس مزاج سے ہوں خواہ جنس ترکیب سے نفس کی جو قوت بیان سے ابھی باقی ہے وہ قوت ناطقہ انسانی ہے اور جس وقت نظر اور بحث طبیب کی قوت وہمیہ سے ساقط ہوگئی۔ اس علت کے جو ہم نے اوپر بیان کی تو قوت ناطقہ انسانی کی بحث اس علم سے بہت بعید ہے بلکہ طبیبوں کی بحث تین ہی قوتوں کے افعال میں مقصود ہے فقط

فصل چھٹی قوائے نفسانی محرکہ کے بیان میں

قوائے محرکہ یہ ہیں کہ اوتار میں تشنج اور ارخا پیدا کریں پس حرکت دیں انہیں اوتار سے اعضا اور مفاصل کو اس طرح سے کہ یہ قوت ان مفاصل میں قبض اور بسط پیدا کرے اور منفذ ان قوتوں کا اس عصب میں ہے جو متصل عضلہ کے ہے اور یہ قوت فاعلی جنس ہے اس کی تقسیر بطرف نواع کے بحسب

تقسیم مبادی حرکات کے ہوتی ہے پس ہر عضلہ میں ایک طبیعت جداگانہ ہے کہ وہ تابع حکم وہم کے ہے جو بسبب اجماع اور باتفاق قصد کرنے عضلات کا حرکات کے ہوتی ہے پس پر عضلہ میں ایک طبیعت جداگانہ ہے کہ وہ تابع حکم وہم کے ہے جو بسبب اجماع اور باتفاق قصد کرنے عضلات کا حرکات پر ہے **فصل اخیر افعال کے بیان میں** افعال مفرد کچھ ایسے ہیں کہ قوت واحدہ سے تمام ہوتے ہیں جیسے فعل ہضم کا اور بعض ان میں سے دو قوتوں سے تمام ہوتے ہیں جیسے خواہش طعام کہ وہ قوت باذبہ طبعیہ اور قوت حساسہ جو فم معدہ میں ہے ان دونوں سے مل کر تمام ہوتی ہے جاذبہ کی تحریک لیف دراز میں ہوتی ہے جو متقاضی جذب اور چوسنے ان رطوبات کے ہے جو اس میں موجود ہے رطوبات سے اور قوت حساسہ سے انفعال کا حس پیدا ہوتا ہے اور لذع سودا بھی حس ہوتا ہے جو واسطے آگاہ کرنے اس شہوت کے طحال سے فم معدے پر گرتا ہے جس کا حال اوپر بیان ہو چکا اس فعل کا دو قوتوں سے تمام ہوتا اس وجہ سے ہے کہ اگر قوت حاسہ میں کوئی آفت عارض ہو جائے وہ شئے جس کا نام جوع اور شہوت رکھا گیا ہے باطل ہو جائے پس اشتہائے طعام نہ رہے گی اگرچہ بدن اس کا محتاج ہو۔ اس طرح قوت ازدراد یعنی لقمہ اتارنے کی بھی دو قوتوں سے تمام ہوتی ہے ایک جاذبہ طبعی اور دوسری دافعہ ارادی اول کا فعل اس لیف دراز سے تمام ہوتا ہے جو فم معدہ اور مری میں ہے اور دوسرے کا فعل لیف سے عضل ازدوار کے تمام ہوتا ہے اگر ایک ان دونوں سے باطل ہو جائے ازواردمیں دشواری ہوگی بلکہ اس وقت کہ اگرچہ کوئی قوت باطل نہ ہوئی ہوگی یہ قوت ابھی اپنے فعل پر برانگیختہ بھی نہیں ہوئی ہو جب بھی ازراد دشوار ہوتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ شہوت جس وقت نہیں ہوتی ہے ہم پر اس لقمہ کا اتارنا دشوار ہوتا ہے جو غذائے مرغوب ہے بلکہ اگر ہم کو کسی چیز کے کھانے سے نفرت ہو اور پھر اس کا لقمہ اتارا چاہیں چونکہ قوت جاذبہ شہوانی اس سے متنفر ہوگی دافعہ ارادیہ پر اس کا اتارلینا دشوار ہوگا۔ اتر جانا غذا کا بھی دو قوتوں سے تمام ہوتا ہے

ایک قوت دافعہ اس عضو کی جہاں سے غذا جدا ہو دوسری قوت جاذبہ اس عضو کی جدھر غذا متوجہ ہوتی ہے۔ اس طرح اخراج ثقل مخرجین بھی دو قوتوں سے تمام ہوتا ہے کبھی ایک فعل کا مبدء دو قوتیں نفسانی اور طبعی ہوتی ہیں اور کبھی سبب اس کا قوت اور کیفیت ہوتی ہے جیسے تبرید کہ مانع ہے مواد کی پس وہ اعانت دافعہ کی کرتی ہے مقاومت پر اس خلط کے جو عضو پر گرتی ہے اور اس کے منع کرنے میں دفعتہً اس وجہ خاص مین اور کیفیت باردہ ان دونوں کو منع کرنی ہے بالذات یعنی جوہر خلط منصب کی تغلیظ کرتی ہے اور مسام میں تنگی پیدا کرتی ہے اور تیسری ایک اور چیز اس کیفیت سے بالغرض پیدا ہوتی ہے کہ بھجنا حرارت جاذبہ مواد کا ہے۔ اور کیفیت حارہ ان وجوہ میں مقابل کیفیت باردہ کے ہے کیفیت حارہ اور اضطرار خلا پہلے شر الطیف کو جذب کرتی ہے بعد اس کی شئے کثیف کو اور قوت جاذبہ طبعیہ جو اس کی طبیعت کے مناسب ہوتی ہے اسی کو جذب کرتی ہے کبھی اس کے مناسب کثیف ہوتا ہے تو اسی پر اس کا جذب تمام ہوتا ہے تمام ہوا پہلا فن کتاب اول کتب قانون سے جو علم طب میں ہے۔

فن دوسرا بیان میں اصناف امراض اور اسباب اور اعراض کلیہ کے:

اور اس میں تین تعلیم ہیں **تعلیم پہلی** امراض میں **تعلیم دوسری** اسباب میں **تعلیم تیسری** اعراض میں تعلیم پہلی میں آٹھ فصلیں ہیں **فصل پہلی تعریف میں سبب اور مرض کے** لفظ سبب کا کتب طب میں جب مذکور ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جو چیز پہلے موجود ہو اور اس کے موجود ہونے سے کسی حالت کا حالات بدن سے موجود ہوتا یا کسی حالت پر بدن انسان کا ثابت رہنا واجب ہو جائے۔ اور مرض کے یہ معنی ہیں کہ مرض ایک ہیات غیر طبعی ہے بدن میں انسان کے جس کی ہمت سے بالذات کوئی آفت کسی فعل میں واجب ہو وجوب اولی کر کے اور یہ بات یا مزاج غیر طبعی سے پیدا ہوتی ہے یا ترکیب غیر طبیعی سے عارض ہوتی ہے۔ اور عرض وہ چیز ہے جو اس

حیات غیر طبعی کا تابع ہو اور وہ تابع بھی ہو اس کا غیر طبعی ہونا خواہ بالکل طبیعت کی ضد کی وجہ سے ہو جس طرح سے قولنج میں درد کا پیدا ہونا جو الم غیر طبعی ہے یا طبیعت کا ضد نہ ہو جیسے رخسارہ کا زیادہ سرخ ہونا ذات الریہ میں **امثلہ** سبب کی مثال جیسے عفونت مرض کی مثال جیسے حمی عرض کی مثال جیسے تپ میں پیاس اور دردسر ہونا **ایضا مثال** سبب کی پھر جانا مادہ کا ان اوعیہ او ظروف میں جو آنکھ تک اتری ہیں مثال مرض کی اسی امادہ سے طبقہ عنبلیہ میں سارے کا پڑ جانا اور یہ مرض آلی ترکیبی ہے یعنی مرض مرکب عضو مرکب میں پیدا ہوتا ہے مثال عرض کی بصارت کا جاتا رہنا **ایضا** سبب کی مثال نزلہ حادہ مرض کی مثال اسی نزلہ سے ریہ میں قرحہ پڑ جانا۔ عرض کی مثال اسی مرض میں دونوں رخساروں کا سرخ ہو جانا اور ناخونوں کا گول اور مقوس ہو جانا۔
عرض کبھی بذات خود عرض نام رکھا جاتا ہے اور کبھی باعتبار معروض کے یعنی جسے وہ عارض ہوتا ہے اور اسی عرض کو دلیل بھی کہتے ہیں اس اعتبار سے کہ طبیب اس کی منابعت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے شناخت مرض کی حاصل کرتا ہے کبھی ایک مرض سبب دوسرے مرض کا ہوتا ہے اس کی منابعت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے شناخت مرض کی حاصل کرتا ہے کبھی ایک مرض سبب دوسرے مرض کا ہوتا ہے جیسے قولنج سبب واسطے غشی اور فالج اور صرع کے ہوتا ہے بلکہ کبھی عرض سبب واسطے مرض کے ہوتا ہے جیسے درد شدید قولنج میں سبب غشی کا ہوتا ہے یا درد شدید سے ورم عارض ہوتا ہے اس لئے کہ مقام درد میں انصباب مواد ہوتے ہوتے ورم پیدا ہوتا ہے اور کبھی عرض بذات خود مرض ہو جاتا ہے جیسے دردسر جو تپ میں عارض ہو جاتا ہے بیشتر جب اس کو استقرار اور استحکام ہو جاتا ہے تو بعد زوال تپ کے بھی باقی رہ کر خود مرض ہو جاتا ہے کبھی ایک ہی چیز بقیاس اپنی ذات کے اور بہ نظر ایک چیز کے جو اس سے پیشتر تھی اور بقیاس ایک چیز کے جو اس کے بعد ہوئی سبب اور مرض اور عرض ہوتی ہے جیسے حمائے سل کہ عرض ہے بہ نسبت قرحہ ریہ کے اور مرض ہوئی نفسہ اور سبب ہے واسطے ضعف معدہ کے مثلا

اور جیسے دردِ سر جو تپ بلغمی میں پیدا ہو اور پھر اس درد کو استحکام ہو جائے کہ وہ عرض ہے بہ نسبت حمی کے اور مرض ہے بذات خود اور کبھی سرسام اس کی جہت سے پیدا ہو جاتا ہے تو یہ سبب سرسام کا ہوتا ہے اس طرح سے دوران سبب اور مرض اور عرض کا ہوا کرتا ہے **فصل دوسری میں اقسام احوال بدن اور اجناس امراض کا بیان** اقسام حالات بدن انسان کے جالینوس کے نزدیک تین ہیں۔ صحت وہ ایک ہیات ہے کہ اس کی جہت سے بدن انسان اپنے معراج اور ترکیب میں ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اس سے صحیح اور سلیم صادر ہوتے ہیں۔ مرض وہ ایک ہیات بدن میں ایسی ہے جو حالت صحت کی ضد ہے یعنی اس کے تمام افعال صحیح اور سلیم صادر نہیں ہوتے۔ حالت ثالثہ کہ نہ صحت ہے اور نہ مرض ہے یا اس جہت سے کہ اس حالت میں نہایت درجہ کی صحت اور نہایت درجہ کا مرض نہیں ہوتا جیسے ابدان شیوخ یا وہ لوگ جو بعد مرض کے نقیہ ہو جائیں خواہ بدن لڑکوں کے یا حالت ثالثہ اس جہت سے ہو کہ صحت اور مرض دونوں ایک ہی وقت اس بدن میں پائی جائیں خواہ ایک ہی جسم کے دو عضو ہیں یا ایک ہی عضو میں مگر دو جنس بعید میں مثلاً صحیح المزاج ہو اور مریض الترکیب ہو یا ایک ہی عضو میں دو جنس قریب میں اجتماع صحت و مرض ہو مثلاً شکل میں صحیح ہو اور مقدار اور وضع صحیح نہ ہو۔ یا دو کیفیت منفعلہ میں تو صحت ہو اور دو کیفیت لاحلہ میں صحت نہ ہو یا دو وقت میں تعاقب صحت اور مرض کا ہوا کرے مثلاً جاڑوں میں صحیح ہو اور گرمیوں میں مریض ہو جائے۔ امراض مفرد بھی ہوتے ہیں اور مرکب بھی مرض مفردہ ہے کہ نوع واحد انواع مرض مزاج سے ہو یا نوع واحد انواع ترکیب سے ہو جسے ہم آگے ذکر کریں گے۔ اور مرض مرکب وہ ہے جس میں دو قسمیں خواہ زیادہ دو قسموں سے جمع ہو کر مرض واحد پیدا ہو جائے پہلے ہم امراض مفردہ کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ امراض مفردہ کی تین قسمیں ہیں۔ **پہلی قسم** وہ ہے جو بمنزلہ جنس کے ہے ان امراض کے واسطے جو اعضائے متشابہۃ الاجزاء کی طرف

منسوب ہیں یہ وہ اعضا ہیں جن کے جزو اور کل کا نام ایک ہی ہے جیسے گوشت ہڈی رگ وغیرہ اور بھی امراض اصناف سوء مزاج کے ہیں ان کی نسبت اعضائے متشابہتہ الاجزاء کی طرف اس واسطے ہوئی کہ پہلے یہ بالذات انہیں اعضا کو عارض ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے اعضائے مرکبہ کو عارض ہوتے ہیں تا انیکہ جب ان کو ہم موجود اور حاصل تصور کریں تو جس عضو میں اعضائے متشابہ سے چاہیں ان کے حصول کا تصور ممکن ہو اور امراض مرکبہ میں یہ بات ممکن نہیں ہوتی **دوسری قسم** جنس ہے ان امراض کو جو اعضائے آلیہ یعنی اعضائے مرکبہ کی طرف منسوب ہیں اور یہ امراض ترکیب ہیں جو ان اعضا میں واقع ہوتے ہیں جو اعضا متشابہتہ الاجزاء سے مرکب ہیں اور یہ اعضاء آلات ہیں واسطے افعال بدنی کے **تیسری قسم** امراض مشترکہ ہیں جو اعضائے متشابہتہ الاجزاء کو اور بھی اعضائے آلیہ کو بہمین حیثیت کہ وہ اعضائے آلیہ میں عارض ہوتے ہیں اس طرح سے نہیں کہ ان کا عارض ہونا اعضائے آلیہ کو تابع عروض اعضائے متشابہتہ الاجزاء کے ہو اور اسی قسم کا نام تفرق اتصال اور انحلال فرد ہے اس لئے کہ تفرق اتصال کبھی متصل کو عارض ہوتا ہے بدون اسبات کے کہ جن اعضائے متشابہتہ الاجزاء سے وہ منفصل مرکب ہے اس سے عارض ہو لے۔ اور کبھی پٹھہ اور استخوان اور رگون کو تنہا جداگانہ عارض ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امراض کی تین قسمیں ہیں **ایک قسم** تابع سوء مزاج کو ہوتی ہے **دوسری قسم** تابع سوء ہیات ترکیب کو ہوتی ہے۔ **تیسری قسم** تابع تفرق اتصال کو ہوتی ہے اور جو مرض تابع ان تین میں سے کسی ایک کا ہو اور اسی سے پیدا ہو اس کی نسبت اسی کی طرف ہوتی ہے امراض مزاج کی سولہ قسمیں مشہور ہیں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے فصل پہلی تعلیم ثالث فن اول میں **فصل تیسری امراض ترکیب کے بیان میں** امراض ترکیب کی بھی چار قسمیں ہیں۔ امراض خلقت امراض مقدار امراض عدد امراض وضع امراض خلقت چار قسموں میں منحصر ہے **پہلی قسم**

امراض شکل یعنی شکل اپنی مجرے طبعی سے متغیر ہوکراس کے فعل میں کوئی آفت پیدا ہو جائے مثلاً سیدھی چیز ٹیڑھی ہو جائے یا ترچھی سیدھی ہو جائے یا مستدیر مربع ہو جائے خواہ مربع مستدیر ہو جائے اسی قسم سے تسقط اس ہے یعنی سر کے دونوں برآمدوں میں سے ایک کم ہو جائے یا دونوں نہ ہوں اور سر بالکل گول ہو جائے یا مربع ہو جائے جب اس سے کسی قسم کا ضرر عارض ہو اور زیادہ گول ہونا معدہ کا اور چوڑا ہونا تلی کا **دوسری قسم** امراض مجاری کی اور یہ امراض تین طرح پر ہوتے ہیں یا تو مجاری میں اتساع یعنی پھیلاؤ پیدا ہو جائے جیسے انتشار العین جو روح بصر کے پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے باسبل جو آنکھوں میں سرخ ڈورے خون یا رطوبت سے بھرے ہوئے پیدا ہوتے ہیں یا دوالی جو پانوں گی رگوں کے منہ پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے اور یا مجاری میں تنگی پیدا ہو جیسے تفیق العین یا تنگ ہونا منافذ نفس اور مری کا با مجاری بند ہو جاس جیسے بند ہونا ثقبہ عنبیہ کا یا عروق جگر کا **تیسری قسم** مرض خلقت کے امراض اوعیہ اور تجاویف ہیں اور اس کی چار قسمیں ہیں۔ یا اوعیہ اور تجاویف بڑھ جائیں اور وسیع ہو جائیں جیسے کیسہ نثیین وسیع ہو جاتے ہیں۔ یا چھوٹے ہوکر تنگ ہو جائیں جیسے ضیق المعدہ یا تنگی دلوان دماغ کی بروقت صرع کے۔ یا بند ہو کر بڑے ہو جائیں جیسے بطون دماغ کے بروقت سکتہ کے بند ہو جاتے ہیں۔ یا ان میں استفراغ اور خلو پیدا ہو جیسے خالی ہونا تجاویف قلب کا خون سے بروقت شادی مرگ کے یا بروقت زیادہ لذت پانے کے جس سے ہلاکت واقع ہوتی ہے **چوتھی قسم** امراض خلقت کے امراض صفائح یعنی جلد ظاہری اعضا میں اس طرح پر کہ چکنی ہو جائے وہ چیز جس کا خشن یا درشت ہونا چاہیے جیسے معدہ اور انثیین یا خشن ہو جائے وہ چیز جس کا چکنا ہونا چاہئے جیسے قصبہ ریہ جس وقت اس میں خشونت آجائے امراض مقدار کی دو قسمیں ہیں **قسم پہلی** زیادتی مقدار کی جیسے داء الفیل یا عظم قضیب جس کا فرپسموس نام ہے یا جیسے پانوں کو لیقوما جس عارض

بجانے کا زمانہ قریب ہو اس کو جراحت کہتے ہیں اور جس میں قیح یعنی ریم پیدا ہو اس کو قرحہ کہتے ہیں اور اس میں قیح پیدا ہونا ہے اس لئے کہ فضول اس کی طرف دفع ہوتے ہیں اس سبب سے کہ اس میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور اپنی غذا کے استعمال اور ہضم سے عاجز ہوتا ہے اسی جہت سے طرف فضلہ کے مستحیل ہو جاتا ہے کبھی جراحت اور قرحہ اس تفرق اتصال کو کہتے ہیں جو غیر لحم میں عارض ہو اور کبھی استخوان میں واقع ہوتا ہے اگر اس کے دو ٹکڑے یا چند ٹکڑے بڑے بڑے کر دے اس کو کاسر اور مفتت کہتے ہیں اور پا طول میں ہڈی کے تفرق اتصال واقع ہو اس کو صادع کہتے ہیں کبھی یہ تفرق اتصال تینوں قسم کا غضروف میں واقع ہوتا ہے اور کبھی پٹھہ میں واقع ہوتا ہے پھر اگر عرض میں واقع ہو اس کہ تبر کہتے ہیں اور اگر طول میں ہو اور عدد میں شگاف کی کثرت نہ ہو اس کو شق کہتے ہیں اور اگر عدد میں کثرت ہو اس کو شدخ کہتے ہیں کبھی اجزائے عضل میں بھی تفرق اتصال ہوتا ہے اگر کنارے پر عضل کے ہو برابر ہے کہ اس کے عصب میں ہو یا وتر میں اس کو ہتک کہتے ہیں اور اگر عرض میں عضل کے ہو اس کو جز کہتے ہیں اور اگر طول میں واقع ہو اور رورد میں کم ہو اور غور یعنی عمق میں زیادہ ہو اس کو فذع کہتے ہیں اور اگر اجزا اکثر ہو جائیں اور فاش ہو جائے اور خوب غائر ہو اسے رض اور فسخ کہتے ہیں اور کبھی فذع اور رض اور فسخ تینوں بلا فرق ہر ایک تفرق اتصال وسط عضل کو کہتے ہیں کسی طرح کیوں نہ ہو۔ اگر تفرق اتصال شرائین اور وہ میں ہو اس کو انفجار کہتے ہیں پھر اگر عرض میں ان رگوں کے ہو اس کر قطع اور فصل کہتے ہیں اور اگر طول میں نفوذ کرے اسے صدع کہتے ہیں۔ اور اگر یہ تفرق اتصال اس طرح پر ہو کہ ان کے منہ کھل جائیں اسے بثق کہتے ہیں۔ اور اگر شرائین میں اس طرح کا تفرق اتصال ہو کہ پھر وہ ملتحم نہ ہو سکے اور خون ان سے ہمیشہ جاری رہے گا اس مقام تک جو اس کو گھیرے ہے تا انیکہ وہ جگہ خون سے پر ہو جائے گی اور بعد بھر جانے کے یہ خون پلٹ کر پھر رگ میں آئے گا اس کا نام ام الدم حمد اور ایک قوم ام الدم ہر ایک شگاف

شریانی کو کہتے ہیں۔ **یہ بھی جاننا ضرور ہے** ہر ایک عضو انحلال فرد اور تفرق اتصال کا متحمل نہیں ہے مثلاً قلب اگر اس میں تفرق اتصال ہو ساتھ ہی موت واقع ہو جائے گی۔ اگر تفرق جھلی خواہ پردون میں واقع ہو اس کو فتق کہتے ہیں۔ اگر وہ جزو میں عضو مرکب کے اس طرح پر تفرق اتصال واقع ہو کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائے۔ اس کو فک کہتے ہیں۔ اور کبھی تفرق اتصال مجاری میں ہوتا ہے اور ان میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی غیر مجاری میں ہوتا ہے کہ نئے مجاری پیدا ہو جاتے ہیں۔ زوال اتصال اور حدوث تفرج وغیرہ اگر کسی جید المزاج عضو میں ہو جلد اصلاح پذیر ہوتا ہے اور اگر ردی المزاج میں ہو ایک زمانہ تک اصلاح میں عاصی رہتا ہے خصوصاً ایسے ابدان میں جنہیں استسقام یا سوء القینیہ خواہ جذام عارض ہو۔ **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ فصل صیف میں جو قروح پڑیں اور ان کے زمانہ میں طول ہو جائے مرض کلہ میں پڑ جانے میں ناظر کتاب بذا تفصیل جزئیات امراض تفرق اتصال کے پوری انجاث آیندہ میں جہاں امراض جزئیہ کا ذکر ہے پائے گا۔

فصل پانچویں امراض مرکبہ کے بیان میں

امراض مرکبہ میں بھی اہم ایک قول کلی کہتے ہیں۔ امراض مرکبہ سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ چند امراض باتفاق مجتمع ہو جائیں بلکہ یہ مراد ہے کہ چند امراض ایسے مجتمع ہوں کہ ان کے اجتماع سے مرض واحد پیدا ہو جائے اس کی مثال ہے ورم اور ثبور جو از قسم ورم ہیں۔ ثبور چھوٹے چھوٹے ورم ہیں جیسے ورم بڑے بڑے ثبور ہیں۔ ورم ایسا مرض ہے کہ جس میں امراض کے کل اجناس پائے جاتے ہیں مرض سوء مزاج اس واسطے پایا جاتا ہے کہ ایسا کوئی ورم نہیں کہ بدون سوء مزاج مع مادہ کے پیدا ہو۔ مرض ہیات و ترکیب بھی ورم میں ہوتا ہے اس لئے کہ ایسا کوئی ورم نہیں ہے کہ جس کی جہت سے آفت شکل اور مقدار عضو میں پیدا نہ ہو۔ کبھی ورم کے ساتھ امراض وضع بھی پائے جاتے ہیں۔ اور مرض مشارکت بھی ہوتا ہے بجہت تفرق اتصال کے اس لئے کہ بیشک

ورم میں تفرق اتصال پیدا ہوتا ہے بجہت گرنے مواد فضول کے عضو متورم پر اور ٹھہر جانے اس مواد کے اس کے اجزا میں اس طرح پر کہ بعض اجزاء کو بعض سے جدائی ہو جاتی ہے تب اس مواد کے ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے ۔ورم نرم اعضا کو عارض ہوتا ہے اور کبھی استخوان میں مشابہ ورم کے ایک چیز پیدا ہوتی ہے کہ اس کا حجم غلیظ ہو کر رطوبت بڑھ جاتی ہے ۔کچھ عجب نہیں ہے کہ جو چیز زیادتی کو بوجہ غذا کے قبول کرے مثل ہڈی کے وہی چیز بجہت فضول کے بھی زیادتی قبول کرے جس وقت کہ اس میں زیادتی خارج سے نفوذ کرے یا اس میں پیدا ہو جس ورم کا کوئی سبب کارجی نہ ہو اور اس کا سبب بدنی انتقال ایک مادہ کا کسی عضو سے اسکے ماتحت کی طرف کرے اس کو نزلہ کہتے ہیں ۔کبھی وہ سبب مادی جس سے اورام اور بثور پیدا ہوتے ہیں ایسے اخلاط کے اندر ڈوبا ہوا ہوتا ہے جن کی کیفیت سے ایذا نہیں ہوتی ہے پھر جس وقت ان اخلاط سے جیدا اخلاط الگ ہو جاتے ہیں وہ اخلاط ردی خالص ہو کر جدا ہو جاتے ہیں اور ان کی جدائی کے چند طریقہ ہیں جیسے استفراغ طبعی کہ عورتوں کو دودھ پلاتے وقت مادہ صالح طرف لبن کے مستحیل ہوتا ہے اور مادہ فاسد الگ باقی رہ جاتا ہے خواہ استفراغ غیر طبعی ہو جیسے کسی جراحت کو یہ بات عارض ہو کہ خون صالح اس سے بہا کرے اور اخلاط ردی جداگانہ باقی رہیں گے جب یہ اخلاط ردی الگ باقی رہتے ہیں چونکہ طبیعت کو ان سے ایذا پہنچتی ہے ان کو کسی طرف دفع کرتی ہے کبھی طریقہ دفع کا یہ ہوتا ہے کہ مواد فاسدہ بطرف جلد کے دفع کرتی ہے اس وقت اورام او رثبور پیدا ہوتے ہیں ۔اور کبھی مختلف قسم کے فضول دفع ہوتے ہیں ۔ورم کے پیدا ہونے کے لائق تر وہی فضول ہیں جو اپنے اسباب سے پیدا ہوں اور ان مواد سے ورم حادث ہو ان کے چھ قسم ہیں ۔اخلاط اربعہ ۔او رمایت اور ریح ۔ورم گرم بھی ہوتا ہے اور گرم نہیں بھی ہوتا ہے یہ گمان کرنا لائق ہے کہ ورم گرم سوائے خون اور صفرا کے اور غلط سے پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ جس خلط میں حرارت بوجہ عفونت کے عارض ہو خواہ جوہر اس خلط کا گرم ہو یا نہ ہو ورم حار اس سے

جاتا ہے اور ایذا بہت ہوتی ہے اس کی جڑیں اعضا میں پیدا ہوتی ہیں جس کا باطل ہونا اس ورم میں کچھ ضرور نہیں ہوتا مگر یہ کہ مدت دراز ہو جائے اس وقت یہ ورم جس عضو میں ہوتا ہے اس کی موت پیدا ہوتی ہے اور حس اس کی باطل کر دیتا ہے کچھ بعید نہیں ہے کہ فصل ممیز درمیان صلابت اور سرطان کے عوارض لازمہ یعنی خاصہ کے ذریعہ سے ہو فصول جوہری میز نہ ہوں۔ اورام صلب سوادی کی ابتدا اختق کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی بطرف صلابت کے منتقل ہوتے ہیں خصوصاً اگر سوداوی وموی ہو اور سوداوی بلغمی کے ورم میں بھی کبھی یہ بات پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ اورام صلب عذر اور سلع وغیرہ سے اس بات میں جدا ہوتے ہیں کہ ان میں بستگی پٹھ کی پیدا ہوتی ہے کہ وہ بستہ ہو کر اپنی جگہ کو پکڑ لیتا ہے اور ملمس اس کا عصبی ہوتا ہے اور جس وقت دبا کر الگ کیا جائے پھر اس طرح پلٹ کر یکجا ہوتا ہے اور اگر کسی دوائے قوی سے بے دبانے کے الگ کیا جائے پھر نہیں پلٹتا ہے اکثر یہ تعب سے پیدا ہوتا ہے اور بھاری چیزوں سے مثل سیسے وغیرہ کے باطل ہو جاتا ہے جنس اورام بلغمیہ کی دو قسموں کی طرف پاتی ہے۔ ورم رکو۔ اور سلع لینہ اور ان دونوں میں اس طرح پر تمیز ہوتی ہے کہ سلع غلافون کے اندر متمیز ہوتا ہے اور اس سے جدا ہوتا ہے۔ اور ورم رخو ملا ہوا ہوتا ہے خلاف سے جدا نہیں ہے۔ اکثر جاڑوں میں جو روم ہوتے ہیں بلغمی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اورام حارہ بھی جاڑوں میں سپید رنگ ہوتے ہیں **اور یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ اورام بلغمیہ میں بحسب رقت اور غلظف اور نرمی کے اختلاف ہوتا ہوتا ابکہ بعض اورام بلغمی مشابہ ورم سوداوی کے ہوتے ہیں اور کبھی مشابہ اورام ریحی کے اور کبھی شبیہ اورام مائی کے اکثر نزول بلغم رقیق کا نوازل میں اندرون لیف اعصاب کے ہوتا ہے یہاں تک کہ نیچے کے عضلات حنجرہ میں بلکہ ان سے بھی نیچے تک پہنچ جاتا ہے اور ام مائی جیسے استسقاء اور قیلہ مائی اور وہ ورم جو قحف میں مائیت سے عارض ہوتا ہے اور مثل اورام کے اورام ریحی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تہیج اور نفخہ ان دونوں میں دو طرح کا فرق

ہے۔قوم اور مخالطف بیان تفصیلی اس کا یہ ہے کہ ریح تہیج میں جو ہر عضو سے مختلط اور آمیختہ ہوتی ہے اور نفخہ میں ریح مجتمع اور متمدد ہوتی ہے اور جو ہر عضو سے مختلط نہیں ہوتی۔دوسرا فرق یہ ہے کہ تہیج میں حس نرمی دریافت کرتی ہے اور دبانے سے دب جاتا ہے اور نفخہ میں دبانے کی مقاومت زیادہ اور کم ہوتی ہے۔ثبورمائی بھی ہوتی ہیں مثل نفاطات کے اوریحی بھی ہوتے ہیں مثل نفخات کے ناظر اس کتاب کا تفصیل کل اورام اورثبور کی کتاب چہارم میں بخوبی دریافت کرے گا اور اس جگہ جو مناسب ان کے ہے شرح وسط سے لکھا جائے گا۔**فصل چھٹی ان امور کے بیان میں جو امراض کے ساتھ شمار کئے جاتے ہیں**

بہت ایسے امور ہیں جو امراض سے خارج ہیں اور ان کا شمار امراض میں ہوتا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو زینت میں داخل ہیں **ایک** ان میں سے بالوں کی زینت میں داخل ہے۔**دوسرے** رنگ کی زینت میں داخل ہے **تیسرے** رائحہ میں داخل ہے **چوتھے** سحنہ میں بعدلون کے داخل ہے اقسام امراض شعر کے یہ ہیں تناثر یعنی پراگندہ ہونا بالوں کا اور تمرط یعنی گر جانا بالوں کا اور قصر یعنی چھوٹا ہونا اور قلت یعنی کم ہوتا اور شقاق یعنی پھٹ جانا اور رقت یعنی باریک ہونا اور غلظ یعنی موٹا ہونا اور افراط جعودت یعنی بہت پیچیدہ ہونا اور افراط سبوطت یعنی زیادہ سیدھا ہونا اور شیب یعنی سپید ہونا رنگ کا بدل جانا کسی طرح کا ہو اور کیسی آفت اس میں پیدا ہو۔چار قسموں میں داخل ہے **پہلی قسم** رنگ کا بدل جانا سوءمزاج مادی سے مثل یرقان کے یا سوءمزاج بلا مادہ کے جیسے حصیت یعنی چونے کا رنگ ہو جاتا جو بوجہ برودت زائدہ کے عارض ہوتا ہے یا زردی جو بیشتر بوجہ سوءمزاج حار مفرط کے عارض ہوتی ہے۔

دوسری قسم رنگ کے بدلنے کے اسباب خارجی سے ہوتی ہے جیسے حرارت آفتاب کی اور برودت اور ہوا رنگ کو جلا دیتی ہے **تیسری قسم** تغیر لون کی پیدا ہوتی ہے بسبب پھیل جانے ایسے اجسام کے جلد پر جو حامل رنگ کی ہے کہ ان اجسام کا

ہے جیسے صرع کہ اس کے معنی گر پڑنے کے ہیں چونکہ صرع میں بوقت دورے کے آدمی کو گر پڑنا لازم ہو لہذا اس مرض کا نام یہی رکھا گیا۔ کبھی سبب مرض سے اس مرض کا نام لیتے ہیں جیسے ہم کہتے ہیں کہ مرض سوداوی کبھی بوجہ تشبیہ کے جیسے داء الاسد اوداء الفیل کبھی مرض کا نام اس شخص کی طرف منسوب ہوتا ہے جسے پہلے یہ مرض لاحق ہوا ہو جیسے قرحہ طیلانیہ ایک مرد کی طرف منسوب ہے جس کا طیلانس نام تھا۔ کبھی کسی شہر کی طرف مرض کا نام نسبت دیا جاتا ہے جس شہر میں وہ مرض ہوا تھا جیسے قروح بلخیہ اور کبھی مرض کا نام اس شخص کے نام پر ہوتا ہے جو اس کا علاج خوب کرتا تھا اور کر دینے میں مشہور تھا جیسے قرحہ جوونیہ کبھی مرض کا نام جوہر ذاتی کے مطابق ہوتا ہے جیسے حمی ورم **جالینوس** نے کہا ہے امراض یا ظاہری ہوتے ہیں کہ ان کی شناخت حس کرتی ہے یا باطنی ہوتے ہیں کہ ان پر آگاہ ہونا آسان ہوتا ہے جیسے دردمعدہ اور دردریہ یا ایسے امراض باطنیہ ہیں کہ ان پر آگاہی دشوار ہوتی ہے جیسے وہ آفات کہ جگر میں عارض ہوں یا مجاری ریہ ہیں۔ یا کسی طرح ادراک ان امراض کا نہ ہو مگر تخمینا جیسے وہ آفتیں جو مجاری بول کو عارض ہوتی ہیں۔ امراض کبھی کاص ہوتے ہیں اور کبھی بشرکت دوسرے عضو سے اپنے مرض میں یا اس جہت سے ہوتی ہے کہ وہ دونوں براہ طبیعت متواصل اور ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ چند آلات کے ذریعہ سے ان دونوں میں اتصال ہوتا ہے جیسے دماغ اور معدہ ان دونوں میں بذریعہ ایک پٹھے کے اتصال ہوتا ہے یعنی پٹھہ جو حجاب بطن تک دماغ سے اترا ہے جس کا ذکر فصل دوسری تعلیم تیسری فن اول میں ہو چکا ہے یا زخم اور لپتان ان دونوں میں بذریعہ اوروہ کے اتصال ہوتا ہے یا اس جہت سے کہ ایک ان دونوں عضو کا عین راہ اور گزرگاہ مادکا ہے طرف دوسرے عضو کے جیسے اورتین واسطے ورم ساق کے ہوتا ہے۔ یا اس جہت سے کہ وہ دونوں قریب قریب ہیں جیسے رقبہ اور دماغ کہ ہر ایک دوسرے کے مرض میں شرکت رکھتا ہے خصوصاً جس وقت قریب کا عضو ضعیف ہو کہ وہ فضول مادی کو اپنے قریب سے قبول کرتا

ہے جیسے ابط واسطے قلب سے یا اس جہت سے ایک ان میں کا مبدء اور اصل واسطے فعل عضو ثانی کے ہو جیسے حجاب واسطے ریہ کے تنفس میں یا اس وجہ کہ ایک عضو خادم ہے واسطے دوسرے عضو کے جیسے عصب واسطے دماغ کے یا اس جہت سے کہ وہ دونوں بذریعہ کسی تیسرے عضو کے شرکت رکھتے ہیں جیسے دماغ گردے سے اس وجہ سے شرکت رکھتا ہے کہ یہ دونوں جگر سے شرکت رکھتے ہیں کبھی شرکت میں عود بھی ہوتا ہے یعنی جو ضرر کسی عضو کو بشرکت دوسرے عضو کے پہنچے اس دوسرے مثل اسی ضرر کے دوبارہ پہلے عضو کو پہنچتا ہے جیسے دماغ اگر متاذی ہو تو معدہ اس الم میں اس کا شریک ہوتا ہے اور ضعف ہضم معدہ میں پیدا ہوتا ہے تب معدے سے بخارات ردی اور غذائے غیر منہضم دماغ تک جاتی ہے اس جہت سے الم دماغ کا اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور مشارکت بطور رام خواہ بطور دورہ بنا بر احکام اصل کے جاری ہوتی ہے یعنی اصل عضو جس کی شرکت سے دوسرے عضو کو اذیت پہنچتی ہے اگر اس کو اذیت دائمی ہے تو فرع کو بھی اذیت دائمی ہو گی اور اگر اصل کو اذیت دوری ہے تو اس کو بھی دوری ہو گی۔ مراتب بدن کے درمیان صحت اور مرض کے چھ ہیں **ایک مرتبہ یہ ہے** کہ بدن نہایت درجہ صحت پر ہو **دوسری مرتبہ یہ ہے** کہ منتہائے درجہ صحت سے کم ہو **تیسری مرتبہ یہ ہے** کہ بدن نہ صحیح ہو اور نہ مریض جیسا کہ حالت ثالثہ کے بیان میں گزرا **چوتھی مرتبہ یہ ہے** کہ بدن غیر صحیح قابل مرض کا جلد ہو **پانچویں مرتبہ یہ ہے** کہ بدن مریض اند کے بیمار ہو **چھٹی مرتبہ یہ ہے** کہ نہایت درجہ مرض پر ہو۔ جو مرض ہے یا مسلم ہے یا غیر مسلم مسلم وہ مرض ہے کہ جس کے معالجہ کا کوئی مانع اور عائق جیسا چاہیے نہ ہو۔ اور غیر مسلم وہ ہے کہ اس کے ہمراہ معالجہ کا ایک عائق بھی موجود ہو کہ اس کے معالجہ میں تدبیر صائب کی رخصت نہ دے جیسے دردسر کہ اس کے ساتھ نزلہ بھی ہو **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ جو مرض مناسب مزاج

اور سن اور فصل کے ہوا س میں اندیشہ ہلاک کمتر ہے نسبت اس مرض کی جو غیر مناسب ہو اور ایسا مرض غیر مناسب بدون سبب عظیم کے پیدا نہیں ہوتا اور **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ زوال امراض ہر فصل کی امید واری اس فصل کی ضد میں کی جاتی ہے جیسے امراض نستا کی صحت فصل صیف میں یا امراض ربیع کی صحت فصل خریف میں ہوتی ہے **اور یہ بھی جاننا ضروری ہے** کہ بعض امراض دوسرے امراض کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور بعد انتقال کے وہ خود دفع ہو جاتے ہیں اور اس دوسرے مرض سے ان کی خیریت حاصل ہوتی ہے گویا ایک مرض دوسرے مرض کے لئے ذریعہ شفا ہوتا ہے جیسے ربع صرح سے نجات دیتی ہے یا نقرس اور دوالی اور اوجاع مفاصل اور جرب اور حکہ اور بثور اور تشنج سے بذریعہ ربع کے شفا حاصل ہوتی ہے یا ذرب سے اور ذات الجنب زلق الامعاء سے۔ اور اسی طرح کھل جانا رگ مقعد کا ہر مرض سوداوی اور وجع اورک اور درد گردہ اور وجع رحم سے نجات دیتا ہے کبھی انتقال مرض کا دوسرے مرض کی طرف اس طرح پر ہوتا ہے کہ شدت اور آفت بڑھ جاتی ہے جیسے انتقال ذات الجنب کا ذات الریہ کی طرف یا قرانیطس کا لثیر غس کی طرف بعض امراض متعدی اور ساری ہیں جیسے جرب اور جذام اور قروح عفنہ اور حمائے دبائی اور جدری اور خصوصاً جس وقت مساکن تنگ ہوں اور اس طرح اگر شخص قریب اسفل رتح میں ہو یا جیسے رمکہ یہ بھی دوسرے کو لگ جاتا ہے خصوصاً جو شخص کسی کے آشوب چشم کو بغور دیکھے اور جیسے بیماری حرس کی کہ محض تصور ترش چیز کا دانتوں کو ایذا دیتا ہے اور بعض مسل اور برص کہ یہ بھی امراض متعدیہ سے ہیں۔ بعض امراض بوراثت نسل میں جاری ہوتے ہیں جیسے برص اور قرع طبعی اور نقرس اور سل اور جذام بعض امراض جنسی ہوتے ہیں کہ ایک قبیلہ او رقوم یا ایک صنف کے باشندوں سے خاص ہوتے ہیں خواہ ان میں زیادہ پیدا ہوتے ہیں **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ صنف اعضا کا تابع سوء مزاج کے ہوتا ہے یا تخلخل بینہ یعنی ڈھیلے ہونے

بدن کے **تعلیم دوسری** میں دو جملہ میں **جملہ پہلا ان چیزوں کے بیان میں جو اسباب عام سے پیدا ہوتے ہیں** اور اس میں انیس فصلیں ہیں **فصل پہلی میں اسباب کا بیان بطور کلی کیا جاتا ہے** اسباب تینوں حالات بدن انسان کی یعنی صحت و مرض و حالت ثالثہ کے تین قسم پر ہیں سابقہ بادیہ واصلہ سابقہ اور واصلہ میں اسبات کی شرکت ہے کہ یہ دونوں امور بدنی ہوتے ہیں یعنی خلطی یا مزاجی یا ترکیبی ہوتے ہیں۔ اسباب بادیہ وہ چیزیں ہیں کہ جو ہر بدن انسان سے خارج ہوں یا وہ چیزیں آثار اجسام خارجہ کی ہوں جیسے مارنے سے کوئی اثر بدن انسان کو پہنچے یا حرارت جو سے بدن انسان کو گرمی پہنچے خواہ طعام حار یا بارو بدن انسان پر وارد ہو۔ یا وہ اثر نفس ناطقہ سے بدن کو پہنچے اس لئے کہ نفس ناطقہ سوائے بدن کے ایک دوسری چیز ہے وہ اثر نفس ناطقہ کا جیسے بروقت غضب اور خوف کے بدن انسان کو پہنچتا ہے یا بروقت رنج اور خوشی کے اسباب سابقہ اور باریہ میں اسبات کی شرکت ہے کہ بیشتر درمیان ان دونوں کی اور درمیان حالات ثلاثہ بدن انسان کے ایک واسطہ پیدا ہوتا ہے اور اسباب بادیہ اور واصلہ میں اسبات کی شرکت ہے کہ ان دونوں میں اور درمیان حالات ثلثہ کے کبھی واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر اسباب سابقہ کا فرق اسباب واصلہ سے اس طرح پر ہے کہ اسباب سابقہ کے قریب کوئی حالت نہیں ہوتی بلکہ ان دونوں کے درمیان میں چند اسباب ہوتے ہیں جو نزدیک تر اس حالت کے ہوتے ہیں جو بروقت اسباب سابقہ کے تھی۔ اور اسباب سابقہ اسباب بادیہ سے اسبات میں فرق رکھتے ہیں کہ جو اسباب سابقہ بدنی ہوتے ہیں اور یہ بھی ایک فرق ہے کہ اسباب سابقہ اور حالت کے درمیان میں واسطہ ہوتا ہے اور اسباب بادیہ میں یہ بات واجب نہیں ہے اسباب واصلہ کا فرق اسباب بادیہ سے اس امر میں ہے کہ اسباب واصلہ بدنی اور داخل بدن کے امور ہوتے ہیں اور اسباب بادیہ امور خارج از بدن ہیں دوسرا فرق اسباب واصلہ اور

اسباب بادیہ میں یہ ہے کہ اسباب واصلہ اور تغیر حال مریض کے درمیان میں کوئی واسطہ ہرگز نہیں ہوتا ہے اور اسباب بادیہ اور حالت مریض میں کبھی واسطہ بھی ہو جاتا ہے (چنانچہ ابھی اس کی مثال چوٹ لگنے کی چند روز کے بعد ورم پیدا ہونے سے دی گئی) بلکہ واسطہ کا ہونا اور نہ ہونا دونوں بہ نسبت اسباب بادیہ کے ممکن ہیں۔ اسباب سابقہ چند امور بدنی ہیں خلط کی وجہ سے پیدا ہوں یا مزاج خاص یا ترکیب خاص ان کا باعث ہو کر کسی حالت اور تغیر کو پیدا کرتے ہیں اور اس حالت کے پیدا کرنے میں اسباب سابقہ کی تاثیر بالا سے نجات ہوتی ہے یعنی ضرور ہوتی ہے اور اپنی تاثیر کو یہ اسباب روک نہیں سکتے جیسے آگ اپنی احراق کے روکنے پر قادر نہیں ہے دوسری یہ بات ہے کہ یہ اسباب اولا اور بلا واسطہ موثر اس تغیر میں نہیں ہوتے بلکہ خلط یا مزاج وغیرہ کے واسطے سے ان کی تاثیر ہوتی ہے۔ اسباب واصلہ وہ امور بدنی ہیں جو احوال اور تغیرات بدنی میں واسطہ تاثیر اولی اور ایجابی یعنی بے اختیاری کرتے ہیں۔ اسباب بادیہ چند امور بدنی ہیں کہ خارج از بدن ہوتے ہیں مگر تغیرات بدن میں کبھی بلاواسطہ اور کبھی بواسطہ پیدا کرتے ہیں مگر ان کی تاثیر بھی غیر اختیاری ہوتی ہے کہ اپنی تاثیر کے روکنے پر قادر نہیں ہوتی **مثال اسباب سابقہ کی** مرض مزاجی میں جیسے امتلاء مادہ سبب سابق واصل ہے حمی کے واسطے یا رطوبت سائلہ جو اتر کر ثقبہ یعنی سوراخ عنبیہ تک آتی ہیں سبب واصل ہے سدہ کی اور سدہ سبب عمی اور نابینائی کا ہو جاتا ہے **مترجم** سدہ سبب نابینائی کا ہونا فقط بیان واقع ہے مثال سبب واصل کی فقط رطوبت سائلہ پر تمام ہوگئی **مثال اسباب بادیہ کی** گرمی آفتاب کی خواہ حرکت شدیدہ یا غم کا پیدا ہونا یا بیداری بیش از حد کا عارض ہونا یا کسی گرم چیز کا پینا یا کھانا جیسے لہسن کا استعمال کہ یہ ہر ایک شئے سبب کارجی تپ کے پیدا ہو جانے کی ہے۔ ہر ایک سبب اسباب مذکورہ سے دیا فقط اسباب بادیہ سے اس کا سبب ہو کر اثر کرنا کبھی تو بالذات ہوتا ہے یعنی اپنی تاثیر میں وہ سبب محتاج کسی اور شے کا نہیں ہوتا جیسے مرچ سیاہ

کہ خود ہی بالذات تسخین پیدا کرتی ہے یا افیون کہ بہ ذات خود تبرید کا اثر یدا کرتی ہے۔ اور کبھی اثر کرنا بامرض ہوتا ہے جیسے آب سرد جب گرمی پیدا کرے چنانچہ اکثر حوض وغیرہ کی سرد پانی سے نہانے میں حرارت پیدا ہوتی ہے پس یہ اثر ٹھنڈے پانی میں بوجہ اختقان حرارت باطنی کے پیدا ہوتا ہے اور حقن حرارت کی وجہ یہ ہے کہ آب سرد سے تکثف مسامات بدنی ہوتی ہے اور باہر کو حرارت خارج نہیں ہوتی لہذا حرارت اور گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا گرم پانی سے برودت پیدا ہونا کہ یہ بھی بالعرض ہے اس لئے کہ تبرید کا اثر آب گرم سے بوجہ تحلیل کے ظاہر ہوتا ہے۔ یا سقمونیا جو حار ہے اور بعد اسہال خلط صفرا کے برودت کرتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ خلط حار کے اخراج سے بالعرض برودت پیدا ہوتی ہے ہر ایک سبب کارجی اسباب بادیہ کو ہمیشہ یہ قوت نہیں ہے کہ پہنچنے کے ساتھ بدن میں اپنا اثر ذاتی یا عرضی کرنے لگے بلکہ کبھی اثر کرتے ہیں انہیں اسباب کو بدن تک پہنچنے کے ساتھ اور بھی چند امور کی حاجت ہوتی ہے اور وہ شروط منحصر تین امور میں ہیں قوت فاعلہ کی تاچیر کا قوی ہونا جس پر یہ سبب موثر ہوگا اس میں بدن کا اس تاثیر سے منفعل ہونا کہ اس کے اثر کو قبول کر سکے ایسے سبب کا بدن سے متصل ہونا اور اس پر دارو ہونا اور اتنی دیر تک سبب کا اپنے وصف پر اور بدن کا اپنی صفت پر باقی رہنا کہ اثر ہو سکے اکثر چیزیں اسباب بادیہ سے جن کی تاچیر ابدان میں نہیں ہوتی اس کی وجہ بیشتر یہی ہے کہ ان شروط میں سے کوئی شرط مقصود ہوتی ہے لہذا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ اور کبھی باوجود اجتماع شرائط کے بھی ظہور اثر میں انہیں اسباب کی کمی اور بیشی کا اختلاف واقع ہوتا ہے۔ اور بیشتر اس وجہ سے سبب واحد چند ابدان میں مختلف امراض کو پیدا کرتا ہے یا اوقات مختلفہ میں امراض چند پیدا کرتا ہے۔ کبھی اختلاف تاثیر کسی سبب کے بدن قوی اور بدن ضعیف کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں اور کبھی کمی بیشی اثر کی بدن شدید الحس اور ضعیف الحس میں مختلف طور پر ہوتی ہے۔ انہیں اسباب میں بعض اسباب مختلف ہوتے ہیں اور بعض اسباب غیر مختلف ہوتے

ہیں مختلف اس سبب کو کہتے ہیں کہ اگر چہ وہ سبب بدن سے جدا ہو جائے مگر پھر بھی اپنے اثر کو چھوڑ جانے اور غیر مختلف وہ سبب ہے کہ ادھر وہ بدن سے جدا ہوا اس کا اثر بھی ساتھ ہی مفقود ہو گیا۔ ہم یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جتنے اسباب ایسے ہیں کہ ان سے احوال بدنی میں تغیر پیدا ہوتا ہے یا ایسے اسباب ہیں کہ احوال بدن کے بحال خود حفاظت کرتے ہیں دونوں قسم کے اسباب یا تو ضروری ہیں کہ آدمی کو کسی طرح ان سے گریز ہیں (۱) جنس ہوا جو آدمی کے بدن سے محیط ہے (۲) جنس کھانے پینے کی چیزیں (۳) جنس آدمی کے بدن کا سکون یعنی ٹھہرنا اور حرکت کرنا (۴) جنس حرکات نفسانی اور غیر بدنی جیسے غم اور سرور وغیرہ (۵) جنس قوم یقظہ یعنی خواب اور بیداری (۶) جنس استفراغ اور احتباس یعنی بدن سے کسی چیز کا نکلنا یا خارج ہونا اور کسی چیز کا پیدا ہونا اور نہ نکلنا اب پہلے ہم جنس ہوا کا بیان کریں جو اول ستہ ضروریہ ہے

فصل دوسری جملہ اولیٰ کے فصول سے اس ہوا کی تاثیر کے بیان میں جو بدن سے ملی ہے اور بدن کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ ہوا ہمارے عناصر اربعہ بدنی کی ایک عنصر بھی ہے اور ہماری ارواح کے لئے یہی عنصر ہے اور باوصف عنصر ہونے کے اس ہوا سے ہماری ارواح کو مدد بھی پہنچتی رہتی ہے اور اصلاح رواح کی علت بھی ہے بلکہ ابدان کو بھی ہوا سے مدد پہنچتی ہے اور اصلاح بھی کرتی ہے ہوا کا مصلح ارواح ہوا فقط اسی طرح کا نہیں ہے جیسے ایک عنصر دوسرے کی اصلاح کرتا ہے بلکہ ہوا کی اصلاح بہ نسبت ارواح کے ایسی ہے جیسے کہ فاعل اپنے منفعل میں اثر کرتا ہے وہ فاعل جو تعدیل کسی شئے میں پیدا کرے۔ اوپر کے فصول میں ہم بیان کر چکے کہ روح سے مرد کیا ہے وہی جوہر بخارات اخلاط سے پیدا ہوتا ہے اور ہم یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ اس فن طب میں لفظ روح سے ہم ان معنوں کو قصد نہیں کرتے جو فلاسفہ کی اصطلاح ہے کہ وہ لوگ روح سے نفس ناطقہ مراد لیتے ہیں جو ان کی رائے میں جوہر مجرد ہے **مترجم** یہ دفع دخل ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی خیال

کرے کہ روح یعنی نفس ناطقہ جو غیر جسمانی ہے اس کی تعدیل ہوائے جسمانی کیا
کرے گی ورنہ وہ بھی جسمانی ہوجائے گی **متن** جو تعدیل ہوا کے ذریعہ سے ہماری
ارواح مذکورہ تک صادر ہوتی ہے اس کے تمام ہونے میں دو فعل پیدا ہوتے ہیں (۱)
ترویح (۲) تنقیہ ترویح سے کیا فائدہ ہوتا ہے کہ جس وقت روح کا مزاج گرم ہوجائے
اور بافراط اس روح میں اکثر بوجہ احتقان کے حرارت پیدا ہو یا گاہ بیگاہ کبھی اور وجہ سے
روح گرم ہوجائے اس گرمی کے اعتدال پر لانے کے واسطے ہوائے مذکور سے مدد پہنچتی
ہے اور تعدیل ارواح سے مراد ہماری تعدیل اضافی ہے نہ حقیقی چنانچہ اوپر اس کا بیان
اچھی طرح ہو چکا ہے۔ یہ تعدیل روح کو بذریعہ ہوا کے استنشاق ریہ کی وجہ سے ہوتی
ہے یعنی پھیپھڑہ ان مسامات منافس نبض سے جو متصل شرائین کے ہیں ہوا کو اندر کھینچتا
ہے اور چھوٹی چھوٹی رگوں کے منہ جنسے نبض ہوا کولیکر وہاں تک پہنچاتی ہے جو ہوا
ہمارے بدن کے محیط ہے چونکہ اس کا مزاج بہ نسبت ہماری روح کے اصل اور غریزی
مزاج کے بارد ہے حالانکہ ہماری روح کا مزاج غریزی معتدل ہے مائل بحرارت پھر
جب ہماری روح میں حرارت بوجہ احتقان کے پیدا ہو اس کی حرارت اور گرمی سے تو
ہوائے محیط بدرجہا سرد ہوگی پس جب اس روح گرم تک ہوا بارد پہنچتی ہے یا اس ہوا کا
صدمہ خواہ پھیپھڑہ روح گرم کو لگتا ہے اور بعد پہنچنے ہوا مستنشق کے اور روح میں اختلاط
اور آمیزش بہ گرمجوشی پیدا ہوتی ہے اس کے ذریعہ سے دو فائدہ حاصل ہوتے ہیں (۱)
یہ ہوائے سرد روح گرم کو اس ضرر سے منع کرتی ہے کہ وہ روح مستحیل طرف ناریت
کے نہ ہوجائے کیونکہ اگر وہ روح گرم بوجہ حرارت احتقانی کے مستحیل تاریت کی طرف
ہوتی آخر کار میں روح کو ایسا سوء مزاج بوجہ افراط حرارت کے عارض ہوتا کہ جو
استعداد قبول تاثیر نفسانی کی یعنی قبول حس و حرکت کی اس روح میں ہے وہ استعداد
برطرف ہوجاتی اور اسی استعداد کے ذریعہ سے روح سبب حیات ہے پس وہ بھی نہ رہتی
یعنی حس و حرکت کا بھی بطلان ہوجاتا اور حیات بھی جاتی رہتی دوسرا ضرر یہ ہوتا کہ اگر

ہوائے بارد روح گرم تک نہ پہنچتی حرارت مفرط نفس جو ہر روح نجاری جو رطب اور سیال ہے بذریعہ تحلل کے فنا کر دیتی ہے اور جب ہوائے بارد بذریعہ استنشاق کے پہنچ گئی دونوں ضرر سے بھی حفاظت ہوگئی اور تعدیل بھی حاصل ہوئی یہاں سے معلوم ہوا کہ ہر نفسے کہ فرد میرو دممد حیات ست (۲) فائدہ تنقیہ کا ہے تنقیہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہے کہ جو ہوائے سرد اندر کھینچ کر جاتی ہے جب الٹی سانس لے کر ہوائے اندرونی باہر نکلتی ہے اس کے ہمراہ قوت میزہ اس بخار دخانی کو بھی باہر نکال کر پھینک دیتی ہے جو بخار بمنزلہ فضلہ روح کے ہوتا ہے یعنی جس بخار دخانی کو فضلہ اور زائد ہونے میں طرف روح کے وہ نسبت ہے جیسے اور فضول بدنی مثل بول و براز وغیرہ طرف بدنی مثل بول و براز وغیرہ طرف بدن کے ہے اور جس طرح ان فضول کے تنقیہ سے بدن کو تفریح حاصل ہوتی ہے ویسے ہی ان بخار دخانی کے اخراج سے روح کو تفریح پیدا ہوتی ہے اور یہاں سے بخوبی معلوم ہوا کہ چون برمی آید مفرح ذات تعدیل تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب ہوا اندر کھینچ کر روح پر وارد ہوتی ہے یعنی جس وقت ریہ استنشاق ہوا کرتا ہے اور تنقیہ اس وقت ہوتا ہے جب الٹی سانس ہم لیتے ہیں اور اندر کی ہوا کو باہر نکال کر دور کرتے ہیں اس ہوا کو اندر سے باہر نکال ڈالنے کی ضرورت یہ ہے کہ جو ہوا ہم سانس لیتے وقت اندر کھینچ لی جاتے ہیں اس کی احتیاج ہم کو تعدیل روح گرم کے واسطے ہے پس لازم ہے کہ ہماری سانس سے کھینچ کر وہی ہوا اندر جائے جو سرد ہو اور اس کی سردی اسی وقت تک باقی رہنا درکار ہے جب تک وہ روح سے جاملتی ہے اور بعد آمیزش روح کے چونکہ روح گرم سرد ہوا کو کس قدر گرم بھی کر دیتی ہے جس طرح ہوائے سرد روح کی حرارت مفرط کو حد اعتدال پر پہنچاتی ہے اور پھر جب ہوائے بیرونی دیر تک ٹھہری چونکہ اس کی مقدار بہ نسبت مقدار روح کے کم ہے تو لامحالہ اس میں بھی حرارت مفرط پیدا ہو جاتی ہے اب اس وقت اس کا فائدہ یعنی تعدیل روح بالکل برطرف اور زائل ہو جاتا ہے تو یہی بہتر ہے کہ یہ ہوا نکال ڈالی

جائے اور بالعوض اس کے ٹھنڈھی ہوا اور پہنچائی جائے اور مکرر اسی طرح تنفس لینے اور الٹی سانس سے گرم ہوا کے نکال دینے میں تعدیل کا فائدہ پورا پورا حاصل ہوگا پس اس ہوا کا نکال دینا اور جدید ہوا کا بار بار داخل کرنا دو وجہوں سے ضرور ہوا ایک تو یہ کہ جب ہوا اندر کی نکلے گی خلا پیدا ہوگا لہذا اس کے قائم مقام کوئی اور شئے چاہیے پس ہوائے جدید باہر سے جاتی ہے اور اس کے قائم مقام ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب یہ گرم ہوکر نکلے گی اس کے ہمراہ فضول دکانی بھی جو روہ میں ہوتی ہیں وہ بھی نکل جائیں گی۔ یہی ہوا جو ہمارے بدن کے گرد ہے جب تک معتدل ہے اور صاف بھی ہے کہ اس میں اور کوئی چیز ایسی نہ ملے جس کا مزاج روح کے مزاج کے منافی ہو اس زمانہ اعتدال تک اس کا فعل یہ ہے کہ ہمارے بدن میں صحت پیدا کرتی ہے اور ہماری صحت بدنی کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جب یہی اس اعتدال سے متغیر ہوکر غیر معتدل اور خراب ہو جاتی ہے اسی ہوا سے امراض بدنی پیدا ہوتے ہیں اور جب تک رہے گی اس خرابی سے جو مرض پیدا ہوا ہے اس کی بقا پر بھی معین رہتی ہے اسی ہوا کے لئے تین قسم کے تغیرات عارض ہوتے ہیں (۱) تغیرات طبعی (۲) تغیرات غیر طبعی (۳) وہ تغیرات جو مجری طبعی سے کارج بھی ہیں اور طبیعت کے خلاف بھی ہیں۔ تغیرات طبعی ہوا یہی تغیرات فصول اربعہ کے ہیں اس لئے کہ ہر ایک فصل میں ہوا کا ایک مزاج خاص پیدا ہوتا ہے۔

فصل تیسری: طبائع فصول کا بیان:

یہ چار فصلیں جو منجمین کے حساب سے سال بھر میں شمار کی جاتی ہیں اطباء کی اصطلاح میں دو فصلیں ان کی مبائن ہیں کیونکہ منجمین کی اصطلاح میں ابتدائے سال فصل ربیع سے ہوتی ہے اور فلک البروج کے دائرہ کے چار ٹکڑے فرض کرکے ہر حصہ کے شروع پر آفتاب کا پہنچنا پس اس وقت سے نئی فصل شروع ہو جاتی ہے۔ اور اطباء کے نزدیک ربیع کا زمانہ جب ہے کہ اکثر بلاد معتدلہ میں نہ اتنی سردی ہو کہ بہت سے

اوڑھنے کی حاجت ہو اور نہ اتنی گرمی ہو کہ پنکھے سے ہوا دینے کی حاجت ہو گرمی سردی میں تو یہ حال ہو اور اس کے علاوہ درختوں کے پت چھاڑ ہو کر کونپل پھوٹنے کا وہی زمانہ ہو اور ربیع کا زمانہ اطباء کے نزدیک اتنے دنوں تک رہتا ہے کہ آفتاب اول نقطہ حمل سے نصف برج ثور تک پہنچ جائے یعنی ۲۶ روز سے کچھ زیادہ یا آنکہ تحویل حمل سے کسی قدر پہلے خواہ کسی قدر بعد ربیع طبی شروع ہوتی ہے اور نصف ثور تک رہتی ہے۔ اور فصل خریف طبعی ہمارے ملکوں میں مثل بخارا وغیرہ جب ہوتی ہے کہ آفتاب اس مقام کے مقابلہ میں آئے جہاں سے ربیع شروع ہوتی ہے اور اتنے زمانہ تک رہتی ہے کہ جس زمانہ میں آفتاب منتقطۃ البروج کے اس قوس کو طے کرے گا۔ جو بمقابل قوس ربیع کے ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ فصل خریف ربیع کے جملہ اوصاف میں ضد مقابل ہو کہ اکثر بلاد میں رات کو اچھی سردی اور دن کو بخوبی گرمی پڑتی ہو جیسے کنوار کے مہینے میں ایسا ہی ہوتا ہے اور برگ درختوں کی ابتدا زرد ہونے اور کملانے کی خریف سے ہو صیف یعنی فصل گرما اطبا کے نزدیک جب تک گرمی پڑتی رہتی ہے اور شتا یعنی سرما جب تک سردی پڑے اس وقت تک رہتی ہے اور اس بیان سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ زمانہ ربیع اور خریف کا اطبا کی رائے میں بہت کم ہے بہ نسبت امتداد زمانہ صیف اور شتا کے جاڑہ کی فصل مقابل گرمیوں کے یا اس سے زیادہ خواہ گرمیوں سے کم بھی رہتی جیسا جنس کا خاصہ ہے۔ اب اس ساری تقریر سے ایسا معلوم ہوا کہ فصل ربیع تو گریا وہ ہے جس میں پھولوں کی کلیاں اور بے ثمر درختوں کے شگوفے نکلتے ہیں اور کونپلیں پھوٹتی ہیں اور درختہائے ثمر دار میں مور آتا ہے اور خریف وہ زمانہ ہے جس میں درختوں کے پتوں کا رنگ متغیر ہونے لگتا ہے اور پختگی اوراق کی ہو چکتی ہے لہٰذا پت چھاڑ کی ابتدا ہوتی ہے۔ سوا ان دونوں زمانہ کے اور سال بھر میں جس قدر زمانہ باقی رہا وہ صیف اور شتا کا زمانہ ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ وہ فصل ربیع جس کو ابھی ہم بیان کر چکے اس کا مزاج معتدل ہے اور یہ بات نہیں جیسے بعض لوگوں کو گمان فاسد ہے کہ

ربیع کا مزاج حار رطب ہے تحقیق اور اثبات اس دعوے کا کما حقہ فن طب میں مناسب نہیں فلسفہ طبعی کے حصہ میں اس کی تحقیق کی جاتی ہے طبیب کو اپنے مسلمات میں اس کو مان لینا چاہیے کہ ربیع کا مزاج معتدل ہے فصل صیف کا مزاج گرم خشک ہے اس لئے کہ جرم آفتاب سمت الراس پر ہوتا ہے اور جو خط شعاعی آفتاب سے چھوٹ کر زمین پر آتا ہے اس کے پھٹ جانے میں تو ہم اسی امر کا ہوتا ہے کہ یا تو زاویہ انعکاس شعاع ہے زاویہ حادہ پیدا ہوتا ہے اور حادہ بھی وہ جو بہت ہی چھوٹا ہو ایسا ہم ہوتا ہے کہ جو خط شعاعی آفتاب سے چھوٹ کر زمین پر آتا تھا بروقت انعکاس شعاع خط پر اسی شعاع کے پلٹ گیا کہ زاویہ پیدا ہی نہیں ہوا تفصیلی بیان زیادتی حرارت کے سبب کا ہے کہ بعض مسقط شعاع شمس یعنی آفتاب کی شعاع کا جس جگہ زمین پر گرتا ہے اس کے مثل وہی ہے جیسے مثال مسقط سہم اسطوانہ کی یا مسقط سہم مخروطہ کی بہ نسبت ثقل کے ہے اور جس طرح سہم اسطوانہ اور سہم مخروط کا نفوذ خاص ان کے مرکز ثقیل میں ہوتا ہے اسی طرح گویا سہم شعاع کا نفوذ سہم شعاع میں تو ہم کیا جاتا ہے۔ اور بعض اوضاع شمسی بہ نسبت بلاد کے ایسے ہیں کہ وہاں مسقط شعاع بمنزلہ سطح اور محیط کے یا قریب محیط کے ہوتا ہے اور سہم شعاع شمسی میں سخونت کا زیادہ ہونا اسی وجہ سے ہے کہ تاثیر جرم آفتاب کے جملہ اطراف سے اسی سہم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور مرکز سے ہٹ کر اطراف اور کناروں کے مقامات میں قوت تسخین ضعیف ہوتی ہے اس لئے کہ جس طرح یا کنارہ کو فرض کرو اس جگہ کی جتنی حرارت موجودہ ہے اور موجودہ میں سے اتنی کم جو بطرف سہم کے جا چکی ہے اسی کی قوت اس کنارہ کی شعاع میں ہوگی پس گرمیوں کی فصل میں ہم لوگ سہم شعاع آفتاب میں واقع ہوتے ہیں یا قریب سہم شعاع کے اور جس طرح حرارت آفتاب کی قوت سہم شعاع میں زیادہ ہے اس طرح ضیاء شمسی بھی گرمیوں میں بشرطیکہ مطلع یا جو سا گرد و غبار وغیرہ سے پاک وصاف ہو زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت انہیں لوگون کے جن کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی۔ رہی نسبت قرب و بعد جرم

آفتاب اور چھوٹا بڑا ہونا خط شعاعی اس کا بیان حصہ نجومی میں فن ریاضی کے اچھی طرح کیا جاتا ہے جس کو علم ہیئت کہتے ہیں اور تحقیق زیادتی حرارت اور شدت ضو کی فن طبیعات میں کی گئی طبیب کو ان امور کی بحث کرنی اس کے فن میں سے دور کردے گی۔

صیف جس طرح حار ہے اس کے ساتھ ہی یابس بھی ہے یعنی انجرہ مائیہ اس میں بالکل نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فصل میں حرارت کی شدت ہوتی ہے اور جوہر ہوا کا متخلخل ہو جاتا ہے اور رہوائے گرم یالون کی مشابہت طبیعت ناری سے پیدا ہو جاتی ہے لہذا رطوبت فنا ہو کر خشکی یعنی یبوست پیدا ہوتی ہے ایضاً چونکہ شبنم وغیرہ گرمیوں میں نہیں پڑتی اور نہ پانی برستا ہے لہذا یبوست زیادہ اس فصل میں ہوتی ہے۔ فصل شتا یعنی موسم سرما جملہ امور میں چونکہ مخالف موسم گرما کے ہے اسی وجہ سے اس کا مزاج بارد رطب ہے **خریف** کی فصل میں چونکہ حرارت صیف کی رفتہ رفتہ گھٹ گئی ہے اور آمد سرما کی وجہ سے ابھی سردی خوب نہیں پڑتی اور بنظر قرب اور بعد جرم شمس کے مسقط سہم مرکز کی شعاع اور مسقط سہم شعاع محیط کے وسط اور بیچ میں گویا ہم واقع ہوتے ہیں اسی وجہ سے فصل خریف میں حرارت اور برودت کا اعتدال ہوتا ہے لیکن فصل خریف میں رطوبت اور یبوست کا اعتدال نہ ہوگا کیونکہ رطوبت اور یبوست میں اعتدال ہونے ابھی چند روز بھی نہیں گزرے کہ فصل گرما نے ہوا کو بالکل خشک کردیا ہے چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا کہ ہوا میں کہیں رطوبت کا نشان بھی نہیں رہا تھا اور شبنم یا بارش باران وغیرہ جو ترطیب کے اسباب ہیں ابھی پیدا نہیں ہوئے جو مقابلہ اسباب اور علل مجففہ کا کر کے ترطیب پیدا کریں اور حرارت سے نکل کر مزاج خریف جو مائل بہ اعتدال ہوا ہے یعنی برودت کسی قدر پیدا ہوئی پس کسی شئے کی تبرید یعنی اس کے مزاج میں برودت کا اثر پیدا کرنا اس کی اور صورت ہے اور اسی مزاج ترطیب پیدا کرنے کی شکل کچھ اور ہے اس لئے کہ برودت کی طرف کسی مزاج کو پھر لیجانا آسان ہے اور بسہولت ممکن ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کی یبوست زائل کر کے مائل برطوبت

کریں۔ ایضاً اگر کسی مزاج کی تبدیل بطرف ترطیب کے بذریعہ تبرید کے کرنا ایسا آسان نہیں ہے جس طرح حرارت کے ذریعہ سے تجفیف کا پیدا کرنا آسان ہوتا ہے اس لئے کہ تھوڑی سی حرارت سے یبوست فوراً پیدا ہو جاتی ہے اور تھوڑی سی تبرید سے ترطیب کبھی پیدا نہیں ہوتی بلکہ امر بالعکس ہے کہ تھوڑی سی حرارت ترطیب کے پیدا کرنے میں قوی ہے جس وقت کسی جسم میں بوجہ برودت کے مادہ پیدا ہوا ہو کیونکہ اندر حرارت سے تبخیر پیدا ہوتی ہے پس ترطیب حاصل ہوتی ہے اور اسی اندک حرارت سے تحلیل پیدا نہیں ہوئی کہ یبس پیدا کرے یہ تھوڑی سی برودت تکثیف مسامات کر کے حقن رطوبات کے ذریعہ سے جمع رطوبات نہیں کرسکتی اس وجہ سے فصل ربیع کا مرطوب رہنا بوجہ بقایائے رطوبت شتا کے محسوس نہیں ہے جس طرح خریف میں خشکی فصل گرما کی محسوس ہوتی ہے اس لئے کہ رطوبت ربیع کی معتدل ہو کر کم ہو جاتی ہے اتنے زمانہ قلیل میں کہ اتنے زمانہ میں یبوست خریف کی برودت خریف سے اعتدال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ شاید کہ فصل ترطیب کا برودت سے صادر ہوتا اور فصل تخفیف کا حرارت سے پیدا ہوتا اس کیفیت خاصہ سے کہ ادنیٰ حرارت سے ترطیب ہو جاتی ہے اور ادنیٰ برودت سے تخفیف نہیں ہوتی یہ فعل مشابہ نسبت میں عدم وملکہ کے ہو کہ فاعل ترطیب کو ایجاد امر وجودی کرنا پڑتا ہے اور فاعل تخفیف کو ایجاد کسی امر کی کرنی نہیں پڑتی ہو بلکہ فقط کسی امر وجودی کو فنا کر دینا اسی سے تخفیف پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے ان دو فاعلوں کے افعال میں قضاد کا تقابل نہ ہوگا۔ کیونکہ تخفیف کا فعل اس مقام پر یعنی فصول کے امرجہ میں پس یہی ہے کہ جو ہر رطب یا کسی رطوبت کو مفقود کر دینا اور یہ امر ادنے حرارت سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ برخلاف ترطیب کے اس لئے کہ ترطیب پیدا کرنے میں کسی جوہر یابس کا مفقود کر دینا درکار نہیں ہے بلکہ ایک جوہر رطب کا ایجاد کرنا چاہیے لہٰذا نسبت درمیان فعل ترطیب اور فعل تخفیف کے بلکہ اس بناپر نسبت درمیان رطوبت اور یبوست کے بھی تقابل عدم اور ملکہ کے ہوئی کہ یبوست امر عدمی ہے اور

رطوبت ملکہ اور امر وجودی ہے پس ظاہر ہوا کی امر عدمی یعنی یبوست کے پیدا کرنے میں زیادہ وقت اور احتیاج امور متعددہ کی نہ ہو گی لہذا باآسانی پیدا ہو جائے گی بخلاف رطوبت کے کسی شخص کو یہ اشتباہ عارض نہ ہو کہ جب ہم ہوا کو کبھی یابس اور کبھی رطب بولتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ صورت ہوا کی یا کیفیت طبعی ہوا رطب خواہ یابس ہے لہذا جو فصل مرطب ہو گی وہ ایجاد اس ہوا کی کرے گی جس کی صورت یا کیفیت اصلی مرطب ہے اور جو فصل مجفف ہے جیسے فصل گرما وہ ایجاد ایسی جوہر ہوا کا کرے گی جو دراصل یابس ہے پس ترطیب اور تجویف میں تقابل عدم اور ملکہ کا نہ ہے گا بلکہ ہم فن کلیات میں طب کی ہوا کے رطب خواہ یابس بالطبع ہونے کا تعرض نہیں کرتے خواہ تھوڑا سا تعرض کسی اور غرض سے کبھی کر دیتے ہیں ہاں اس فن میں ہوائے رطب سے ہماری مراد فقط یہی ہوتی ہے کہ اس ہوا میں بہت سے بخارات مائیہ لگتے ہیں اور لہذا مرطوب ہو گئی ہے یا ہوائے رطب سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس ہوا میں بوجہ کثافت جو تکثیف سے کسی امر خارجی کے پیدا ہوئی ہے اس کی کیفیت مثل رطوبت بخار مائی کے ہو گئی ہے اور ہوائے یابس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اس ہوا سے وہ بخارات مائی جنہوں نے اس کو مرطوب کر دیا تھا جدا ہو گئے اب یہ ہوا یبوست میں مشابہ جوہر ناری کے ہو گئی ہے بوجہ تحلل کے یا مراد یہ ہوتی ہے کہ اس ہوا میں بخارات ارغیہ زیادہ مل گئے ہیں اب اس ہوا کا جوہر بوجہ اخلاط بخارات ارضیہ کے مشابہ ہر ارض کے یبوست کے پیدا کر دیتی ہے اور یہ تھوڑی سی حرارت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ آفتاب قریب سمت الراس کے ہوتا ہے اور خریف میں تھوڑی سی برودت جو بعد شمس سے سمت الراس سے پیدا ہوتی ہے وہ برودت جو سا کو مرطوب نہیں کر سکتی علاوہ اس دلیل کے اگر تمہارا جی چاہے تجربہ سے بھی اس دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہو سر دھوا میں مثلاً خشک کپڑے کو لٹکا دو اور گرم ہوا میں تر کپڑے کو اس کے بعد امتحان کرو اور دونوں کو مثلاً ایاب گھنٹہ لٹکنے دو پھر دیکھو تو سہی کہ تر کپڑا جلد خشک ہوا یا خشک کپڑے میں نمی جلد آئی

جب تجربہ کروگے یہی معلوم ہوگا کہ جتنی تر کپڑا خشک ہوتا ہے اتنی جلدی سے خشک کپڑے میں تری نہیں آتی اس سے بھی ثابت ہوا کہ تھوڑی برودت رطوبت پیدا نہیں کرسکتی ہے اور تھوڑی سی حرارت تجفیف پیدا کردیتی ہے۔ علاوہ ان دلائل اور تجربات کے رطوبت سرما کی معتدل ہوجانے پر فصل ربیع کی ادنےٰ حرارت سے اور بھی ایک شئے ہے وہ یہ ہے کہ رطوبات کا ٹھہرنا جو سرما میں خواہ اس کو گرم فرض کردیا جو کو سرد فرض کرو ہو نہیں سکتا جب تک کہ ہمیشہ ان رطوبات کو جدید رطوبت سے برابر امداد نہ پہنچا کرے اور بقا یبوست جو محتاج جو سرما کی امداد متصل کی نہیں ہے جو اجسام کھلے ہوئے مثل نوا کہ تروتازہ کے ہوا میں رہتے ہیں یا خود ہوا جو زیر آسمان رہتی ہے ان سب اشیاء میں رطوبت کا باقی رہنا محتاج مدد اس واسطے ہے کہ فقط ہوائے شدید البروج سے ان کی ترطیب باقی نہیں رہ سکتی اس لئے کہ ہوا کہ جو ہم شدید البرو کہتے ہیں اس کی شدت برودت کو ہم بقیاس اپنے بدن کے خیال کرتے ہیں اور ہوا کی برودت ان آباد مقامات پر جو پیش نگاہ ہمارے ہیں اس قدر نہیں ہے کہ بوجہ تحلیل کے ترطیب پیدا کرے بلکہ یہ ہوا جملہ احوال اور اوقات میں اسی سبب سے محلل ہے کہ اس میں دھوپ اور ضوء ستارگان کی قوت پہنچا کرتی ہے جس وقت یہ مدد ہوا کو ابر وغیرہ کی وجہ سے نہ پہنچی اور تحلل مستمر باقی رہی بہت جلد جفاف اور خشکی ان اشیاء میں بلکہ خود ہوائے مذکور میں پیدا ہوجائے گی اور فصل ربیع میں تحلل اکثر ہوتا ہے اور تبخیر بہت کم ہوتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ تبخیر دو امروں سے پیدا ہوتی ہے (۱) حرارت لطیفہ او رمقدار میں کم ہو جو ظاہر میں ہوتی ہے (۲) وہ حرارت جو اندر زمین کے پوشیدہ اور چھپی ہوتی ہے اس کا اتنا قوی ہونا درکار ہے کہ زمین کے اوپر تک اگر ظاہر ہوجائے اور یہ دونوں سبب تبخیر کے فصل شتا میں موجود ہوتے ہیں اس لئے باطن زمین جاڑوں میں بہت گرم ہوتا ہے اور باطن ارض کا جاڑوں میں زیادہ گرم ہونا اصول طبیعات میں بیان ہوچکا ہے اور حرارت جو کی جاڑوں میں بہت ہی قلیل ہوتی ہے پس سرما میں دونوں سبب تبخیر کے

موجود ہیں شدت حرارت باطنی سے زمین کی تصعید انجیرہ پیدا ہوتی ہے اور کمی حرارت جو کی وجہ سے تغلیظ ہو جاتی ہے خصوصاً برودت کی وجہ سے خود ہوا میں تکاثف پیدا ہو کر ہوا کو مستحیل طرف بخاریت کے کر دیتا ہے اور فصل ربیع میں نہ تو باطن زمین میں زیادہ حرارت باطن ارض کی فصل ربیع میں نہایت ہی کم ہو جاتی ہے اور جو کچھ ہوتی ہے وقتاً تقدم صیف کی وجہ سے زمین کے اوپر آ جاتی ہے۔ ایضاً فصل ربیع میں زمین کے اوپر ایک ایسی حرارت دفعتہً ظاہر ہوتی ہے جو حرارت مجرہ سے زیادہ قوی تر ہوتی ہے یا شاید اس کی تبخیر بہ تلطیف ہوتی ہے اس لئے کہ اس حرارت کو مادہ پر غلبہ اور استیلا زیادہ ہوتا ہے اور ہمراہ اس کے تبخیر لطیف کے زیادتی حرارت جو کہ ہو کر تحلیل کو تمام کر دیتی ہے یہ آثار اور انفعال اکثر پیدا ہوتی ہیں اور صدور ان آثار کا تنہا انہیں اسباب مذکورہ بالا سے ہوتا ہے اور اگر اور اسباب ارضی وسماوی ان کے ہمراہ ہوں تو آثار مغائر آثار مذکورہ کے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ ربیع میں بوجہ سبق تحلل صیف کے مادۂ بخارات میں کثرت اس قدر ہوتی ہے جو بخار صاعد تک پہنچ کر تلطیف پائے جس قدر فصل شتا میں کثرت ہوتی ہے انہیں اسباب کو نظر کر کے واجب ہے کہ طبائع ربیع کے یبوست اور رطوبت میں بھی مائل باعتدال ہوں جس طرح حرارت اور برودت میں معتدل ہیں لیکن باہمیہ ہم اوائل ربیع کو مائل برطوبت ہوتا تجویز کرتے ہیں اس کے ساتھ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ اوائل ربیع کا بعد اعتدال رطوبت اور یبوست سے اور میلان بہ طرف رطوبت کے اتنا نہیں ہے جس قدر کہ مزاج اوائل خریف دور ہے اور مائل یبوست ہے۔ بعد ازاں فصل خریف میں شدت اعتدال حرارت اور برودت کے بھی اگر ہم قائل نہ ہوں تو بعید از صواب نہ ہوگا۔ بلکہ رائے صائب یہی ہے کہ خریف میں بہ نسبت حرارت اور برودت کے بھی زیادہ اعتدال نہیں ہے اس لئے کہ ٹھیک دوپہر کا زمانہ فصل خریف کا مشابہ گرمیوں کے ہوتا ہے اور کنوار کی دھوپیں تو جیسی سخت ہوتی ہیں ان کو سب ہی خوب جانتے ہیں اور ان اوقات میں خریف کی مشابہت موسم

سرما کے پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہوائے خریفی میں یبس بشدت ہوتا ہے اور اسی یبس کی وجہ سے قبول تسخین کی استعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اور استحالہ ہوا ناریت کی طرف سے ہوتا ہے کہ فصل گرما پہلے گزر چکی ہے جس کی ہوا لون ہوا کرتی تھی اسی فصل کی حرارت نے ہوائے خریفی کو آمادہ استحالہ مذکور کر رکھا ہے اور خریف کی راتیں سرد ہوتی ہیں اس لئے کہ ہمارے سمت الراس سے آفتاب دور رہوتا ہے اور رہوائے خریف جو لطیف اور متحلل ہوتی ہے بشدت قبول تاثیر ان موثرات کا کرتی ہے جو موثرات اسی ہوا پر وارد ہوں اور فصل ربیع زیادہ تر قریب باعتدال ہے حرارت اور برودت میں اس لئے کہ اگرچہ آفتاب کو بعد سمت الراس سے ہماری ربیع میں بھی اس قدر رہوتا ہے جس قدر کہ خریف میں ہوتا ہے لیکن پھر بھی جو سا ربیع میں قبول تسخیں اور تبرید کی قابلیت اس قدر نہیں رکھتا جس قدر کہ خریف میں رکھتا ہے اس وجہ سے ربیع کی رات اعتدال حرارت اور برودت میں دن سے زیادہ مختلف نہیں ہوتی کچھ تھوڑی سی برودت یا خنکی جو گوارا ہے شب کو ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ تم کہتے ہو کہ ہوائے خریف میں لطافت زیادہ ہوتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ رات کو اسی ہوا میں برودت آجاتی ہے اور سردی پڑتی ہے اور ربیع کی شب سے کریف کی شب میں زیادہ سردی ہوتی ہے حالانکہ لطافت ہوا کی بنا بر ہوائے خریفی شب میں بہ نسبت ربیع کے گرم ہونی چاہیے جواب یہ ہے کہ ہوائے خریف میں چونکہ تحلل زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے جس طرح قبول حرارت دن کو کرتی ہے اسی طرح شب کو اثر برودت کو بہت جلد قبول کرتی ہے اس طرح پانی بھی زیادہ تخلخل ہوتا ہے اور لطافت بھی اس میں زیادہ ہوتی ہے اس واسطے اگر پانی کو گرم کر کے اس کی برف جمانی منظور ہو بہ نسبت سرد پانی کے گرم پانی بہت جلد جم جائے گا اس لئے کہ برودت ہوا کی گرم پانی میں بوجہ تخلخل کے زیادہ نفوذ کرتی ہے۔ ایک یہ بھی بات ہے کہ ربیع کی برودت کا احساس ہمارے ابدان کو اتنا نہیں ہوتا ہے جس قدر خریف کی برودت کا احساس ہمارے ابدان کو ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ

ربیع میں ہمارے ابدان جاڑوں کی سردی سے نکل کر گرمی کی طرف آنا چاہے ہیں تو بدن کو سردی کی خوگری ہوتی ہے اور جاڑوں کی سردی اٹھائے اٹھاتے برودت کے متحمل ہو جاتے ہیں اب تھوڑی برودت ربیع کی ناگوار نہیں ہوتی بلکہ خوش آئند معلوم ہوتی ہے بخلاف فصل خریف کے کہ اس سے پہلے گرمی ہوتی ہے اور گرمی کے خوگر ہمارے ابدان دفعتہً سردی کی طرف آتے ہیں لہٰذا احساس برودت کا زیادہ کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ وجیہ شریف میں سردی زیادہ معلوم ہونے کی ہے کہ فصل خریف متوجہ سرما کے طرف ہوتی ہے یعنی جاڑوں کی آمد آمد کی خبر دیتی ہے لہٰذا خریف کو مناسبت قوی زمستان سے ہے اور ربیع سرما کو چھوڑ کر گرما کی طرف متوجہ ہوتی ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ اختلاف فصول چہارگانہ ہر اقلیم میں خاص خاص امراض پیدا کرتا ہے لہٰذا طبیب پر واجب اور لازم ہے کہ ہر ایک اقلیم کی نسبت اضرار فصول کو اچھی طرح پہچان لے تا کہ ابدان کو مضرات سے بچانے کی طرف اور تدبیر حفظ ماتقدم کی بخوبی کرے اور اس پر بوجہ جہالت اصول تدابیر کے یہ امر مخفی نہ رہے کبھی کسی فصل کا ایک دن خواص اور آثار میں مشابہ کسی اور فصل کے دن سے ہو جاتا ہے مثلاً ایک دن کی کیفیت بوجہ اسباب سماوی وارضی کے جاڑوں کی سی ہو جاتی ہے اور دوسرے دن جیٹھ بیساکھ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک دن ایسا ہوتا ہے کہ اس کی دوپہر میں سردی اور دوپہر میں گرمی ہو جاتی ہے **چوتھی فصل احکام فصول اور تغایر آثار کے بیان میں** (۱) عموماً یہ بات ہے کہ ہر ایک فصل اسی مزاج کو موافق ہوتی ہے جو مزاج صحیح اس فصل کے مناسب ہو (۲) اور جس کو کسی قسم کا سوءِ مزاج مناسب کیفیت کسی فصل کے عارض ہو ایسے مزاج کو وہ فصل مضرت پہنچاتی ہے (۳) ہاں اگر کسی فصل میں انحراف اعتدال سے بیش از حد پیدا ہو جائے اس وقت جو مزاج کو مضر ہوتی ہے یعنی جس مزاج کے یہ فصل مناسب براہ کیفیت تھی اسے مضر ہوتی ہے اور جس کو بحالت اعتدال خود مضر تھی اسے تو بدرجہا مضر

ہوگی اس لئے خروج فصل کا اعتدال سے بیش از حد قوت ابدان کو ضعیف کرتا ہے (۴) اور جس مزاج کو کوئی مرض ایسا عارض ہو کہ اس مرض سے کوئی فصل مناسب ہے اگرچہ اصلی مزاج سے وہ فصل ہے مگر بہ نسبت مرض لاحق کے اس مزاج کو وہ فصل موافق ہوگی اگر پے در پے دو فصلوں کی طبیعت اپنی اپنی اعتدال سے خارج ہو جائے اور یہ خروج از اعتدال دونوں فصلوں کا جس طبیعت کی طرف ہو وہ ان دونوں طبائع غیر معتدل میں بھی تضاد کی نسبت ہو لیکن اس تضاد اور مخالفت میں افراط ضدیت نہ ہو مثلاً فصل سرما میں جنوبی ہوا چلنے سے حرارت اور رطوبت پیدا ہوئی تھی کہ یکا یک فصل ربیع آئی اور اس میں ہوائے شمالی چلنے سے برودت اور یبوست پیدا ہوگئی ایسی صورت میں اس دوسری فصل غیر معتدل کا آنا مثلاً ربیع مذکور کا بارد یابس ہو جانا اکثر ابدان کو موافق ہوگا اور تعدیل پیدا کرے گا اس لئے کہ ربیع مذکور کی برودت اور یبوست اس سرما کی حرارت اور رطوبت کا تدارک کرے گی جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس طرح اگر فصل سرما بین کسی وجہ سے یبوست زیادہ عارض ہو جائے اسکے بعد ربیع جو آئی اس میں بھی رطوبت کا غلبہ ہو تو یہ ربیع بھی تعدیل اس یبس کا کرمی جو سرما میں بڑھ گیا تھا اور جب تک بافراط رطوبت پیدا نہ ہو اور زمانہ دراز تک بھی نہ ٹھہرے اس وقت تک یہ ربیع تعدیل ہے کرتی رہے گی ہاں جب اتنی دیر تک اس کی رطوبت زائد ٹھہرے کہ اب حاجت تعدیل کی نہ رہی ہو پھر اس وقت ربیع مذکور کی طرف رطوبت زائد سے ترطیب ضاء پیدا ہوگی کسی ایک فصل کا متغیرہ اعتدال سے ہونا اس قدر روبا کو پیدا نہیں کرتا ہے جس قدر کہ فصول کثیرہ کا تغیر اعتدال سے ہو جانا جالب وبا یعنی حدوث امراض وبائیہ کا باعث ہوتا ہے بشرطیکہ ان فصول کثیرہ کا بھی اس طرح مورث وباء ہو جس طرح فصل واحد کا تغیر مورث دبا تھا اور اگر تغیر فصول کثیر کا تدارک تغیر کسی فصل مورث وبا کا کرے وہ تغیر فصول کثیرہ ابراث وبا میں ایک فصل کے تغیر مورث سے زیادہ موثر نہ ہوگا بلکہ مصلح تغیر فصل اول کا ہوگا۔ سب سے زیادہ جس ہوا میں عفونت کی قابلیت ہے اسی ہوا

کا مزاج ہے جو گرم وتر ہو۔ اکثر ہوا انہیں مقامات کی متغیر اور فاسد ہو جاتی ہے جن کے نشیب وفراز میں اختلاف ہو نیز جو مقامات زیادہ نشیب اور گڑھے میں واقع ہوں اور مسطح ہموار زمین کی ہوا اور اسی طرح اونچی زمین اور ٹیلے کی ہوا بہت کم خراب ہوتی ہے بلکہ اونچے مقامات کی ہوا ہموار اور مسطح مقام کی ہوا سے زیادہ اچھی رہتی ہے۔

فصول کے معتدل رہنے میں یہ بھی ایک شرط ہے کہ ہر ایک فصل کی کیفیت اپنے لائق حالت پر ہو پس صیف میں لازم ہے کہ گرمی رہے اور جاڑوں میں سردی اس طرح ربیع اور خریف بھی اپنی اسی کیفیت پر ہو جو اوپر بیان ہوئی وفصل اپنے لائق مزاج سے منحرف ہوگی ضرور امراض ردی کو پیدا کرے گی۔ اور جو سال پورا جاڑوں کی فصلوں میں مناسب طور کی فصول پر شامل نہ ہوگا تمام سال خراب حالی رہے گی جیسے اگر تمام سال رطوبت ہی کا غلبہ رہے یا یبوست کا خواہ حرارت خواہ بارہ مہینہ سردی رہے کہ ایسے سالہائے مذکورہ میں وہی امراض بنے رہیں گے جس کیفیت سے ان امراض کو مناسبت ہے اور قطع نظر اس کے کہ تمام سال وہ امراض پیدا ہونگے ان امراض کو طول مدت بھی ہوگا اس لئے کہ ایک فصل جب خراب ہو جاتی ہے امراض کی مورث ہوتی ہے نہ کہ سال کا سال پورا خراب ہو مثل اگر کسی فصل بارد کا یہ خاصہ ہے کہ بلغمی مزاج کے بدن میں صرع اور فالج اور سکتہ اور لقوہ اور تشنج وغیرہ کو پیدا کر دیتی ہے یا فصل گرم بدن صفراوی میں جنوں اور حمیات صفراویہ یا اورام حارہ پیدا کرتی ہے پھر اگر تمام سال کسی خراب کیفیت پر رہے کیسا امراض مناسبہ کو پیدا کرے گا نہیں بلکہ ضرور پیدا کرے گا اور وہ امراض دیر پا بھی رہیں گے۔ اگر قبل اپنے وقت کے جاڑوں کی فصل جلد آ جائے ان امراض کو پیدا کرے گی جو لائق بحال شتا کے ہیں اس طرح اگر اپنے وقت سے پہلے گرمی آ جائے امراض صیفی کو پیدا کرے گی۔ ہر ایک فصل کی آمد میں وہ امراض متغیر ہو جاتے ہیں جو اس آیندہ فصل کے پہلے گزشتہ کی وجہ سے پیدا ہوتے تھے۔ جب کوئی فصل دیر تک ٹھہرے گی انہیں امراض کی کثرت ہوگی جو اس فصل

موجودگی جہت سے عارض ہوتے ہوں خصوصاً فصل صیف اور فصل خریف کا زیادہ ٹھہرنا کہ اس کی وجہ سے امراض صیفی اور امراض خریفی ضرور پیدا ہوتے ہیں **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ فصول کی تاثیر کا انقلاب اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ اوقات اور زمانہ بدل جاتا ہے بلکہ یہ تغیر بسبب تغیرات کیفیت کے ہوتا ہے جو ہمراہ انقلاب فصول کے پیدا ہوتا ہے اور تغیرات کیفیات ہی کو تغیر احوال میں بری تاثیر ہے دن کے چھوٹے بڑے ہونے سے یہ تغیرات پیدا نہیں ہوتے اس وجہ سے اگر ایک ہی دن میں مثلاً ۱۲ گھنٹے کا ہو ہوا کی حرارت مبدل بہ برودت ہو جائے اسی دن تغیر بدنی حسب خواہش تغیر ہوا کے پیدا ہوگا۔ بنظر صحت ابدان کے یہ بات اچھی ہے کہ خریف میں بارش ہو کر اس کی یبوست کو برطرف کر دے اور جاڑوں میں گرمی اور سردی بحد اعتدال ہو کہ بالکل سردی معدوم بھی نہ ہو اور نہ اتنی زیادہ ہو کہ تحمل نہ ہو سکے اور یہ کیفیت ہائے مذکورہ بہ قیاس ہر ایک بلد کے مناسب طور پر ہونی چاہئیں۔ ایسے معتدل سرما کے بعد اگر فصل ربیع اپنے ہمراہ بارش بھی لیتی آئے اور ربیع کے بعد گرمیاں جو آئیں ان میں بھی کس قدر بارش ہو جایا کرے پھر کیا پوچھنا اس سے بہتر ربیع اور صیف ہو نہیں سکتی

پانچویں فصل ہوائے جید کے بیان میں اچھی جید ہوا وہی ہے جس میں بخارات اور دخنہ غریبہ نہ ملیں اور صاف آسمان کے نیچے کی ہوا دیواروں اور چھتوں کے اندر اور نیچے گھٹ کر غلیظ اور خراب نہ ہوگئی ہو۔ ہاں البتہ جس وقت ہوا کا مزاج خراب ہو جاتا ہے اس وقت تو دیواروں اور چھتوں کی گھٹی ہوئی ہوا اچھی ہوتی ہے اور کھلی ہوئی زیر آسمان کی ہوا قبول تغیر اور اثر سمیت کا زیادہ کرتی ہے۔ اس حالت کے سوا جملہ اوقات میں کھلی ہوئی ہوا ہر طرح افضل ہے۔ وہی ہوائے جید جس کا بیان شروع فصل ہذا میں ہوا اچھی ہے اور صاف اور پاک ہے جس میں بخارات جھیل اور نیستاں وغیرہ کے نہیں ملتے ہیں۔ اور نہ اس میں بخارات گندہ خندقوں کے یا متعفن گھورہ اور مزبلہ وغیرہ کے یا پانی بھرنے

کے گھاٹ جسے پن گھٹ کہتے ہیں اس کے بخارات سے یہ پاک ہوتی ہے یا اس زمین کے بخارات سے پاک ہوتی ہے جس میں ترکاریاں بوئی گئی ہوں جسے ہم لوگ باڑی کہتے ہیں۔ خصوصاً جب وہ درخت زہریلے ہوں جیسے شوط کے درخت یا بادام اورانجیر کے درختوں کے بخارات اور نہ اس ہوا میں بدبو ہواؤں کی آمیزش ہوتی ہے اور نہ اس ہوا سے اچھی ہوا کی آمیزش کبھی روکی جاتی ہے بلکہ برابر آمد ریاح فاضلہ کی اس کی طرف ہوا کرتی ہے جیسے اتر ہری کہ ہمارے بلاد میں آمد ہوائے شمالی کی اونچے مقامات سے ہے۔ ایضاً وہی ہوائے جیدا ایسی ہوتی ہے جو کسی عمیق گڑھے میں بند نہیں تھی کہ دھوپ کے وقت تو گرم ہو جائے اور رات کو سردھجھٹ پٹ اس میں خصوصیت مقام کے وجہ سے برودت آ جائے۔ ایضاً وہ عمدہ ہوا کسی نو تعمیر دیوار کے اندر کی نہ ہو جس کی عمارت اچھی مٹی سے نہیں ہے بلکہ چونہ وغیرہ کسی خراب مٹی سے وہ دیوار بنائی گئی ہے یا ہرتال وغیرہ بدبو چیزوں سے اس مقام کی ہوا میں تغیر ہو گیا ہے اور بھی وہ دیوار خواہ جس جگہ کھگل ایسی بدبو چیزوں سے ہوتی ہے جو اچھی طرح خشک نہ ہوئی ہو۔ اور نہ وہ ہوا ایسی ہو کہ اگر حلق میں پہنچے سانس میں پھندا پڑے جیسے حلق میں پھنسی جاتی ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ وہ تغیرات ہوا کے جو از خود بمقتضائے طبیعت ہوا کے نہ ہوں مخالف طبیعت ہوا کے ہوں یا مخالف بھی نہ ہوں بہر حال ایسے تغیرات خارجیہ تحفظ دورہ اور انتظام اوقات کے واقع ہوتے ہیں اور کبھی بے ترتیب اور بے نظم ہوتے ہیں اصح احوال فصول وہ حالت ہے کہ ہر فصل اپنی طبیعت پر ہو جب حالت فصل میں خلاف طبع تغیر پیدا ہوگا امراض کو پیدا کریں اور غالباً یہی ضرر پیدا ہوگا **چھٹی فصل کیفیات ہوا سے جو افعال صادر ہوتے ہیں ان کے بیان میں** جو ہوا گرم ہے وہ تحلیل رطوبات کرتی ہے اور جلد میں ارخا پیدا کرتی ہے یعنی ڈھیلا پن پیدا کرتی ہے۔ پھر اگر اسی ہوائے حار کی حرارت میں اعتدال ہو رنگ کو سرخ کرتی ہے اس لئے کہ خون کو اندر

سے جذب کر کے باہر لاتی ہے اور اگر حرارت میں ہوا کے افراط ہو زردی رنگ کی پیدا کرتی ہے اس لئے کہ جس قدر خون اندر سے جذب کر کے باہر لاتی ہے اسے تحلیل کر دیتی ہے اور ایسی ہوائے گرم میں پسینا زیادہ نکلتا ہے۔ اور پیشاب کم آتا ہے اور ضعف ہضم پیدا ہوتا ہے اور تشنگی بھی زیادہ پیدا کرتی ہے ہوائے بارو استواری پیدا کرتی ہے اور ہضم پر سین ہوتی ہے اور رار بول زیادہ کرتی ہے بسبب احتقان رطوبت کے اور کبھی ان رطوبات کو پسینے وغیرہ کی طرف سے تحلیل کر دیتی ہے اور ثقل بنسار کو کم کر دیتی ہے اس لئے کو عضاہائے مقعد کو منعصر کرتی ہے یعنی فشردہ کرتی ہے بذریعہ تکاثف کے اور امعاء مستقیم کی اوانت اور بھی انعصار عضاہائے مقعد کو معین ہوتی ہے اسی جہت سے براز کا خروج بدشواری ہوتا ہے اس لئے کہ مجرائے دفع کا کوئی معین نہیں ہوتا۔ لہذا دیر تک براز مجرائے میں ٹھہرا رہتا ہے۔ ایضاً چونکہ ماہیت براز کی براہ بول زیادہ نکل جاتی ہے لہذا اس کی دفع میں سہولت باقی نہیں رہتی۔ ہوائے رطب جلد میں نرمی پیدا کرتی ہے اور ہوائے یابس جلد میں خشکی اور بدن میں ہزال پیدا کرتی ہے ہوائے کمدر اور باکدورت سے توحش نفس پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے ثوران اخلاط میں ہو جاتا ہے ہوائے کمدر اور چیز ہے اور ہوائے غلیظ اور چیز اس لئے کہ ہوائے غلیظ وہ ہوا ہے جو اپنی گندگی اور پھولے ہوتے ہیں یکساں ہو اور اس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو۔ اور ہوائے کمدر وہ ہے جس میں اجسام غلیظ ملے ہوں۔ دونوں باتوں پر دلیل یہ ہے کہ چھوٹے ستارے کم ظاہر ہوں اور جن ستاروں میں زیادہ چمک ہے ان کی روشنی اچھی طرح بخوبی ظاہر نہ ہوں جیسے وہ ستارہ ہے جس کا نام مرتعش ہے اور بہت غلاظت اور کدورت ہوا کا کثرت بخارات اور دخانات کی اور قلت اچھی ہواؤں کی ہے اور اس بیان کو ہم دوبارہ اس مقام پر ذکر کریں گے جہاں تغیرات ہوا جو خارج از طبیعت ہیں شروع کریں گے۔ جو فصل اپنی کیفیت مناسب پر دار ہو اس کے احکام خاص ہیں اور آخر ہر فصل کا اور ابتدائے اس فصل کی جو آخر سے کسی فصل کے متصل ہے دونوں

فصلوں کے احکام اورامراض مشترک ہیں۔ ربیع جس وقت اپنے مزاج معتدل پر ہو افضل ہے سب فصلوں سے اور وہ مناسب ہے مزاج روح اور خون کے اور باوجودیکہ مزاج ربیع کا معتدل ہے جیسا ہم نے ذکر کیا ہے پھر بھی تھوڑی سی حرارت لطیفہ آسمانی اور رطوبت طبعی کی طرف مائل ہے۔ ربیع میں سنگ سرخ ہوجاتا ہے اس لئے کہ خون کو اندر سے بطرف خارج کے باعتدال جذب کرتی ہے اور اس درجہ حرارت کو نہیں پہنچتی ہے کہ خون کو مثل صیف گرم کے تحلیل کرے ربیع میں امراض مزمنہ کا ہیجان ہوتا ہے اس لئے یہ فصل اخلاط بستہ کو جاری کرکے اس میں سیلان پیدا کرتی ہے اس وجہ سے اس فصل میں جن کو مرض مالیخولیا کا ہے ان کے مرض کا ہیجان ہوتا ہے اور جس شخص کے اخلاپ جاڑون میں پیدا ہوئے ہوں کہ حرص کھانے کی اس کو زیادہ ہو اور ریاضت کم کرے ایسا شخص ربیع میں ان امراض کا مستعد ہوتا ہے جن کو یہ اخلاط اور مواد برانگیختہ کرتے ہیں اس لئے کہ ربیع ان اخلاط کو تحلیل کرتی ہے جس وقت فصل ربیع اپنے اعتدال میں طولانی ہو امراض صیفی بہت کم پیدا ہوں گے جو امراض ربیع میں پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں اسہال وموی رعاف ہیجان مالیخولیا صفرادی مزاج میں اورام ونبل خوانیق اور یہ مہلک ہوتے ہیں اور جمیع اقسام کے خراجات ربیع میں پیدا ہوتے ہیں اور اکثر رگیں پھٹ کر خون برآمد ہوتا ہے۔ نفث الدم سعال خصوصاً اس حصہ میں ربیع کے جس کی ہوا مشابہ جاڑوں کے ہے اور جن کو یہ امراض ہوتے ہیں حال ان کا بہت ردی ہوتا ہے خصوصاً جسے مرض سل کا ہو۔ اور چونکہ ربیع بلغمی مزاج میں مواد بلغم کو متحرک کرتی ہے اس جہت سے سکتہ اور فالج اور اوجاع مفاصل پیدا ہوتے ہیں۔ ان امراض میں واقع ہونے کا سبب ایک یہ بھی ہوتا ہے کہ حرکات بدنی ونفسانی بافراط صادر ہوتے ہیں اور مسخنات کا استعمال بھی زیادہ کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں باتیں طبیعت ہوا کو معین ان امراض کے حدوث پر کرتی ہیں امراض ربیع سے نجات دینے والی کوئی چیز مثل فصد اور استفراغ اور تقلیل طعام کے نہیں ہے اور شراب جس میں زیادہ پانی ملا ہو اور اس کی

قوت سکر توڑ دی گئی ہو اس کا بھی استعمال بکثرت کرنا اکثر امراض ربیعی سے نجات دیتا ہے۔ لڑکوں کے مزاج سے اور جس کا مزاج ان کے مزاج سے قریب ہے فصل ربیع بہت موافق ہوتی ہے فصل شتا یعنی جاڑوں کی فصل میں ہضم بخوبی ہوتا ہے اس لئے کہ جوہر حار غرایزی یعنی روح اور خون جو اندر بدن کے ہوتا ہے اور تحلیل نہیں پاتا پس قوت ہضم کی جو متعلق بحرارت اندرنی ہو بڑھ جاتی ہے یہ بھی ایک سبب ہے کہ فواکہ اس فصل میں کم پیدا ہوتے ہیں اور اکثر آدمی غذائے حقیقی پر اقتصار کرتے ہیں اور حالت امتلاء میں حرکات بھی کم کرتے ہیں اور گرم کپڑوں کی پناہ میں رہتے ہیں۔ اس فصل میں تیزی خلط صفرا کی اور سب فصلوں سے زیادہ ٹوٹ جاتی ہے بوجہ برودت کسی فصل کے اور چھوٹے ہونے دن اور بڑی ہونے رات کے اور مواد کا احتقان یعنی کھٹنا اندرون جسم کے زیادہ ہوتا ہے اور مقطعات اور لطفات کے استعمال کی حاجت زیادہ ہوتی ہے جاڑوں کی بیماریاں اکثر بلغمی ہوتی ہیں اور بلغم کی پیدائش بھی اس فصل میں زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ اکثر تو بھی بلغمی ہوتی ہے اور جو اورام اس فصل میں ہوتے ہیں رنگ ان کا مائل پسپیدی ہوتا ہے نزکامی امراض کی کثرت ہوتی ہے۔ ابتدا ان امراض کی ہوائے خریفی سے ہوتی ہے اس کے پیچھے ذات الجب ذات الریہ بحتہ الصوت یعنی بستگی آواز اوجاع حلق ہوتے ہیں اس کے بعد خاص پہلو میں اور پشت میں درد پیدا ہوتے ہیں اور پٹھوں میں آفت اور دردسر کہنہ بلکہ سکتہ اور صرع بھی پیدا ہوتی ہے یہ سب امراض بجہت کثرت احتقان مواد بلغمی کے عارض ہوتے ہیں۔ بڈھوں کو جاڑوں میں بہت اذیت ہوتی ہے اور اس طرح جن کا مزاج مشابہ مشائخ کے ہے۔ اور متوسط سن کے لوگوں کو جاڑوں میں نفع پہنچتا ہے بول رسوب اس فصل میں زیادہ ہوتے ہیں بہ نسبت گرمی کے اور مقدار بول کی زیادہ ہوتی ہے۔ فصل گرما کی تحلیل اخلاط کر کے قوت اور افعال طبعیہ کو ضعیف کرتی ہے اس لئے کہ تحلیل میں افراط ہوتی ہے اور خون اور بلغم ہوتا ہے اور صفرا بڑھ جاتا ہے آخر میں اس فصل کے صفرا سیاہ

باقی رہ جاتا ہے اس لئے کہ بدقیق کی تحلیل ہو جاتی ہے اور غلیظ میں احتباس اور احتقان پیدا ہوتا ہے اور مشائخ میں یا جن کا مزاج قریب بہ مشائخ ہے ایک قسم کی قوت گرمیوں میں پیدا ہوتی ہے رنگت زرد ہو جاتی ہے اس لئے کہ خون تحلیل ہوتا ہے جس سے سرخی کی پیدائش ہو جو بیماریاں بادی گرمی کی فصل میں ہوتی ہیں بہت جلد دفع ہو جاتی ہیں اس لئے کہ قوت جس وقت قوی ہو اور ہوا کو معین تحلیل پر پا کے انضاج مادہ مرض کا کر کے اس کو دفع کرتی ہے اور اگر قوت میں ضعف ہو حرارت ہوئے بجہت سستی اور ارخاء پیدا کریں گے ضعف کو بڑھا دیتی ہے پس قوت ساقط ہو جاتی ہے اور موت پیدا کرتی ہے جس فصل میں صیف کی حرارت اور یبوست ہو امراض کو جلد جدا کرتی ہے اور صیف رطب مادہ کو خوب گرفت کرتی ہے اور امراض کی مدت اس میں طولانی ہوتی ہے اسی جہت سے اکثر قروح کا انجام اکلہ کی طرف ہوتا ہے اور استسقاء اور زلق الامعاء عارض ہوتا ہے اور طبیعت نرم ہو جاتی ہے اور ان سب باتوں پر بکثرت اترنا رطوبت کا اوپر سے نیچے کی طرف خصوصاً سر سے رطوبات کا اترنا معین ہوتا ہے امراض فصل گرما کے حمائے غب اور مطبقہ اور محرقہ اور لاغر ہو جانا بدن کا اور اجاع میں اور دکان کا اور مدیعنی آشوب چشم اس فصل میں اکثر عارض ہوتے ہیں خصوصاً جس وقت اس فصل میں ہوا کم چلے اور حمرہ اور شور یعنی پھنسیاں چار اس فصل کی مناسب ہیں زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ اگر صیف ربیع ہو یعنی ہوا ربیع کی اس میں چلے کہ حرارت اور برودت اور یبوست کم ہو تو اس وقت پتوں کا حال اچھا ہوتا ہے خشونت اور حدت یابس پتوں میں کم ہوتی ہے اور عرق زیادہ نکلتا ہے۔ بحران کی امید بخوبی ہوتی ہے اس لئے کہ حار رطب بحران کے مناسب ہوتا ہے کہ حار تحلیل کرتا ہے اور رطب ارخاء اور توسیع مسام کرتا ہے کہ صیف جنوبی ہوا اس میں دباؤ لکمی کثرت ہوتی ہے اور بیماریاں مثل جلدی اور حصبہ کے بکثرت ہوتی ہیں۔ اور اگر صیف شمالی ہو کہ مائل بہ برودت اور ببیس ہو تو وہ صحت زیادہ پیدا کرتی ہے لیکن اس میں امراض عشر بہت عارض ہوتے ہیں۔ امراض عصروہ

بیماریاں ہیں جو سیلان مواد سے بجہت حرارت باطنی اور ظاہری کے پیدا ہوتی ہیں جس وقت ان مواد سائلہ برودت ظاہری مل کر ان کو نچوڑے یہ بیماریاں جیسے نوازل اور نزدوں کے ہمراہ جو بیماریاں ہوتی ہیں۔ اگر صیف شمالی یابس ہو تو بلغمی مزاج اور نسواں کو نفع پہنچاتی ہے۔ اور صفرادی مزاجوں کو اور یابس جس میں آنسو کم نکلیں اور حمیات حادہ مزمنہ لاحق ہوتے ہیں۔ اور صفرا کے احتراق سے بوجہ احتقان کے غلبہ سودا کا ہوتا ہے خریف میں امراض کی کثرت ہوتی ہے اس لئے کہ آدمی پہلے تو اس میں دن کی تمازت آفتاب میں چلتے پھرتے ہیں پھر انگو سردی کی شب ہوتی ہے اور فواکہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں جن کے کھانے سے اخلاط فاسد ہو جاتے ہیں اور قوت گرمیوں میں تحلیل ہو جاتی ہے اور اخلاط خریف میں بجہت ماکولات ردی کے فاسد ہو جاتے ہیں اس لئے کہ لطیف کی تحلیل گرمیوں میں ہو جاتی ہے اور کثیف محترق ہو کر پانی رہ جاتی ہیں اور اگر کوئی خلط بجہت برانگیختہ کرنے طبیعت کے آمادہ دفع اور تحلیل پر ہوتی ہے رات کی برودت اس کو پھر بستہ کر دیتی ہے اور خون فصل خریف میں بہت کم ہو جاتا ہے بلکہ یہ فصل بجہت اپنے باردیابس مزاج کے مخالف مزاج خون کے ہے کہ وہ حار رطب ہے اسی جہت سے تولید خون پر یہ فصل معین نہیں ہوتی اور فصل صیف میں چونکہ پہلے سے تحلیل خون کی اس میں ہو چکی ہے وہی قلت اس فعل میں باقی رہتی ہے۔ اور اخلاط صفرادی زرد خواہ سیاہ کی کثرت ہوتی ہے اور اخلاط سیاہ اس جہت سے زیادہ ہوتے ہیں کہ صیف کی حرارت سے خلط صفرادی خاکستر ہو جاتی ہے اس لئے خریف میں سودا بکثرت پیدا ہوتا ہے صیف اخلاط کو خاکستر کرتی ہے اور یبوست پیدا کرتی ہے اور خریف اس کو سرد کرتی ہے۔ ابتدائے خریف کس قدر موافق مشایخ کے مزاج کے ہوتی ہے اور اخیر اس فصل کا ان کو بشدت مضر ہوتا ہے امراض خریف کے یہ ہیں حرب منتشر یعنی خارش خشک اور توبا یعنی داد اور سرطان اور اوجاع مفاصل اور حمیات مختلطہ یعنی مرکبہ اور حمائے ربع بجہت کثرت خلط سودا کے جس کی دلیل مذکور ہو چکی اور اسی

سبب سے طحال بڑھ جاتی ہے۔ اور تقطیر البول بھی اسی فصل میں عارض ہوتا ہے کہ مزاج مثانہ کا حرارت اور برودت میں مختلف ہو جاتا ہے۔ اور عسر البول بہ نسبت تقطیر البول کے زیادہ ہوتا ہے اور زلق الامعاء اسی جہت سے پیدا ہوتا ہے کہ برودت فصل کی رقیق اخلاط کو باطن کی طرف دفع کرتی ہے اور عرض النساء پیدا ہوتی ہے اور ذبحہ صفرادی خریف میں ہوتا ہے اور ذبح بلغمی ربیع میں اس واسطے کہ مبداء ہر ایک کا ان دونوں قسموں میں سے دو خلط ہے جس کو ہر ایک کے زمانہ موجودگی فصل سے پہلے جو فصل ہے برانگیختہ کرے یعنی ذبحہ بلغمی ربیع میں اس جہت سے ہوتا ہے کہ جاڑوں کی فصل جو ربیع سے مقدم ہو بلغم کو برانگیختہ کر دیتی ہے اور ذبحہ صفرادی خریف میں بجہت ثوران صفرا کے فصل صیف میں ہوتا ہے۔ اور فصل خریف میں ایلاوس یابس کی بھی کثرت ہوتی ہے اور کبھی سکتہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور امراض ریہ اور درد پشت اور دوران بھی پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ حرکت فضول کی صیف میں ہو کر خریف میں اس کا عصر یعنی نچوڑ ہو کر یکجائی ہوتی ہے پیٹ میں کیڑے بھی خریف میں زیادہ پیدا ہوتے ہیں کہ قوت ہاضمہ ہضم اور دفع سے ضعیف ہوتی ہیں جدری کی بھی اس فصل میں کثرت ہوتی ہے خصوصاً اگر خریف میں بیس ہو علی الخصوص اس سے پیشتر اگر فصل صیف بہت حار گزر چکی ہو۔ جنوں بھی اس فعل میں زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس فصل میں اخلاط صفرادی میں وارد ت پیدا ہوتی ہے اور خلط سوادی سے اخلاط صفرادی کی ترکیب ہوتی ہے خریف ان بیماروں کو جن کے ریہ میں قرحہ ہی یعنی اصحاب سل کو بہت مضر ہے اور اگر سل کی ابتدا ہو قاور بخوبی یہ مرض ظاہر نہ ہو اس فص میں اس کا اشتباہ برطرف ہو جاتا ہے اور بخوبی اس کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ دق مفرد میں جو لوگ مبتلا ہوں انہیں بھی فصل خریف بجہت خشکی پیدا کرنے کے بہت مضر ہی بقایائے امراض صیف کے واسطے فصل خریف بمنزلہ ضامن کے ہے۔ عمدہ احوال خریف یہ ہے کہ رطب اور مطیر ہو۔ اور بدترین خریف وہی ہے جس میں یبوست زیادہ ہے

فصل ساتویں

سال کے احکام مرکب کے بیان میں جس وقت شتائے جنوبی کے بعد ربیع شمالی پیدا ہوا اور اس کے بعد فصل گرمی کی بہت سخت ہو اور پانی بہت برسے اور ربیع میں استفراغ مواد کا نہ ہوتا ایکہ صیف آ جائے ایسے سال کے فصل خریف میں لڑکے بہت مریں گے اور ربیع امعاء اور قروح امعاء اور غب غیر خالص جس کے زمانے میں طول ہو بکثرت پیدا ہوں گے اگر جاڑوں میں اس سال کے رطوبت زیادہ ہو تو عورتوں کے جننے کی ربیع میں امید ہو یا اندک سبب سے ان کے حمل کا اسقاط ہو جاتا ہے اور اگر بندرت لڑکا پیدا ہوا تو ضعیف اخلقت ہوتا ہے بعد اس کے مر جاتا ہے یا سقیم الحال اور بیمار رہتا ہے۔ اور اکثر آدمیوں کو رمد یابس اور اسہال خون اور نزول بکثرت عارض ہوتے ہیں خصوصاً شیوخ کو کہ ان کے پٹھوں میں انصباب نزول ہوتا ہے اکثر تو مرگ مفاجات مر جاتے ہیں اس لئے کہ سالک روح میں ہجوم نزلات کا دفعتہً بکثرت ہو جاتا ہے۔ پھر اگر ربیع مطیر اور جنوبی ہوا اور اس سے پہلے شتائے شمالی گزر چکی ہو اس سال کی صیف میں حمیات حادہ اور رمد اور لین طبیعت اور اسہال دموی کی کثرت ہوتی ہے اور اکثر یہ چیزیں نزلہ سے پیدا ہوتی ہیں اور جو بلغم جاڑوں میں اندرنی تجویف میں جمع ہوتا ہے اس کا دفع بجہت حرکت کے پیدا ہوتا ہے خصوصاً ان ابدان میں جن کے مزاج مرطوب ہیں مثل عورتوں کے اور عفونت کی بھی اسی فصل میں کثرت ہوتی ہے اور حمیات عفنہ زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس سال کی صیف میں بروقت طلوع شعری عبور یعنی یمانیہ جو تموز کے میں دن کے گزرنے کے بعد مطابق ماہ بھادوں کے ہندی میں ہوتا ہے پانی برسے اور ہوائے شمالی چلے البتہ امید بہبودی ہو سکتی ہے اور مادہ امراض کی بھی تحلیل ہو جاتی ہے سب سے زیادہ تر مضر یہ فصل واسطے نسواں اور صبیاں کے ہے جو ان میں سے بچ جاتا ہے ربع سوداوی میں مبتلا ہوتا ہے اس لئے کہ اخلاط میں احتراق پیدا ہوتا ہے اور خاکستر ہو جاتے ہیں اور بعد دفع کے استسقا بوجہ ربع کے پیدا ہوتا ہے اور وجع طحال اور ضعف جگر بھی اسی احتراق کی وجہ

سے عارض ہوتا ہے۔ مشایخ میں اس سال کا ضرر کم ہوتا ہے اور جس بدن میں تبرید کا خوف ہو یعنی جن کو تبرید مضر ہی وہ بھی کم متاذی ہوتے ہیں اگر بعد صیف یابس شمالی کے خریف مطیر جنوبی وارد ہو اس سال کے جاڑوں میں بدن کو استعداد دوسر پیدا ہونے کی زیادہ ہوگی اور کھانسی بہت پیدا ہوگی اور آواز بیٹھ جائے گی اور سل پیدا ہوگی اس واسطے کہ زکام اکثر عارض رہے گا۔ جس وقت صیف یابس جنوبی پر خریف مطیر شمالی دانہ ہو جاڑوں میں دردسر اور راس کے بعد نزلہ اور کھانسی اور گرفتگی آواز کی کثرت ہوگی۔ پھر اگر صیف جنوبی پر خریف شمالی وارد ہو امراض عصر اور حقن یعنی بستگی مادہ کی کثرت ہوگی اور ان دونوں بیماریوں کی شناخت اوپر بیان ہوچکی۔ اگر صیف اور خریف دونوں جنوبی اور تر ہوں تو رطوبت کی کثرت ہو اور جب جاڑے کی فصل آئے تو اس سال وہی امراض عصر جو اوپر بیان ہوئے عارض ہوں گے۔ اور یہ بھی کچھ دور نہیں ہے کہ احتقان بخارات اور سازدحام اور کثرت مواد کی اور تنفس کا مفقود ہونا امراض عنونت کی طرف پہنچائے۔ اور شتا اسباب سے خالی نہ ہوگی کہ مرض پیدا کرے اس واسطے کہ مواد کثیر جو پہلے سے مختقن ہو رہے ہیں ان کو پاتی ہے اور اگر صیف اور خریف دونوں یابس شمالی ہوں جو شخص رطوبت کی شکایت کرتا ہے اور بھی عورتیں متمتع ہوں گی سوائے ان کے اور لوگوں کو رید یابس اور نزلہ مزمنہ اور حمیات حادہ اور مالیخولیا عارض ہونگے جاڑوں میں جب سردی زیادہ ہو اور پانی بھی خوب برسے حرقۃ البول پیدا ہوگا۔ اور گرمیوں میں جب شدت حرارت اور یبوست کی ہو خوانیق پیدا ہوں گے قتال ہوں یا غیر قتال متفجر اور شگافتہ ہوں خواہ نہ ہوں داخل بدن ہوں یا خارج اور عسر بول بھی پیدا ہوتا ہے اور حصبہ اور جدری اور حمیقا پیدا ہوں گے مگر مریض کی سلامتی احوال اکثر ہوگی اور امداور فسادخوں اور احتباس حیض اور کرب اور نفث بھی پیدا ہوں گے شتائے خشک کی اگر ربیع بھی خشک ہو وہ نہایت رومی ہے وہا درخت اور نباتات کو بھی فاسد کر دیتی ہے پس اس کے چرنے والے جانور خواہ اس کے پھل پھول کھانے والے آدمیوں کے مزاج میں بھی فساد آجاتا ہے۔

---------اختتام حصہ اول-----